عشرۂ مجالس

محسنینِ اسلام

علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

عشرۂ مجالس
محسنینِ اسلام
بمقام
امام بارگاہ رضویہ سوسائٹی، کراچی
۱۱ تا ۲۰ صفر ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۵ء
انیسِ خطابت
علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی
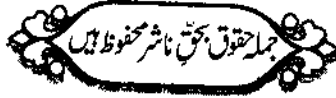
نام کتاب : عشرۂ مجالس "محسنینِ اسلام"

مقرّر : علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

اشاعت : اوّل (۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۰۱۲ء)

تعداد : ایک ہزار

کمپوزنگ : طارق وحید

قیمت : ۳۰۰ روپے

ناشر : محسنہ میموریل فاؤنڈیشن

فلیٹ نمبر 102، مصطفیٰ آرکیڈ،

بندھی مسلم کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی،

کراچی، فون: 02134306686

website: www.allamazameerakhtar.com

----{ کتاب ملنے کا پتہ }----

MUSTAFA ARCADE Flat #102, Plot 119-A S.M.C.H.S, KARACHI PAKISTAN Ph# 02134306686	IMAM BARGAH DUA-E-ZEHRA 2 Lorne Road NN 1 3RN U.K. Ph# 07989344151	Community News & Views 11 Amesbury Court Robbinsville N.J. 08691 U.S.A Ph# 0016093360015
H.NO.22-3-145, DarabJang Lane, Yakutpura, Hyderabad A.P. INDIA Ph# 00918099247402	6 Edwards Mews Islington London N1 1SG Ph# 00447958344614 00442072269057	Abbas Book Agency Rustam Nagar Dargah Hz. Abbas Lucknow-3 U.P. INDIA Ph# 00919839444864
Alamdar Book Depot Imam Bargah Shuhda-e-Karbal Ancholi Society Karachi Ph# 02136804345	Iftikhar Book Depot 43-Main Bazar Islampura, Lahore Ph# 042-37223686	Ahmed Book Depot Phatak Imam Bargah Shah-e-Karbala Rizvia Society Karachi

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

پہلی مجلس

فنِ خطابت

(صفحہ نمبر ۳۵ تا ۶۴)

دوسری مجلس

حضرت عبدالمطلبؑ

......﴿صفحہ نمبر ۶۵ تا ۹۰﴾......

تیسری مجلس

حضرت ابو طالبؑ

﴿صفحہ نمبر ۹۱ تا ۱۱۸﴾

۳۱۔ بخاری، ترمذی، مسلم، ماجہ کے اپنے ایمان کا کیا ثبوت ہے؟ ---------

۳۲۔ کس کا باپ جہنم میں جل رہا ہے ----------------------------

۳۳۔ سارے خلفائے راشدین کے ماں باپ کے ایمان پر بحث ہونی چاہیے

۳۴۔ روزِ محشر پانچ نور بلند ہوں گے ----------------------------

۳۵۔ کربلا نے بتایا ابوطالبؑ کیا تھے؟ ---------------------------

۳۶۔ ستر پچھتر سال کا بڈھا اور کم سن بچی؟ ----------------------

۳۷۔ ہماری سب کتابوں میں جز حصہ صحیح، جز حصہ غلط ہے (ناصر الملت) ----

۳۸۔ تنزیلِ قرآن صحیح ہے، ترتیبِ قرآن غلط ہے ---------------------

۳۹۔ ہر ایک کو علاّمہ بننے کا شوق ہے ----------------------------

۴۰۔ جنّت البقیع اور ڈیڑھ لاکھ کا مجمع ----------------------------

۴۱۔ جنابِ اُمِ البنینؑ سے امیر المومنینؑ کا عقد ----------------------

۴۲۔ پہلا کام زہراؑ کی چوکھٹ پر سجدہ کیا ---------------------------

۴۳۔ ''ماں بن کر نہیں کنیز بن کر آئی ہوں'' جنابِ اُمِ البنینؑ -----------

۴۴۔ عباسؑ کی ولادت، حسینؑ کو دیکھ کر آنکھیں کھولنا ----------------

چوتھی مجلس

حضرت عبداللہؑ اور حضرت آمنہؑ

﴿صفحہ نمبر ۱۱۹ تا ۱۴۷﴾

۱۔ میں جا کر صراطِ مستقیم پر بیٹھوں گا -----------------------------

۲۔ کتاب کسی زمانے میں اکیلی نہیں رہے گی ---------------------------

۳۔ ہمیں صراطِ مستقیم دکھا دے، کون دِکھائے گا؟ -----------------------

پانچویں مجلس

حضرت خدیجہؑ

چھٹی مجلس

حضرت امام علی رضاؑ

﴿صفحہ نمبر ۱۷۹ تا ۲۰۱﴾

ساتویں مجلس

جنابِ حمزہؑ

آٹھویں مجلس

حضرتِ جعفر طیارؑ

﴿صفحہ نمبر ۲۲۹ تا ۲۵۶﴾

نویں مجلس

حضرت علیؑ اور علم

......﴿صفحہ نمبر ۲۵۷ تا ۲۸۳﴾......

دسویں مجلس

حج کا سفرنامہ، مصائبِ فاطمہ زہراؑ

﴿صفحہ نمبر ۲۸۴ تا ۳۰۸﴾

❁❁❁

تحریر -: زاہد علی

علاّمہ ناصر سبطین ہاشمی صاحب سے گفتگو

(فاضل ایران) ملتان

علاّمہ ناصر سبطین ہاشمی صاحب (فاضل ایران) ملتان سے مجالس تفسیرِ قرآن کے سلسلے میں کراچی تشریف لائے تو علامہ موصوف سے مکالمے کا شرف حاصل ہوا جو نذرِ قارئین ہے۔ یہ مجالس عرصہ ۲۸ برس سے مرکزِ علوم اسلامیہ کے تحت منعقد ہو رہی ہیں زیرِ سرپرستی حضرت ڈاکٹر علامہ سیّد ضمیر اختر نقوی صاحب جو کہ نہ صرف صدر مرکزِ علومِ اسلامیہ ہیں بلکہ ۲۸ برس سے زیبِ منبر ہیں۔ رمضان کے بابرکت ماہِ مبارک میں تفسیرِ قرآن اور معرفتِ معصومینؑ کی حقیقی تفسیر کر کے عوام میں علمی شعور اور معرفتِ معصومینؑ کے جوہر لٹاتے ہیں ایامِ عزاء سے ہٹ کر یہ واحد پروگرام ہے کہ جس کا اہلِ کراچی بالعموم اور شیعیانِ حیدرِ کرّار بالخصوص انتظار کرتے ہیں۔ علامہ ضمیر اختر نقوی صاحب ہمہ جہت شخصیت ہیں خوب سے خوب تر بہتر سے بہترین ان کی سرشت میں شامل ہے۔ اُن کے یہاں جمود نہیں ہے نہ تحریر میں نہ تقریر میں اور نہ ہی انتظام میں۔ ہمہ وقت قوم کی خدمت تحفظِ عزاداری، فضائلِ معصومینؑ، ادبی تحقیق اِنھیں نئے نئے تجربات پر اُکساتی ہے اور کمال یہ ہے کہ علامہ صاحب کوئی تجربہ ہی کیوں نہ کریں وہ Trend بن جاتا ہے اس کی سب سے بڑی مثال خود یہ تفاسیر کی مجالس ہیں اولاً اس کی بنیاد قبلہ نے ہی رکھی تھی جو آج تک جاری ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ جاری رہے گی، گذشتہ برس

علامہ ظفر عباس صاحب نقوی جو کہ علامہ صاحب کے بھتیجے ہیں لندن میں قیام پذیر ہیں ان تفاسیر کی مجالس کے لیے خصوصی طور پر لندن سے تشریف لائے تھے پہلے وہ تفسیر کرتے تھے ایک گھنٹہ اور پھر قبلہ ضمیر اختر صاحب زیب منبر ہوتے تھے۔

خاص طور پر ان کی وہ English spech جو جشنِ امام حسنؑ کے موقع پر تھی اس کا ذکر نہ کرنا زیادتی ہوگی۔ اہلِ کراچی نے پہلی بار اور شیعیانِ حیدرِ کرّار نے فخر سے اپنے سروں کو بلند کیا کہ ہم تہی داماں نہیں دنیا میں جہاں جس زبان میں معصومینؑ کے خلاف بات ہوگی منبرِ معصومینؑ کے حقیقی وارث اسی زبان میں جواب دیں گے۔ تو یہ CREDIT بھی عزت مآب علامہ ضمیر اختر نقوی کی ذاتِ گرامی اور ان کے خاندان ذی وقار کو جاتا ہے کہ پہلی بار English میں دنداں شکن جواب دیا گیا۔

اس برس علامہ صاحب نے ایک قدم اور بڑھایا اور جب کبھی قلم و قرطاس اہلِ مودّت کے پاس آئے تو تاریخِ خطابت اور خدماتِ معصومینؑ کی ان کوششوں کو تاریخ سنہری حروف سے لکھے گی اور حق بھی یہی ہے۔

اس بار مرکزِ علومِ اسلامیہ نے نئے نئے خطباء و ذاکرین کو متعارف کرایا تیس روزہ مجالس کے لیے نوجوان خطیب برسرِ منبر آئے، یہ وہ خدمت ہے کہ قوم کو نئے ذاکرین کو سننے کا موقع بھی ملا، مکتبِ تشیّع جو کہ اپنے علمی کارناموں کی وجہ سے مسلم اُمّہ میں ایک امتیازی شان رکھتا ہے اس کا اندازہ ہو کہ علم بھی ہمارے پاس ہے اور جو نئے خطیب آئیں گے ان کی خطابت کے مستقبل (کیریئر) کے لیئے یہ ایک Turning Point ہوگا ماضی کی مثالیں موجود ہیں ابھی قوم کا حافظہ اتنا کمزور نہیں ہوا۔ اس بات کا CREDIT بھی عالی صفات علامہ ضمیر اختر

صاحب کو ہی جاتا ہے۔

پہلی پانچ مجالس سے علامہ ناصر عباس سبطین ہاشمی (آف ملتان) نے خطاب کیا بہت شاندار مجالس پڑھیں اور مجمع سے داد و تحسین لی۔ آخری روز اس احقر نے علامہ صاحب سے گزارش کی کہ اپنی کتاب جو کہ علامہ ضمیر اختر نقوی صاحب کی شخصیت فن اور اُن کی دینی، ملی، علمی، قومی خدمات کا احاطہ کرنے اور انھیں خراجِ تحسین پیش کرنے کی ایک ادنیٰ سی کوشش ہے۔ اس کے لیے قبلہ علامہ موصوف کے بارے میں آپ کی رائے چاہیئے۔ علامہ صاحب کا جملہ تھا بھائی یہ تو میرے لیے اعزاز کی بات ہے، میں کیا ان کی شخصیت پہ رائے دوں کوشش کروں گا۔

یہ چھوٹا سا مکالمہ علامہ ناصر سبطین ہاشمی کے ساتھ نذرِ قارئین ہے۔ ایک بات ملحوظِ خاطر رہے کہ سوال کرنے والا فرشِ عزا پر بیٹھنے والا ہے اور جواب دینے والی

ہستی ایک عالم کی ہے۔ اس لیے سوالات میں کوئی جدت، ندرت، فصاحت ہو نہ ہو جوابات میں ہے کہ یہی مقصد ہے اس گفتگو کا جوابات دیکھئے اور ایک عالم کی رائے ایک عالم کے بارے میں کیا ہے اسے پڑھیئے اور محسوس کیجئے کہ علم کا اعتراف و خدمات کی تحسین اور کسی کی منزلت و رُتبے کا خیال کس طرح رکھا جاتا ہے۔ ایک عالم فاضل جب جب علامہ ضمیر اختر صاحب کی بارگاہ میں ان کی شخصیت کے بارے میں اظہارِ خیال کرتا ہے تو اسے اپنے لیے باعث فخر سمجھتا ہے۔ اس گفتگو کی روشنی میں اپنے کردار کا ضرور جائزہ لیجئے گا۔

گفتگو.............

زاہد علی..... سوال: علامہ ناصر سبطین ہاشمی صاحب پانچ دن ہم نے آپ کی تقاریر سنیں آپ نے بہت شاندار مجالس پڑھیں

مولاؔ آپ کی توفیقات میں اضافہ فرمائیں آپ کی پہلی ملاقات علامہ ضمیر اختر نقوی صاحب سے کب ہوئی؟ آپ کب سے قبلہ کو جانتے ہیں؟ اُن کی ہمہ جہت شخصیت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

علاّمہ ناصر سبطین ہاشمی! ماشاءاللہ میں کافی عرصے سے ان کی شخصیت سے آشنا ہوں سب سے پہلی بات جو اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ یہ نہایت ہی ''مفید'' اور بے ''ضرر انسان ہیں، بعض لوگ مفید ہوتے ہیں مگر ان میں ضرر بھی ہوتا ہے لیکن یہ بے ضرر ہیں ان کی شخصیت کا یہ پہلو ہے جو اختصاصات میں ہے، میں اُس وقت ایران میں پڑھتا تھا تو جب ہم گھر آتے تھے ملتان میں تو پورے ملتان میں ان کے پوسٹر لگے ہوتے تھے بینر ہوتے تھے۔ لوگ ان کی تعریفیں کرتے تھے، تو پھر ان کی بعض کتب دیکھیں تو اس کے بعد ہم نے انھیں قبول کیا بطور محقق، ادیب، عالم، واعظ، خطیب، نقاد۔

سوال: ہمہ جہت شخصیت ہے علامہ ضمیر اختر صاحب کی تو آپ تو خود ہی خطیب ہیں کیا رائے ہے آپ کی علامہ صاحب کی خطابت کے بارے میں؟

علاّمہ ناصر سبطین ہاشمی! دیکھیں یہ تو مسلمات میں سے ہے۔ کامل کوئی بھی نہیں ہوتا اور کائنات کے اندر جو کامل ہستیاں ہیں وہ چودہ معصومینؑ ہیں، علامہ سیّد ضمیر اختر نقوی کی جو خطیبانہ صلاحیت ہے وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے، رہی بات ان کے اندازِ بیاں کی تو وہ بہت سادہ، موثر، دل پر اثر کرنے والا اور باالفاظِ دیگر، اندازِ ساحرانہ'' ہے

زاہد علی..... بے شک یہ بات بہت خوبصورت کہی آپ نے واقعی جو ایک بار علامہ صاحب کو سن لے تو پھر وہ کسی کو نہیں سنتا اچھا آپ مہمان ہیں علامہ صاحب کے یہاں، گھریلو وضع قطع میں آپ علامہ صاحب کو کیسا پاتے ہیں۔

علامہ ناصر سبطین ہاشمی! بھئی میں اگر حقیقت بیان کروں تو لوگ مبالغہ آرائی سمجھیں گے۔

زاہد علی..... سوال: لوگ جو سمجھتے ہیں انھیں سمجھنے دیں ہر ذی شعور انسان جانتا ہے کہ منبر پر بیٹھنے والا جھوٹ نہیں بول سکتا بشرطیکہ ولائے علیؑ دل میں ہو؟

علامہ ناصر سبطین ہاشمی! میں بھی ایک بات کہوں گا آپ اِسے کافی سمجھئے گا ''یہ لگتا ہے کہ کوئی ماورائے بشر مخلوق ہیں''

زاہد علی..... سوال: واقعی یہ تو آپ نے دریا نہیں سمندر کو کوزے میں بند کر دیا۔

زاہد علی..... سوال: علامہ صاحب کی خطابت پر تو آپ نے روشنی ڈال دی، علامہ صاحب ایک صاحبِ طرز ادیب بھی ہیں۔ علامہ صاحب کی ادبی حیثیت کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے؟

علامہ ناصر سبطین ہاشمی! ماشاء اللہ اِن کی ادبی حیثیت کے بارے میں مَیں کیا کہوں جس بات نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ جوش صاحب کے جومرثیے علامہ صاحب نے مرتب کیئے جو مربوط ہیں۔ امام حسین علیہ السلام سے تو ان میں جوش

ملیح آبادی نے جو لکھا تھا اب جوش صاحب تو مبالغہ نہیں کر سکتے ہم شاید بھول جائیں تو زندگی میں تجربہ نہیں رکھتے اتنے جہاندیدہ نہیں ہیں جتنے جوش صاحب تھے اور وہ واقعاً اُن کی آخری عمر تھی آخری عمر میں اُنھوں نے ایک خط لکھا تھا جو موجود ہے چھپ چکا ہے اس میں تھا ''حضرت نقوی'' تو یہی جملہ دلیل ہے کہ جوش ملیح آبادی کی نظر میں بہت بڑے ادیب ہیں۔

زاہد علی..... سوال: واقعی بہت بڑی بات آپ نے کہہ دی اب اس کے بعد تو کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم علامہ ضمیر اختر نقوی صاحب کے ادبی مقام کا تعین کریں آپ تو جوش صاحب کو لے آئے۔

علاّمہ ناصر سبطین ہاشمی! نے مسکرا کے کہا واقعی اسی لیے اُن کا حوالہ دیا ہے۔

زاہد علی..... سوال: پچاس سال پورے ہیں علامہ صاحب کی دینی، ادبی، ملی، قومی خدمات کے اس موقع پر ملتِ جعفریہ کو کوئی پیغام آپ دینا چاہیں علامہ صاحب کی خدمات کے سلسلے میں۔

علاّمہ ناصر سبطین ہاشمی! ہمیشہ کہتا ہوں کیونکہ الحمدللہ خاندانی عالم دین ہوں نسل در نسل خدمت کی ہے تو میرا پیغام یہی ہے قوم کے نام اور نصیحت بھی وصیت بھی یہی ہے کہ اہلِ قوم علماء کی قدر کریں بالخصوص ایسے عظیم اور جلیل القدر عالم دین کی خدمت کریں عین ممکن ہے کہ یہ باز کی طرح ہم پر سے پرواز کر جائیں تو پھر ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں کہ خوانخواستہ کتنے عظیم آدمی کو ہم نے کھو دیا، دعا ہے کہ ان کا سایہ تا قیامت ہم پر قائم رہے

زاہد علی..... سوال: علامہ صاحب یہ جو اس وقت سیاست ہو رہی ہے منبر کی سیاست ہے؟ یا ولایت علیؑ کو لے کر جو مسائل اُٹھ رہے ہیں آپ کی کیا رائے ہے اس بارے میں؟

علامہ ناصر سبطین ہاشمی! اصل میں یہ چند لوگوں کی کوشش ہے پتہ نہیں وہ کون لوگ ہیں اُن کی یہ کوشش ہے کہ مومنین کو ولایتِ آلِ محمدؑ اور فضائلِ آلِ محمدؐ سے دور رکھا جائے۔

زاہد علی..... سوال: علامہ ضمیر اختر نقوی صاحب نے پچاس سال اس قوم کی خدمت کی ہے اور قوم نا قدری کر رہی ہے ناشناس ہے جاہل ہے ایسی قوم کے بارے میں کیا کہیں گے آپ؟

علاّمہ ناصر سبطین ہاشمی! یہی کہوں گا کہ یہ آئمہؑ کی سیرت ہے بڑے بڑے علماء

کی قدر نہ ہوئی ''زمانہ نہیں جانتا کہ یہ کیا ہیں'' اب جو بندہ نہ جانتا ہو تو ان سے کیا کہیں میری دعا ہے اہلِ قوم کے لیے کہ مولاؑ ان کو ہدایت فرمائیں اِن کو قدر شناسی آجائے یہ بے علم، بے معرفت لوگ ہیں ہماری طرف سے شدت نہ ہونی چاہیے کیونکہ ہم مظلوموں کو ماننے والے لوگ ہیں ہمیشہ مظلوم ہی رہیں گے۔

زاہد علی..... سوال: لیکن یہ صرف قبلہ علامہ صاحب کی توہین نہیں ہے یہ تو عزاداریٔ حسینؑ کی تذلیل ہے؟

علاّمہ ناصر سبطین ہاشمی! اگر عزاداری کو مراد لیں تو پھر جن لوگوں نے جامعہ سبطین کی مجلسِ عزا پر حملہ کیا اِن کو یزیدی کہنا کوئی عیب نہیں ہے۔ اگر میں شخصیت کے بارے میں یہ جملہ کہوں تو لوگ کہیں گے کہ مبالغہ ہے۔

زاہد علی..... سوال: بہت خوبصورت بات کہی آپ نے پچاس

سال پورے ہو رہے ہیں علامہ صاحب کی خدمات کے کیا کہیں
گے آپ اس موقع پر؟

علاّمہ ناصر سبطین ہاشمی! میں کہتا ہوں مولاؔ ان کے قلم میں مزید زورِ عطا فرمائے
بیان میں اور مولا اِن کو طولِ عمر با الفاظِ دیگر عمرِ خضری اور بختِ سکندری عطا فرمائے
اور میں ان کو واقعاً واقعاً لائقِ احترام قابلِ احترام سمجھتا ہوں دل کی گہرائیوں سے
کہہ رہا ہوں کوئی مبالغہ کوئی تصنّع کوئی بناوٹ نہیں واقعاً یہ میرے لیے قابلِ احترام
ہیں جس طرح میرے خاندانی بزرگ میرے لیے قابلِ احترام ہیں اسی طرح
قبلہ حضرت نقوی میرے لیے قابلِ احترام ہیں اور میں اِن کی دینی خدمات کی
وجہ سے اِن کو مان رہا ہوں۔

زاہد علی..... سوال: تو آپ کی گفتگو سے تو قوم کو اب اندازہ ہو

جانا چاہیئے کہ یہ جو پروپیگنڈہ ہے علامہ ضمیر اختر نقوی صاحب کی
ذاتِ مبارک کے خلاف یہ بعینہٖ وہی معاویہ پروپیگنڈہ ہے؟

علاّمہ ناصر سبطین ہاشمی! یہ تو حقیقت ہے لوگ بعض مفادات کو مدِ نظر رکھتے
ہوئے بعض لوگ حسد کرتے ہیں، بعض قلم کے بیان سے جلتے ہیں، بعض لسانی
طاقت سے حسد کرتے ہیں، بعض دیگر چیزوں سے تو یہ ذاتی حسد ہوتا ہے۔

زاہد علی..... سوال: تاریخِ شیعیت میں ۱۴ صفر (۲۰۰۹ء) سیاہ ترین دن کی
حیثیت سے تاریخ میں لکھا جائے گا میں بات کر رہا ہوں سانحہ بجامعۂ سبطین (کراچی)
کی آپ کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی آپ نے کیا محسوس کیا، کیا تاثرات تھے
آپ کے؟

علاّمہ ناصر سبطین ہاشمی! ملتان میں ہم تھے وہاں ہم نے سنا تھا واقعاً ہمیں

بہت زیادہ دکھ ہوا تھا جس نے یہ کام کیا ہے ظلم کیا ہے زیادتی کی ہے۔ مسلمان کی Defination تو یہ ہے نا کہ مسلمان تو وہ ہوتا ہے کہ جس کی زبان سے ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں تو انھوں نے یہ مظاہرہ کر کے اپنا عقیدہ اپنا عمل خود ظاہر کر دیا ہے کہ ہم کون ہیں اور میں پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہوں ان کی شخصیت اور ان کی نازک طبع پر یہ حملہ ہونا، دیکھو بھائی ایک تو بندہ ہوتا ہے جوان یہ تو بزرگ ہیں اسی لیے یہ حملہ دہشتناک رنگ میں لگتا ہے اور مجھے اور پُرزور الفاظ میں مذمت کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور ضروری ہے مذمت کرنا کیونکہ کبھی بھی انھوں نے کسی سے کوئی غلط بات ہی نہیں کی اور مزے کی بات ہے تقاریر میں بھی کسی کی دل آزاری نہیں کرتے ہیں۔

''بہت افسوس ہوا تھا حتیٰ کہ میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے تھے'' علامہ صاحب ولایتِ علیؑ کا پرچار کرتے ہیں اور یہ مولاؑ امیر المومنینؑ کی ولایتؑ پر حملہ تھا۔

زاہد علی..... سوال: علامہ ناصر سبطین صاحب ایک آخری سوال اور یہ سوال میں ضروری سمجھتا ہوں ایک اعتراض علامہ صاحب پہ وارد ہوتا ہے ایک مخصوص مکتبہِ فکر کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ کراچی آئے ہیں تو اپنے تہذیبی ورثے کی ترجمانی لائے ہیں ہر انسان کو اپنا کلچر اپنی تہذیب پیاری ہوتی ہے تو کوئی اگر اپنی تہذیب کو برتتا ہے اپنے تمدن پہ فخر کرتا ہے تو کیا یہ غلط ہے؟

دوسری بات کہ لوگ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ علامہ صاحب صرف ایک خطیب نہیں ہیں۔ ادیب ہیں، محقق ہیں، دانشور ہیں، ہمہ جہت شخصیت کے حامل ہیں۔

علاّمہ ناصر سبطین ہاشمی! بالکل کوئی غلط بات نہیں ہے اچھی بات ہے بلکہ

حُب الوطنی تو ایمان کی علامت ہے بلکہ جو آپ کی اقدار ہیں تہذیب ہے اُسے پرموٹ (Promote) کرنا کوئی عیب نہیں ہے چونکہ یہ محترمات میں سے تو نہیں ہے Colture کو Promote کرنا کوئی فعلِ حرام تو نہیں ہے مباح ہی ہے ناں تو جب سگریٹ پینا شریعت میں جائز ہے تو coltore کو پرموٹ کرنا بطریقِ اولیٰ جائز ہے۔

بہت بہت شکریہ علامہ ناصر سبطین ہاشمی صاحب آپ سے سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ معلومات میں اضافہ بھی ہوا اور ایک ولی صفت کی حامل شخصیت کو سمجھنے میں آپ کی مدد حاصل ہوئی اُس کے لیے ایک بار پھر آپ کا بہت شکریہ۔

مولا آپ کو جزائے خیر دیں (الٰہی آمین)

علاّمہ ناصر سبطین ہاشمی صاحب (فاضل ایران) ملتان

29/08/2009

پہلی مجلس

محسنینِ اسلام

فنِ خطابت

بسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم

تمام تعریفیں اللہ کے لیے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے

عشرہ چہلم کی پہلی مجلس منعقد ہو رہی ہے یہاں کے لئے اس سال جو عنوان قرار دیا گیا "محسنینِ اسلامؑ" گزشتہ سال یہاں کا عنوان جیسا کہ آپ حضرات کو علم ہے جو حضرات شریکِ مجلس رہے پچھلے سال "قاتلانِ حسینؑ کا انجام" پچھلے سال عنوان تھا اور اس سے پہلے دو سال قبل جو عشرہ منعقد ہوا اس میں ہر مجلس کا عنوان الگ الگ تھا جس میں سے پہلا عنوان تھا "رسولؐ اُمّی ہے" دوسرا عنوان تھا "عظمتِ ابوطالبؑ" تیسرا عنوان تھا "سورۂ یوسفؑ اور ذکر اہلبیتؑ" اس کے بعد عنوان تھا کہ "علم الٰہی میں واقعۂ کربلا کا تعین" اس سال ہم نے جس عنوان کا انتخاب کیا ہے وہ اس لئے اہم ہو جاتا ہے کہ وہ ہستیاں جنہوں نے اسلام پر احسان کئے ان کے نام لیوا اس طرح نہیں نام لے پاتے جس طرح ان کا نام لینا چاہیئے جس طرح ان کا ذکر کرنا چاہیئے چونکہ لگاؤ نہیں رہا علم سے، ادب سے، تاریخ سے، حدیث سے، تفسیر سے اس لئے تلاش میں نہ چیزیں آئیں نہ ان کو ابھارا گیا

نہ انہیں پیش کیا گیا چونکہ فنِ خطابت میں کمزوری آچکی اسے بھگتنا ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ کمی پوری کی جائے اور یہ کوشش مسلسل ہے صرف اس سال نہیں بلکہ جب سے میری خطابت کا آغاز ہے اُس وقت سے یہی کوشش ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ محرم کا آغاز ہوتا ہے تو ہم بڑے بڑے اسلام پر احسان کرنے والوں کے نام دیکھتے ہیں ہمیں انکار نہیں اُنہوں نے بھی احسان کیا ہے لیکن ان کے ساتھ کچھ لوگوں کا اور بھی تو تذکرہ ضروری ہے کیا ضروری ہے کہ صرف چند نام لیکر یہ کہا جائے یہ محسن تھے اسلام کے پہلے اس کا تو تعین کیجئے کہ احسان کیا ہے اور کیا خدا کے دین پر کوئی احسان کرسکتا ہے پہلے تو یہ فکر ہو اور پھر دیکھا جائے گا کہ اسلام پر احسان کرنے والے جن کو ہم پیش کریں گے آیا انہوں نے اسلام پر احسان کیا یا عالمِ انسانیت پر احسان کیا ایک بحث ہے ابھی بحث آئے گی دیکھئے اگر اسلام کا آغاز آدمؑ سے ہے اور پھر نوحؑ ہیں پھر ابراہیمؑ ہیں پھر موسیٰؑ ہیں ہارونؑ ہیں داؤدؑ ہیں سلیمانؑ ہیں شعیبؑ ہیں اور اس کے بعد لوطؑ ہیں، زکریاؑ ہیں، یحییٰؑ ہیں، جنابِ عیسیٰؑ ہیں درمیان میں اب پانچ سو سال تک کوئی نبی نہیں یہ زمانہ فترت ہے یعنی کوئی نبی نہیں آئے گا خاموش زمانہ ہے تو اس خاموشی میں بھی کوئی اسلام پر احسان کرنے والا ہے یا نہیں اس کے بعد پھر یہ تعین کرنا ہوگا کہ آیا ختمی مرتبتؐ نے اسلام پر احسان کیا یا نہیں تو آپ کہیں گے کہ ختمی مرتبت کو ان محسنوں میں کہاں ملا رہے ہو وہ تو عالمِ انسانیتؐ پر احسان کر رہے تھے وہ رحمت اللعالمین تھے عالمین پر احسان کر رہے تھے اچھا اگر وہ عالمین پر احسان کر رہے تھے تو پھر اس کے معنی انکا اسٹیٹس (Status) کم ہے جو اسلام پر احسان کر رہے تھے تو وہ کچھ اور لوگ ہیں جنہوں نے اسلام پر احسان کیا تو ان کے نام پھر ختمی مرتبت کے

سامنے جو نام آئیں گے ہسٹری (History) میں محفوظ ہیں کس کس نے احسان کیا دوسرا دور شروع ہوا ختمی مرتبت کی وفات کے بعد جو لوگ آئے اور انہوں نے احسان کئے وہ دور بھی تمام ہوا اگر ہم ملت کے حساب سے دور پیش کریں تو غیبتِ امام کے بعد وہ دور تمام ہوا امام پردے میں گیا اب جو اسلام کے محسن آئے اب انکا دور شروع ہوا تو آپ نے دیکھا کہ عنوان کی وسعت کتنی ہے عنوان کتنا پھیلا ہوا ہے کیا یہ پورا عنوان ایک عشرے میں سمٹ سکتا ہے غور کرتے جایئے گا ایک طرف پھر یہ بھی ہم کو خیال رکھنا ہے کہ تقاضا ہوتا ہے یعنی خطابت کی جو قسمیں ہیں اب تک یوں تو خطابت پہ کوئی کتاب نہیں لکھی گئی لیکن خطابت کی جو قسمیں ہیں وہ ایک سوتیئس ہیں، ایک سوتیئس قسموں میں شاید چار یا پانچ قسمیں اب رائج ہیں اور جو رائج ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں انہوں نے کہا یہ ہاں یہ قرآن سے پڑھتے

ہیں اور یہ ہاں یہ مناظرہ پڑھتے ہیں اور یہ ہاں یہ تاریخ پڑھتے ہیں اور یہ ہاں یہ حدیثوں سے حوالے دیتے ہیں بس یہاں پر رکی آپ کی خطابت اچھا جب یہاں پر رکی تو آپ نے مختلف ذاکرین کو سنا اور جب سنا تو آپ نے دیکھا جو تاریخ بڑھ رہا ہے تو اس نے کہا اس کو تو صرف تاریخ آتی ہے جو قرآن پڑھ رہا ہے آپ نے کہا ان کو کچھ آتا ہی نہیں آیت سے آیت ملائی کچھ نہیں آتا یہ کیوں یہ کیوں سوال پیدا ہوا چونکہ فن کا تعارف نہیں کروایا گیا اس لئے تنقید غلط ہو رہی ہے ایک دور تھا کہ حکیم مرتضیٰ حسین الہ آبادی ساری زندگی معراج پڑھتے رہے۔ کوئی یہ نہ کہے ان کو کچھ نہیں آتا معراج کے سوا، غور کرتے جائیں بھئی اس دور میں کسی نے کہا کہ ساری زندگی گذر گئی معراج پڑھتے کسی نے اعتراض کیا مولانا محمد مصطفیٰ جوہر اعلی اللہ مقامہٗ میں نے اُن سے انٹرویو لیا میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا

صرف دو سبجیکٹ (Subject) پر میں نے محنت کی اور ساری زندگی اسی موضوع پر گزار دی میں نے کہا کونسے موضوع کہنے لگے توحید اور عدل پچاسی سال کی عمر میں گھٹا کر اگر پینسٹھ سال جوڑلیں تو پینسٹھ سال وہ شخص بولتا رہا توحید پر اور عدل پر اور اگر کوئی چوبیس، پچیس سال کا آدمی یہ دعویٰ کرے کہ ہم توحید پر بولیں گے عدل پر بولیں گے تو مولانا مصطفیٰ جوہر کا پینسٹھ برس کا تجربہ کہاں گیا؟ یعنی غور کرتے جائیں خطابت کو ہم نے پہچانا نہیں وہ جس نے توحید پڑھی ساری زندگی جس نے عدل پڑھا ساری زندگی اس کو جاننے والے کتنے جان رہے ہیں جب اُن کا جنازہ آیا رضویہ میں تو لوگ پوچھ رہے تھے نوجوان نسل پوچھ رہی تھی کون ہیں یہ مولانا ان کا اسٹیٹس کیا ہے مِلّت نے بھلا دیا کیوں بھلا دیا اس لئے بھلا دیا کہ خطیب گوشۂ گم نامی میں گیا تو نام گیا یعنی خطیب کا نام زندہ رکھنا منبر پر

ایک دشوار ترین عمل ہے سمجھیں میں کیا کہہ رہا ہوں تمہید کی منزلوں سے گزر رہا ہوں خطیب کا نام زندہ رکھنا مشکل ترین عمل ہے مولانا مرتضیٰ حسین صاحب فاضل لکھنوی سے میری گفتگو ہوئی وہ لاہور سے آئے ہوئے تھے کہنے لگے کیا کروں کیا کروں میں مولانا سبطِ حسن صاحب اعلیٰ اللہ مقامہٗ کا عہد اُس دور میں ثاقب بھی صفی لکھنوی بھی آرزو لکھنوی بھی اُسی عہد میں ظریف لکھنوی بھی اُسی دور میں یاس یگانہ چنگیزی بھی سب زندہ ہیں کیا کروں مولانا کو کیسے زندہ کروں میں نے کہا کیوں آپ کے بس میں ہے اُن کی حیات لکھ دیجئے، کوئی ان کے فن پر تنقیدی کتاب لکھ دیجئے جیسے شاعری پر تنقیدی کتاب لکھی جاتی ہے انہوں نے کہا کیسے لکھوں تقریر کہاں سے لاؤں تقریر کہاں سے لاؤں مسودے ہوتے چھپتے تو فن کو اُجاگر کرتا چند جملے ذہنوں میں محفوظ رہ گئے وہ دوہرائے جا رہے ہیں

پچاس برس سے ان جملوں سے زندہ ہیں تو پتہ چلا اگر چند جملے محفوظ رہ جائیں تو خطیب اس سے زندہ رہتا ہے تو ضروری یہ ہے کہ فنِ خطابت کے ساتھ تحریر لازمی ہے اگر خطیب چاہتا ہے کہ زندہ رہے تو ملت کے لٹریچر (Literature) کو بھی زندہ رکھے اگر لٹریچر زندہ نہیں رہا تو قوم پہچانی نہیں جاتی یہ جو قوم بھاگ رہی ہے فنِ خطابت کی جانب اس کو یہ پتہ نہیں کہ قوم زندہ کیسے کی جاتی ہے آنے والی نسلوں میں کیسے زندہ رہے گی اس لئے کہ خطیب کے ہاتھ میں رعشہ آیا دانت ہلے منہ پوپلا ہوا اور وہ گیا مثال دوں مولانا سبطِ حسن صاحب اعلیٰ اللہ مقامہٗ امبر باغ میں مجلس پڑھ رہے ہیں قیامت کی مجلسیں مجمع ہے کہ ٹوٹا پڑا ہے جگہ نہیں گلیاں بھریں سڑکیں بھریں کہیں بیٹھنے کی تل دھرنے کی جگہ نہیں اچانک ذہن پر کچھ اثر ہوا دماغ کچھ ماؤف ہوا ہاتھ میں رعشہ ہوا دانت ہل گئے اب جو تقریر کرتے ہیں تو سننے والے کان لگا کر سنتے ہیں لفظ سمجھ میں نہیں آتے تو مجمعے نے کہا اچھا دوسری جگہ کون پڑھ رہا ہے انہوں نے کہا وہاں ابرار حسین پاروی صاحب پڑھ رہے ہیں کہنے لگے چلو چھوڑو اِن کو یہ تو ایک گھنٹے بیٹھے رہیں گے چلو پاوری صاحب کو سنیں گے، ارے خطیب اعظم ہے تمہارا خطیب اعظم ہے اب پاروی صاحب خطیب اعظم ہاں حیدر آباد گئے تھے پاروی صاحب ان کے دماغ پر بھی کچھ اثر ہو گیا کہا اچھا چھوڑ و ان کو اب کیا سنیں چلو دیکھو مولانا ابن حسن نونہروی کیا گل و بلبل کی باتیں کر رہے ہیں کیا مزا آ رہا ہے مجلس میں خطابت صرف مزا ہو کر رہ گئی غور کرتے جائیں باتیں بڑی تلخ ہیں مولانا ابن حسن نونہروی کو سنو ہاں میرا بچپن ختم ہو رہا تھا اور میں نے رچ کے سنا مولانا ابن حسن نونہروی کو کیا نہیں سنا ابراہیمؑ آگ میں پھینکے جا رہے ہیں نمرود کے حکم سے، پوری مجلس صرف اس پر

چل رہی ہے ابھی منجنیق گھومی نہیں ہے ابھی ابراہیمؑ آگ میں نہیں گئے گھنٹہ گذر گیا مجمع حیران ہے کہ آگ میں کب پھینکے جائینگے کب آگ میں جائینگے آگ کب گلزار بنے گی غور کرتے جائیں، ایک اور مجلس ہے قیامت کی موسیٰؑ کی ماں نے موسیٰؑ کو صندوق میں رکھ دیا ابھی صندوق نیل کی لہروں کے حوالے نہیں ہوا ایک گھنٹہ گذر گیا ایک گھنٹہ گذر گیا تین تین گھنٹے کی مجلسیں ہم نے سنیں معراج سنی، فتح خیبر سنی، حیران ہو جائیں گے میرے بچے اور جوان اگر میں صرف فنِ خطابت بتلاؤں کہ کیا تھا ایک لفظ لیکر ''طٰہٰ'' مجلس شروع کی تین گھنٹے ہو گئے صرف ''طٰہٰ'' کے چھوٹے الف کو سمجھانے میں غور کریں آپ کہیں گے چھوٹے الف میں طٰہٰ کے اوپر جو چھوٹا الف ہے اس میں ایک گھنٹے کیا سمجھایا ہوگا حیران رہ جائیں گے اگر آپ ٹیپ (Tape) سنیں مرکزِ علوم اسلامیہ کے پاس موجود ہیں

اس ٹیپ کو اگر سنیں تین گھنٹے کی مجلس چھوٹے الف میں آیۂ تطہیر بھی ثابت کر دی کردارِ علیؑ بھی ثابت کر دیا، اُسی چھوٹے الف میں فتح مکہ بھی ثابت کر دیا اسی چھوٹے الف میں فتح خیبر بھی ثابت کر دیا اسی چھوٹے الف میں قیامت بھی پڑھی امامت بھی پڑھی اصول دین سارے سنا دیئے الف نہ ختم ہوا سن لیا آپ نے کیسا خطیب تھا اور ۱۹۷۶ء میں جب لکھنؤ گیا مشہور تھی محرّم کی سات تاریخ مولانا ہمیشہ پہلی محرّم سے رودولی میں عشرہ پڑھتے تھے، مولانا ابن حسن نونہروی نے کبھی رودولی نہیں چھوڑا لیکن سات محرّم کو مجلس پڑھنے کے لئے دس بجے صبح اپنے مکان پر آتے تھے سات تاریخ کی مجلس حضرت قاسمؑ کی شہادت کی کبھی خیبر پڑھتے کبھی خندق پڑھتے کبھی معراج پڑھتے ۱۹۷۶ء میں گیا ہندوستان میں نے کہا بھئی سات محرّم کی مجلس سننی ہے جانا ہے سب کو لیکر میں ساتھ چلا جن کے ساتھ کبھی

بچپن میں سنا تھا وہ سب جوان تھے میرے ساتھ چلے وہ سب جھومنے والے نونہروی کے نام پر جب پہنچے ان کے مکان پر تو جہاں تل رکھنے کی جگہ نہیں تھی وہاں مجمع نظر نہ آیا میں حیران ہو گیا دل میرا دھک سے ہو گیا میں نے کہا نونہروی صاحب پڑھ رہے ہیں مجمع کہاں ہے کہا آغا روحی کو سننے گیا ہے سعید الملت کے صاحب زادے کو سننے گیا ہے کیا مجلس پڑھتے ہیں صاحب مجمع تو ان کے یہاں ہوتا ہے ارے میں نے کہا یہ خطیب اعظم ہمارے دور کا خطیب اعظم کہا صاحب آپ نے سنا ہی نہیں آغا صاحب کو چل کے سنئے تو میں نے کہا چلئے میں بھی وہاں چل رہا ہوں، کیا کروں الفاظ میری سمجھ میں نہیں آرہے ہیں چلا گیا صاحب وہاں مجلس سنی قیامت کی مجلس تھی وہاں تو رش ٹوٹا ہوا تھا فیصلہ کریں عوام کہ کسی بھی فن کو سننے کے لئے سمجھنے کے لئے وہ کتاب ہو تحریر ہو یا تقریر ہو سب سے پہلے لازمی چیز عقل سلیم ہے پھر ذوقِ سلیم ہے اگر ذوق سلیم نہیں عقلِ سلیم کے ساتھ ساتھ تو آپ کبھی یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ کیا اچھا ہے کیا برا ہے نہیں کر سکتے کیوں نہیں کر سکتے اسلئے فیصلہ نہیں کر سکتے کہ معاشرے کا مزاج جب بدلتا ہے تو معاشرے میں ہونے والی باتیں دماغ میں دل میں رچ بس جاتی ہیں تو ہر وقت وہی ماحول ذہن مانگتا ہے۔ دل مانگتا ہے دماغ مانگتا ہے بھئی آج سے پچاس سال پہلے ٹیلی ویژن کہاں تھا ٹیلی ویژن آیا سال بھر تو ہم اس کے عادی جب تک ڈرامہ نہ ہو مزا کیسے آئے ڈرامے کے بغیر ہم کچھ نہیں دیکھیں گے اور جس میں ڈرامہ نہ نظر آیا کہا فنِ خطابت ہے ہی نہیں اس کے پاس اب اٹھا کر دیکھیں ضیاء الحسن موسوی کا مضمون فنِ خطابت پر اس کے بعد دوسرا مضمون میں نے لکھا فن خطابت پر اس میں سارے خطیبوں کو جگہ دی موسوی صاحب مرحوم نے اللہ ان کو بخشے جو ہر

صاحب کو جگہ نہیں دی میں نے ان سے پوچھا کہ اس میں نونہروی صاحب بھی ہیں اس میں کمّن صاحب بھی ہیں اس میں سارے خطیب ہیں ارشاد میں چھپا ہوا مضمون ۱۹۶۳ء کا میں نے پوچھا جو ہر صاحب کو نہیں رکھا حد ہے کہ اس عہد کے طاہر جرولی کو آپ نے رکھا موسوی صاحب نے فرمایا جو ہر صاحب خطیب نہیں ہیں میں نے جب مضمون لکھا تو میں نے سب کو رکھا جو ہر صاحب کو بھی شامل کیا مضمون موجود ہے آپ پڑھ سکتے ہیں میں نے خطیبوں میں شامل کیا اور میں نے موسوی صاحب سے کہا میں ان کو خطیب مانتا ہوں کہا مثال کہا میرے پاس صرف ایک مثال ہے جس سے میں نے ثابت کیا ہے کہ وہ خطیب ہیں کہا وہ مثال کیا پڑھ لیجئے اب مثال آپ بھی سن لیں دیکھئے فنِ خطابت میں جو چیز پیش کی جائے تاریخ میں وہ اگر تھوڑی سی ہے تو اسے ایکسپلین (Explain) اس طرح

کیا جائے کہ آسانی سے یہ لگے کہ بہت وسیع چیز سنا دی گئی بات صرف اتنی سی تھی، جو آج تک میں نے کسی سے نہیں سنی، اُن سے سنی اور اُسی سے اُن کے فن کو ثابت کیا کہ وفات رسولؐ ہوئی لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ اے رسولؐ کی بیٹی جب سے رسولؐ کی وفات ہوئی ہے ناقہ رسولؐ روئے جا رہا ہے روئے جا رہا ہے آنکھ سے آنسو جاری ہیں کہا اس کو باندھنا مت اسے چھوڑ دو اسے چھوڑ دو جیسے ہی چھوڑا جاتا سیدھا قبر رسولؐ پر جاتا اپنے سر کو پٹکتا یہ میں جو ہر صاحب کے الفاظ سنا رہا ہوں تاریخ میں مَیں نے دیکھا لیکن جس طرح انہوں نے پیش کیا اس کو میں نے اپنے مضمون میں لکھا میں کوشش کر رہا ہوں کہ سناؤں آپ کو ناقہ رسول قبرِ رسولؐ پر سیدھا جاتا ایک دن مدینے والے آئے اور انہوں نے کہا بنتِ رسولؐ اب ناقہ اپنی جگہ سے اُٹھ نہیں پا رہا اور سر کو پٹک رہا ہے منہ سے جھاگ نکل رہے ہیں بس

یہ سنتا تھا چادر اُوڑھی رسولؐ کی بیٹی نے اور ناقہ کے قریب گئیں اور جا کر اس کے سر کو اُٹھا کر اپنے زانوں پر رکھا اپنی چادر سے اس کے آنسوؤں کو صاف کرنے لگیں اس کے منہ کے جھاگ کو صاف کیا اور، رو رو کر کہتی تھیں کہ اگر تیرا سوار چلا گیا تو میرا بابا بھی تو چلا گیا میرا بابا بھی تو چلا گیا اس کے بعد کافی دیر بیٹھی رہیں واپس آئیں کچھ دیر کے بعد اطلاع ملی کہ ناقہ مر گیا بی بی خود آئیں اور اپنی نگرانی میں ناقے کو دفن کروادیا بس ایک جملہ اس کے بعد دیا تھا کہ مدینے میں فاطمہؑ نے کھڑے ہو کر ناقۂ رسولؐ کی قبر بنوائی، جملہ یہ دیا تھا کہ کربلا میں فاطمہؑ کے لال کا لاشہ بے گور و کفن پڑا تھا کوئی دفن کرنے والا نہیں تھا۔ دیکھیے فنِ خطابت میں اگر یہ غور نہ کیا جائے کہ کہاں سے ربط لگ رہا ہے استدلال کہاں سے آرہا ہے کتنا فریش (Fresh) استدلال ہے، ایسا تو نہیں کہ جملہ اپنی طرف سے بھرتی کا آیا

روایت گئی یہ ہے فنِ خطابت تو اب میں کہوں گا کہ اسلام پر احسان کرنے والوں نے جو سب سے بڑا احسان کیا تھا وہ فن خطابت پر کیا تھا اور جن کے نام آئے فنِ خطابت میں اسلام پر احسان کرنے والوں کے سب سے پہلا نام اجدادِ نبیؐ میں جنابِ ہاشمؑ کا ہے پھر دوسرا نام جنابِ عبدالمطلبؑ ہے تیسرا نام جنابِ ابوطالبؑ کا ہے ہاشمؑ عبدالمطلبؑ ابوطالبؑ اور فن خطابت کو معراج پر پہچانے والا مولائے کائنات علی ابن ابی طالبؑ کہ منبر پر بیٹھ کر کہے سلونی سلونی پوچھو مجھ سے پوچھو یہ ہے فن خطابت کا ارتقاء تین ہزار سوال صرف یہودی پوچھے عیسائی پوچھے مسلمان پوچھے تو بے عقلی سوال کرے تو حیرت نہ کیجئے کہ اس دور میں اگر جہلاء کی اکثریت ہوتی ہے تو حیران نہ ہوں علیؑ کے دَور میں بھی جہلاء بھی بیٹھتے تھے مجلس میں وہاں بھی جہلاء کا مجمع ہوتا تھا اور سوال یہ کرتے تھے بتلایئے میرے سر پر کتنے بال

ہیں، جہلاء بیٹھے ہیں کس دربار میں مولائے کائنات کے دربار میں، کہاہاں بتا تو دوں لیکن اگر بتا دیا یقین کیسے آئے گا تو گن کیسے پائے گا جو تعداد بتلائی ہے وہ صحیح ہے اور اگر آزمارہا ہے مجھے تو جادیکھ تیرے گھر میں میرے بیٹے کا قاتل گھٹنیوں چل رہا ہے تیرے گھر میں پرورش پارہا ہے سعد ابنِ ابی وقاص نے سوال کیا عمر سعد کا باپ ہے یہ ہے علم و بصیرت کی منزل کہ فنِ خطابت علم و بصیرت کے ساتھ چلے جہل شامل نہ ہو فنِ خطابت میں نہیں ارتقاء بتائیں گے کوئی اُٹھ کر بیچ سے کہے کہ بتلایئے جبریل امینؑ کہاں ہیں جبریل امینؑ کہاں ہیں داہنی جانب دیکھا بائیں جانب دیکھا سامنے دیکھا پیچھے دیکھا نیچے دیکھا اُوپر دیکھا اور بے اختیار کہا یا تو تم جبریلؑ ہو یا میں جبریلؑ ہوں اور میں جبریلؑ ہو نہیں سکتا اس لئے کہ میں انسان ہوں تم جبریلؑ ہو منبر کی وسعتیں دیکھیں آپ نے منبر سے اِذن

دیا کہ پوچھو پوچھو کیوں بھاگتے ہو؟ سوال کرنے والوں کو جواب کیوں نہیں دیتے کیا یہ سمجھ لیا ہے تقریر کرنے والوں نے کیا یہ سمجھ لیا کہ ہم جو کچھ پیش کررہے ہیں یہ سند ہے یہ سند ہے سند زبان میں صرف شعر ہوتا ہے جملے نہیں دانشوروں کا فیصلہ ہے کوئی اس فیصلے کو نہیں توڑ سکتا سند شعر ہوتا ہے نثر کا جملہ سند نہیں ہوتا شعر سند اور شعر میں بھی اگر اُردو میں آئے تو میرؔ سند غالبؔ سند انیسؔ سند اقبالؔ سند جوش سند چھٹا نام نہیں آتا آئے گا مثال میں داغؔ کا نام بھی آجائے گا سوداؔ کا نام بھی آجائے گا انشاءؔ کا نام لیکن یہ وہ سند جب سند کہیں نہ ملے تو یہاں ملے پانچ نام سند یہاں ملے اور جب سند یہاں ملے تو کس منزل سے بات کہی جائے مستند ہے مرا فرمایا ہوا، میرؔ کہیں مستند ہے مرا فرمایا ہوا، بات نہیں کاٹ سکتے تم ہماری ہم نے جو کہہ دیا سند انیسؔ سند ہے جب وہ کہے۔

نمکِ خوانِ تکلّم ہے فصاحت میری

کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میں نے شاعری کا دسترخوان جو بچھایا اس میں فصاحت کا نمک ہے یہاں سے فصاحت کا نمک چکھنا پڑے گا جہاں نمک ڈالنا ہو اٹھا کر نمک ڈالو تب فصاحت آئے گی کوئی نہیں کہہ سکتا کوئی نہیں کہہ سکتا۔

سُبک ہو چلی تھی ترازوے شعر مگر ہم نے پلّہ گراں کردیا
میری قدر کر اے زمینِ سخن تجھے بات میں آسماں کردیا

میر انیسؔ کا ایک ایک شعر سند بن رہا ہے، جوشؔ ملیح آبادی مقدمہ لکھتے ہوئے پرواہ لکھیں تو پروا الف سے ہے الف کے بعد ''ہ'' نہیں لیکن لکھ رہا ہے جوشؔ پرواہ لوگوں نے کہا، غلط ہے املا، جوشؔ نے کہا اب لکھ دیا اب سند ہے ہو گئی سند اب لکھ دیا، ض، ظ کے قافیے ایک ساتھ لائے کہا اب لکھ دیا سند ہے اب قافیے چل رہے ہیں ''ض اور ظ'' کے اس جدید غزل میں سند تو سند وہاں سے آئے گی لیکن اُس سند کے بعد میر انیسؔ یہ آواز دیں یہ نہ سمجھ لینا کہ آلِ محمدؐ کے علوم پر بھی سند ہو گیا یہ نہ سمجھنا کہ مدحِ اہلِ بیتؑ میں سند ہو گیا۔

''کیونکر بیاں ہو شوکت وشانِ پیمبری''

بہت غور سے سنئے گا بڑی عجیب منزل آ گئی ہے۔

کیونکر بیاں ہو شوکت وشانِ پیمبری عاجز ہیں یاں فرزدقؔ وحسانؔ وحمیریؔ

عرب کے بڑے شاعر فرزدقؔ، حسانؔ، حمیریؔ، کمیتؔ۔

کیونکر بیاں ہو شوکت وشانِ پیمبری عاجز ہیں یاں فرزدقؔ وحسانؔ وحمیریؔ
دوڑے کمیتِ خامہ تو کھائے سکندری کس میں ہے طاقت کہ لکھے زورِ حیدری
قرآن میں جن کا وصف مکرّر خدا کرے

کس کی زباں سے پھر بشرا نکی ثنا کرے

سکندری یعنی گھوڑا دوڑ رہا ہے میدان میں میدانِ جنگ میں اور ایک بار دوڑ تے دوڑتے اس کے آگے کے گھٹنے مڑ جائیں اور وہ گر جائے اسے کہتے ہیں سکندری کھانا اس لئے گھوڑے جو میدانِ جنگ میں جایا کرتے تھے جب انہیں خریدا جاتا تھا تو ان کے پورے شجرے دیکھے جاتے تھے ان کے باپ داداؤں کے نام دیکھے جاتے تھے اور یہ دیکھا جاتا تھا کہیں اس کی نسل میں کوئی سکندری تو نہیں کھا گیا اگر نسل میں کوئی سکندری کھا چکا ہے اگر سات پشت پہلے بھی تو وہ گھوڑا نہیں خریدا جاتا تھا میدانِ جنگ میں نہیں جاتا تھا عرب کا دستور فارس کا دستور اگر چاہیں تو جدید دور میں پڑھ کر دیکھ لیں آغا خان کا گھوڑا شیر گر جس کی پوری نسل جو تھی اس کی حفاظت ہو رہی تھی کتنے کروڑ ڈالر کا گھوڑا تھا اس کی تصویر ابھی اقبال مہدی مشہور آرٹسٹ (Artist) نے بنائی ہے اور ناصر رضا صاحب کے پاس ہے انہوں نے مجھے دکھائی اور اس کے بعد اس کی ہسٹری (History) بتائی تو میں حیران ہوا کہ وہ گھوڑا جس کی حفاظت ہو رہی تھی صرف نسل کی وجہ سے تو پتہ چلا کہ میدانِ جنگ میں گھوڑا بھی جاتا ہے تو نسل دیکھی جاتی ہے تو میدانِ جنگ میں گھوڑا جائے نسل دیکھی جائے تختِ خلافت پر بیٹھے خلیفہ کی نسل نہ دیکھی، انیسؔ کہہ رہے ہیں میرا قلم کانپ جاتا ہے جب میں شوکت وشان پیمبری لکھتا ہوں قلم میرا لرز جاتا ہے۔

ابھی بات آئی نہیں ہے اگلا بند سنئے کیا کہنا چاہتے ہیں کہتے ہیں۔

بینا ہوئی جو چشم تو نورِ خدا کہا — مشکل ہوئی جو حل تو مشکل کشاء کہا

پایا دُرِ مُراد تو بحرِ سخا کہا — مطلب ہوئے حصول تو حاجت روا کہا

سمجھ رہے ہیں نا آپ یعنی آلِ محمدؐ کو دیکھا جو چیز چاہی وہ جب ملی تو نام دیا۔

اور بیت پر فیصلہ کیا۔

ہم خوش ہوئے کہ مدح کے دریا بہا دیئے

کیا بڑھ گیا جو بحر میں قطرے ملا دیئے

''کیا بڑھ گیا جو بحر میں قطرے ملا دیئے'' ارے یہ ہمارے اشعار چند اشعار آلِ محمدؐ کی ذات سمندر سے وسیع ہے اس میں ہماری مدح کے یہ الفاظ چند قطروں سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے تو جہاں سند پر یہ عالم ہو کہ سند بن رہا ہے شعر مگر یہ کہ چند قطرے شاعر خود کہے تو خطیب کو کیا حق ہے کہ وہ سند بن جائے ہے ہمت کسی میں کہ ہم سند ہیں ہم سند ہیں جو کچھ کہہ رہے ہیں یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں نہیں نہیں غلطی درست کرنا پڑے گی اس لئے درست کرنا پڑے گی کہ آنے والی نسلوں کے ذہن کو خراب کرنے کا حق نہیں ہے نہیں ہے کوئی نہیں کرسکتا یہ حق کسی نے نہیں لیا اب اٹھا کر دیکھو کہ نثر ہو یا نظم آلِ محمدؐ جان رہے تھے کہ اسلام میں یہ دونوں چیزیں برابر سے چلیں گی تو ہم ایسی خدمت کر کے جائیں ایسی سند پیش کر کے جائیں کہ کوئی راہ سے بھٹک نہ جائے کوئی راہ سے بھٹک نہ جائیں بھرا ہوا دربار تھا زید شہیدؒ سے خلیفہ وقت نے پوچھا کہ بنی ہاشم کے گھر کے بچّے ابتدائی تعلیم کہاں سے پاتے ہیں کیسے پاتے ہیں۔

زید شہید نے فرمایا ہمارے خاندان کے بچّوں کو نثر میں ہماری دادی کا خطبۂ فدک پڑھایا جاتا ہے اور نظم میں ''دیوانِ ابوطالبؑ'' کی تعلیم دی جاتی ہے۔

یہ بھی بتلا دوں آپ کو کہ محسنین اسلام میں ہم جب سلسلہ شروع کر رہے ہیں اس کا آغاز کر رہے ہیں تو ہم نے یہاں کی تقریروں کو اس طرح مقرر کیا ہے

ٹائمنگز (Timings) کو کہ دس منٹ ہم قرآن کی آیات پر بولیں گے دس منٹ ہم حدیث پر بولیں گے دس منٹ ہم تاریخ پر بولیں گے اور تیس منٹ جو بولیں گے پندرہ پندرہ میں ہم لغت پر بولیں گے علم صرف ونحو پر بولیں گے ادب پر بولیں گے اور پندرہ منٹ مصائب پر بولیں گے پھر یہ نہ کہنا کہ فن خطابت میں ہم بتائیں گے فن خطابت کیا ہے ہم بتائیں گے فن خطابت کیا ہے ایک گھنٹے کی تقریر میں کتنے علم دیئے جا سکتے ہیں بس مختصر کر کے کہہ دوں کہ تین عشرے دس دن میں پڑھوں گا اور محسنینِ اسلامؑ میں جب ہم ذکر کر رہے ہیں فن خطابت کا پہلا خطیب ہاشمؑ دوسرا خطیب عبدالمطلبؑ تیسرا خطیب ابوطالبؑ ابھی اسلام نہیں آیا اسلام آنے سے پہلے اسلام پر احسان ایک گروہ وہ ہے جو اسلام آنے سے پہلے احسان کرے اور کل کی تقریر نذر ہوگی جنابِ عبدالمطلبؑ کے اور اس کے بعد جو تقریر آئے گی وہ حضرتِ عبدالمطلبؑ کے بعد جنابِ ابوطالبؑ کی نذر ہوگی پھر جنابِ خدیجہؑ کی نذر ہوگی پھر جنابِ حمزہؑ کی نذر ہوگی پھر حبش میں آنے والا وہ عظیم خطیب جسے جعفر طیارؑ کہتے ہیں ایک تقریر اس کی نذر ہوگی پھر جنابِ عقیلؑ کی نذر ہوگی پھر ابوذر سلمان میثم، مالکِ اشتر، محمد حنفیہؑ ایک ایک تقریر ہم نذر کرتے جائیں گے اور آپ دیکھتے جائیں گے کہ ہم امام زمانہ تک اپنے سلسلے کو کیسے پہنچاتے ہیں۔ اور جب ہم پر مصائب میں آئیں گے تو یہ بھی سنیئے کہ ہم نے مصائب میں بھی عنوان مقرر کیئے ہیں تا کہ سمجھنے والوں کو آسانی ہو تلاش نہ کر سکیں وہ تلاش نہ کر سکیں اور ڈھونڈنا نہ پڑے ان کو سنیں اور بتائیں طریقہ کار مقرر کریں اور طریقہ کار اس طرح ہونا چاہیئے کہ ہم ایک دن صرف مصائب میں سرِ حسینؑ کا حال پڑھیں گے، ایک دن کے مصائب صرف عنوان قید خانہ ہوگا ہم بتلائیں

گے کہ دنیا میں کتنے قید خانے تھے اور کتنے اولیاء اللہ کس کس قید خانے میں رکھے گئے پھر بات آئے گی آلِ محمدؐ پر تا کہ میں نظر میں آپ سمجھ سکیں کہ یہ قید خانہ کیسا تھا قید خانہ موضوع ہوگا اور آج کے مصائب میں ہم آپ کو بتائیں گے عنوان ہے سواری عنوان ہے سواری اور اس طرح مصائب میں عنوانات چلتے جائیں گے اور آپ محسوس کریں گے کہ ان چیزوں کو جو ہم نے پیش کیا دس دس منٹ تقسیم کیا ان سب کا آپس میں ربط کیا ہے اور کس طرح پیوندکاری ہو رہی ہے اس پر بھی غور کیجئے گا فن خطابت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر چیز پر غور کیا جائے اور محسوس کیا جائے کہ جو چیزیں پیش کی جا رہی ہیں وہ خالص تاریخ و تمثیل ہے یا کچھ مل رہا ہے دامن میں کچھ آ رہا ہے ذہن میں کچھ محفوظ ہو رہا ہے دل جو ہے وہ باغ باغ ہو رہا ہے یا نہیں یا یہ کہ باہر نکلے پوچھا کیا پڑھا کہا پڑھی تو بہت اچھی کیا پڑھا یہ نہیں معلوم کیا پڑھا نہیں پتہ ہاں ایسا پڑھوں کہ بچہ ایک گھنٹے کی تقریر کم از کم پندرہ منٹ میں تلخیص تو سنا سکے فائدہ تو نظر آئے ان مجلسوں کے فوائد تو ملیں اور اگر فوائد نہ ملے تو صرف فنکاری سے کیا فائدہ بنی ہاشم نے دنیا کو بتلایا کہ چند جملے ہم اگر کہیں تو تاریخ میں فن خطابت میں سند بن جاتے ہیں اور ایسے سند بن جاتے ہیں حیران نہ ہوں کہ اعلان یہ بھی ہے کہ ہم مکۂ مکرمہ مدینۂ منورہ اور حج کا سفر نامہ بھی پیش کریں گے الگ سے نہیں پیش ہوگا تقریریں ہوتی جائیں گی بیچ میں سفر نامہ آتا جائے گا خانۂ کعبہ میں عبدالمطلبؑ کی مسند بچھی ہوئی ہے حدودِ حرم میں مسند حدودِ حرم میں مسند آج اس حدودِ حرم میں صرف امامِ مکہ کا مصلّٰی بچھتا ہے اور اس مصلّے پر امام کے علاوہ کوئی قدم نہیں رکھ سکتا پیش نماز آئے اس پر کھڑا ہو آج سے چودہ سو برس پہلے اسی مقام پر ایسا مصلّٰہ بچھتا تھا ایسی مسند بچھتی تھی جس پر آکر

سردارِ حرم سردارِ عرب سردارِ خانہ کعبہ متولیٔ خانہ کعبہ حضرتِ عبدالمطلبؑ تشریف فرما ہوتے تھے جب آ کر مسند پر بیٹھے مکے والے آئے فیصلے ہونے لگے عدالت کھل گئی وہ اپنے وقت کا جسٹس (Justice) بھی ہے فیصلے کر رہا ہے سردار بھی ہے حاجی آتے ہیں تو کھانے اور پینے کا انتظام بھی کرتا ہے بڑی وزارتیں اس کے ہاتھ میں ہیں ختمی مرتبت کے دادا کو تاریخ بھول گئی اگر بنیادیں مستحکم نہ ہوتیں تو اسلام آتا کیسے خدا کی قسم اگر علیؑ کا لقب نہ ہوتا تو شیر کردگار تو ہم عبدالمطلبؑ کو شیر کردگار کہتے لیکن حدِ ادب ہے سوئے ادب ہے اگر شیر خدا حمزہؑ کو کہہ دیا تو ان کو شیرِ خدا کہا جائے گا اگر سیّد الشہداء حمزہؑ کو کہہ دیا تو کہا جائے گا لیکن اس کے بعد حسینؑ سید الشہداء ہیں اور حمزہؑ کے بعد کوئی سید الشہدا نہیں، شیرِ خدا علیؑ اور حمزہؑ کے بعد تیسرا شیر کردگار نہیں، کوئی نہیں، اگر حق ہوتا شیر کردگار کہنے کا تو عباسؑ بھی شیر کردگار ہوتے، عبدالمطلبؑ بھی شیر کردگار ہوتے، ابوطالبؑ بھی شیر کردگار ہوتے، آ گئے مسند پر بیٹھ گئے فیصلے کرنے لگے اور جب تک گھر سے نہ نکلتے مسند کی حفاظت بیٹے کھڑے ہو کر کرتے تھے، بیٹے کھڑے ہوئے ہیں حفاظت کر رہے ہیں کوئی مسند پر آ نہیں سکتا آٹھ سال کا بچہ کھیلتا ہوا آیا مسند پر قدم رکھ دیئے نعلین کے ساتھ قدم رکھ دیئے، دوڑے لوگ دوڑے کہا ہٹاؤ بچّے کو ابھی لوگ دوڑے تھے کہ بچّے کو مسند پر سے ہٹا دیں، بے ادبی ہو گئی کہ ایک بار جھومتے ہوئے مسند سے قریب آ گئے کہا نہیں نہیں کوئی روکے نہ اس بچّے کو مڑ کر دیکھا سردارِ حرم آ گیا کہا کیوں کہا اس کے صدقے میں تو ملی ہے یہ مسند اس کے صدقے میں تو پائی ہے میں نے یہ مسند کون ہے یہ میرا پوتا محمدؐ ہے اسلام نہیں آیا ایمان کی کیا بات کرتے ہو، اس کے صدقے میں مسند پائی ہے ہم نے اس کے

صدقے میں مسند ملی ہے ہم کو اس کو آنے دو اس مسند پر آنے دو اور زندگی کے آخری لمحے کل انشاءاللہ تفصیل سے عرض کرونگا آج مختصر آگے بڑھتا جا رہا ہوں تمہید میں وقت زیادہ نکل گیا اس لئے میں مختصر آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں آخری لمحے زندگی کے اور سارے بیٹے کھڑے ہوئے ہیں پورا قبیلہ کھڑا ہوا ہے ابھی قرآن بعد میں آئے گا تو آواز دیگا۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (سورہ آلِ عمران آیت ۳۳)

قرآن آواز دیگا بہت دنوں کے بعد محمدؐ جوان ہوں گے چالیس برس کے ہوں گے پھر قرآن آئے گا پھر سورۂ آلِ عمرانؑ آئے گا اس میں آیت آئے گی کہ "ہم نے انتخاب کیا ہم نے چن لیا ہم نے مصطفیٰ بنایا آدمؑ کو نوحؑ کو آلِ ابراہیمؑ کو آلِ عمرانؑ کو ساری کائنات میں" آیت بعد میں آئے گی فیصلہ آج ہونے جا رہا کہ مصطفیٰ کون ہے مصطفیٰ یعنی چنا ہوا انتخاب کیا ہوا قرآن نے عربی لغت نے جو معیار دیا انتخاب کے لئے چننے کے لیے وہ چند لفظ دیئے اور بس اتنے ہی لفظ ہیں اگر چنا جائے گا انتخاب کیا جائے گا، اصطفیٰ کہا جائے گا یا مصطفی کہا جائے گا یا مرتضیٰ کہا جائے گا یا ارتضیٰ کہا جائے گا، یا مجتبیٰ کہا جائے گا یا مختار اس کے علاوہ کوئی لفظ نہیں جسے چن لیا جائے جس کا انتخاب کیا جائے اس کو اصطفیٰ کہا جائے گا یا مصطفیٰ یا مرتضی یا ارتضیٰ کہا جائے یا مجتبیٰ یا مختار لقب کہاں جائیں گے محمدؐ مصطفیٰ بن گئے علی مرتضیٰ بن گئے حسنؑ مجتبیٰ بن گئے ابو عبیدہ کا بیٹا مختار بن گیا تاریخ دیکھتے جائیں انتخاب ہو رہا ہے چنا جا رہا ہے پہلا انتخاب کس کا آدمؑ کا دوسرا انتخاب کس کا نوحؑ کا تیسرا انتخاب کس کا آلِ ابراہیمؑ کا، شخصیت نہیں اولاد، چوتھا انتخاب کس

کا آلِ عمران، شخصیت نہیں اولاد، آدمؑ کو پہچانا نوحؑ کو پہچانا ابراہیمؑ کی آل کو پہچانا یہ آلِ عمرانؑ کون ہے آلِ عمرانؑ کون ہے کائنات میں انتخاب ہوا ہے قدرت نے بتلایا ہے انتخاب تمہارے ووٹ سے نہیں ہوگا ہم کریں گے انتخاب اور ہم جسے چن لیں بس قیامت تک وہ چن لیا گیا، وہ اصطفیٰ ہوگیا، وہ مصطفیٰ ہوگیا، وہ مرتضیٰ ہوگیا، وہ مجتبیٰ ہوگیا ہم نے چن لیا آیت منسوخ نہیں انتخاب باقی ہے تو انتخاب باقی ہے تو آدمؑ کو پہچانا چناؤ سمجھے نوحؑ کو پہچانا آلِ ابراہیمؑ کو پہچانا آلِ عمرانؑ کون ہے مفسر نے حاشئے پر لکھا آلِ عمران، عمران تو مریمؑ کے والد کا نام تھا عمران تو موسیٰؑ اور ہارونؑ کے والد کا نام تھا چناؤ آخری ہے آخری انتخاب ہے اس کے بعد کوئی چناؤ نہیں اب کسی کو چنا نہیں جائے گا جب انتخاب اس کے بعد نہیں ہوگا تو پھر اب آخری چناؤ جو ہے اسے قیامت تک رہنا ہے آخری انتخاب کو قیامت تک رہنا ہے۔

تاریخ نے آواز دی موسیٰؑ کی کوئی اولاد نہیں ہارونؑ کے دو بچے ہوئے آگے نسل نہیں چلی شبر و شبیر کے بعد بچے آگے نہیں بڑھے نسل نہیں آگے بڑھی موسیٰؑ کی نسل بھی تمام ہوئی ہارونؑ کی نسل بھی تمام ہوئی آلِ عمران کہاں ہے انہوں نے کہا اچھا مریمؑ کے والد عمران اچھا عمران کی بیٹی مریمؑ کا بیٹا عیسیٰؑ تینتیس سال کی عمر میں نہ شادی ہو آلِ عمران نہ ہو انتخاب کا سلسلہ کیسے نظر آئے گا تاریخ نے آواز دی ہاں موسیٰؑ اور ہارونؑ کا باپ عمرانؑ مریمؑ کا باپ عمرانؑ لیکن علیؑ کے باپؑ کا نام نہیں دیکھا کنیت ابوطالبؑ نام عمرانؑ ہے اب پتہ چلا کہ آلِ عمرانؑ کو کہاں چنا گیا آلِ عمرانؑ کا انتخاب کہاں ہوا تو آلِ عمرانؑ کا انتخاب ہو لیکن قدرت بتائے بھی پہلا انتخاب ہم کریں گے، عمرانؑ کو ہم چنیں گے، آلِ عمران کا اعلان قرآن میں ہم

کریں گے کون چنے وہ چنے جسے ہم نے مصطفیٰ بنایا، اب آپ غور کیجئے گا کہ چناؤ ہوا مصطفیٰ ہو مصطفیٰ کا اور اگر مصطفیٰ کسی کو چن لیں مصطفیٰ کو خدا چنے اور مصطفیٰ کسی کو چن لیں اذنِ خدا سے اس کی منزلت اس کی عظمت قرآن کی اس آیت کی تفسیر پھر کیسے ہوگی، حضرت عبدالمطلبؑ کا آخری وقت ہے ایک بار بیٹوں کو دیکھا آواز دی کہا میں دنیا سے جا رہا ہوں کون ہے جو میرے بعد اس پوتے کی پرورش کرے اور پیار سے لاڈ سے پالے اور اپنے پاس رکھے عبدالمطلبؑ کے بارہ بیٹے آگے بڑھے ایک بار ابولہب نے آواز دی بابا میرے حوالے کیجئے، اس بچے کو میں پالوں گا، اب ابوطالبؑ کے والد عبدالمطلبؑ کا علم اور بصیرت دیکھئے کہاں تک دیکھ رہے ہیں، عبدالمطلبؑ نے ایک بار بیٹے کے چہرے کو دیکھا کہا ابولہب دولت بہت ہے تیرے پاس ہاں ہاں تو اپنی اولاد کے علاوہ اور بچوں کی پرورش کرسکتا ہے تیرے پاس اتنی دولت ہے لیکن دیکھئے آخری لمحے ہیں زندگی کے اور موت کے بستر پر ہیں آنکھیں بند ہونے والی ہیں لیکن ذہن کھلا ہوا ہے غور کر رہے یعنی ذہن اتنا کھلا ہوا ہے کہ ابھی وصیت کر کے چند لمحے میں وفات پا جائیں گے آخری لحہ ہے لیکن مکے کا کوئی آدمی یہ نہیں کہتا عبدالمطلبؑ یہ کیا کہہ رہے ہیں ہذیان تو نہیں ہوگیا تو دادا کو ہذیان نہ ہوا آخری وقت پوتے کو ہذیان (معاذ اللہ) کیسے ہوسکتا ہے، یہ ہے تاریخ اسلام نہیں آیا اسلام آنے کے بعد وحی آنے کے بعد یہ الزام وہاں تو ابھی اسلام نہیں ہے دنیا کہہ رہی ہے اور یہ عالم ہے کہ ذہن جاگ رہا ہے حفاظت کا انتظام کر کے جا رہے ہیں کہا ابولہب دولت ہے لیکن تو سخت مزاج ہے تیری زبان خراب ہے تو بدتمیز ہے تاریخ کے الفاظ تو بدتمیز ہے تو بات بات پر لوگوں کو جھڑکتا ہے اگر تیرے حوالے کردیا تو مجھے ڈر یہ ہے کہ

میرے بعد اگر تو نے میرے پوتے سے بدتمیزی سے بات کی تو قبر میں میری روح لرز جائے گی میرا جسم لرز جائے گا تیرے حوالے نہیں کروں گا ہٹ جا ابولہب ہٹ گیا،عباس بن عبدالمطلبؑ نے کہا میرے حوالے کر دیجیے، کہا تم بھی کثیر العیال ہو اور جس کی اولاد زیادہ ہوتی ہے وہ دوسروں کے بچوں کی محبت میں آگے نہیں بڑھتا اس کو پیار نہیں دیتا تمہارے حوالے نہیں کریں گے ہٹ جاؤ عباس بھی ہٹے ،ابولہب بھی ہٹا، ایک بار حمزہؑ آگے بڑھے کہا بابا میرے حوالے کیجئے اب یہاں کیا جواب ہے،معلوم ہے یہی کہیں گے کہ حمزہؑ تو صاحب ایمان تھے حمزہؑ نے کہا میرے حوالے کیجئے کہا زبیر تم بڑے نرم مزاج ہو زبان بھی بڑی فصیح ہے محبت بھی بہت کرتے ہو تم ہمارے پوتے سے بہت پیار کرتے ہو تمہارے حوالے کر تو دیں لیکن لاولد ہو جو لاولد ہوتا ہے وہ دوسرے کے بچے کو محبت نہیں دے سکتا اس لئے تمہارے حوالے نہیں کروں گا حمزہؑ بھی ہٹ گئے اب ایک بار عمرانؑ نے آواز دی بابا میرے حوالے کیجئے ابوطالبؑ نے آواز دی بابا میرے حوالے کیجئے اب تاریخ کہتی ہے عبدالمطلبؑ نے نہ کوئی جملہ کہا ابوطالب سے نہ کچھ بولے ایک بار مڑ کر پوتے کی جانب دیکھا کہا بیٹا کیا خیال ہے، بہت غور سے سنیئے گا بیٹا کیا خیال ہے تاریخ لکھتی ہے کہ پوتے نے بھی کوئی جواب دادا کو نہیں دیا دادا کی گود سے اترا دوڑ کر گیا ابوطالبؑ کے دامن سے لپٹ گیا ،ابوطالبؑ نے اپنی بانہوں کے حصار میں لے لیا جب بانہوں کے حصار میں لے لیا تو آپ نے غور کیا مصطفیٰؐ نے اپنی پرورش کے لئے ابوطالبؑ کو مصطفیٰ بنایا،ہم چن رہے ہیں تم ایمان پر کیا بات کرو گے،تم ایمان پر کیا گفتگو کرو گے ہم نے مصطفیٰؐ بنایا ہے اللہ کے اذن سے ہم نے اس کو مصطفیٰؐ بنایا ہے یہ مصطفیٰؐ ہے اس

کا بیٹا مرتضیٰؑ ہے اس کا پوتا مجتبیٰؑ ہے محمد مصطفیٰؐ ابو طالبؑ کو چن لیں اپنی پرورش کے لئے غور کیا آپ نے آغوش لفظِ آغوش میں نے کہا تھا لغت پر گفتگو ہو گی غور کرتے جائیں، آغوش یعنی گود میں بچّے کو لینے کے بہت سے طریقے ہیں۔

بچّے کو جب گود میں لیا جاتا ہے سینے سے لگا کر بھی گود میں لیا جاتا ہے کاندھے سے لگا کر بھی بچّے کو لیا جاتا ہے سینے سے چمٹا کر بھی گود میں بچّے کو لیا جاتا ہے ہاتھ پر اس طرح لیا جاتا ہے دونوں ہتھیلیاں اٹھا کر لیا جاتا ہے کئی طریقے ہیں کئی طریقے ہیں بچے کو گود میں لینے کے لیکن آغوش کے معنی آغوش کے معنی لغت میں یہ ہیں کہ دونوں باہوں کے حصار میں بچے کو لے لیا جائے ابو طالب نے آغوش میں لے لیا غور نہیں کیا آپ نے، جب کبھی بھی حبیبؐ کو اللہ پکارے وہ تو اس طرح پکارے۔

يَاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ، يَاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ

''اے سبز چادر کے حصار میں اے کالی کملی کے حصار میں میرے حبیبؐ۔''

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّ م بِهٰذَا الْبَلَدِ (البلد:۲)

ترجمہ: قسم ہے اس سرزمین کی جس پر تم ہو جس کی چاردیواری میں تم ہو، چاردیواری کے حصار میں مکے کی چاردیواری کے حصار میں محبوب پیارا تو حصار بھی پیارا چادر بھی پیاری مکّے کی دیواریں بھی پیاری تو وہ بے جان چیزیں پیاری ابو طالبؑ کی باہیں جن کے حصار میں محمدؐ پینتیس برس رہا وہ باہیں کتنی پیاری ہوں گی مالکِ کائنات کو ابو طالبؑ کے حصار میں بانہوں کے حصار میں اور حفاظت اس طرح کہ جیسے کوئی ضعیف انسان اندھیرے میں نکلے تو اپنے دامن میں چراغ کو بچا کر نکلے۔

انیسؔ دم کا بھروسہ نہیں ٹھہر جاؤ
چراغ لے کے کہاں سامنے ہوا کے چلے

یہ خوف کہ یہ کفر کی بستی کی ہوائیں اور یہ چراغ کی حفاظت یہ ابوطالبؑ کا کارنامہ یہ ہے اسلام پر احسان بانیٔ اسلام کو بچایا ہے یہ ہے محسنِ اسلام یہ ہے محسنین اسلام کا ایک مجاہد آنے والی تقریروں میں تسلسل جب پائیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اصل میں حقیقت میں احسان کرنے والے کون تھے ایسا ویسا احسان نہیں یہاں کفایت صاحب بھی موجود ہیں فرزند رضا صاحب بھی موجود ہیں ثروت صاحب بھی موجود ہیں یہ سب حج کر کے آئے ہیں یہ سب مکے کو دیکھ کر آئے ہیں اب انشاءاللہ میں دعا کروں گا کہ جن لوگوں نے حج نہیں کیا اللہ ان کو بھی حج کروائے اور جب آپ حج کرنے جائیں گے تو ایک بار صفا کی پہاڑی کے پاس جب باہر نکلیں گے باب صفا سے تو سامنے ایک پل نظر آئے گا اس پل کو پار کریں گے سامنے جنابِ خدیجہؑ کا مکان ہے بس وہاں سے جو آپ چلیں گے بازارِ ابوسفیان سے ہو کر تو پہلا مکان جو آئے گا وہ محلہ بنی ہاشم میں جنابِ عبداللہؑ کا مکان ہے جہاں ختمیٔ مرتبت پیدا ہوئے جہاں جنابِ فاطمہؑ پیدا ہوئیں جہاں خدیجہؑ بیاہ کر آئیں اس کے بالکل پیچھے ملا ہوا ابوطالبؑ کا مکان اس کے بالکل قریب میں وہ جنابِ عقیلؑ کا مکان کہ جس میں حسین ابن علیؑ جب کربلا جا رہے تھے تو مکے میں ٹھہرے تھے تو اس مکان میں ٹھہرے تھے تھوڑا سا اور آگے بڑھیں گے تو درخت آئیں گے اس کے پاس مسجد شجرہ ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے تو لوگوں نے کہا جب فتح مکہ ہوئی تھی فتح مکہ کے وقت ختمیٔ مرتبت نے اسی جگہ خیمہ لگایا تھا مکے میں داخل نہیں ہوئے تھے وہاں اپنے مکان میں نہیں ٹھہرے

تھے یہاں لوگ ملنے آ رہے تھے یہاں فیصلے ہو رہے تھے فتح مکہ کے روز یہی وہ جگہ ہے جہاں ابوسفیان قدم سے لپٹا ہوا کہہ رہا تھا کہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرو گے تو اِبن طلقا کہہ کر کہا جاؤ جاؤ ہم نے آزاد کر دیا آزاد کردہ رسولؐ قدموں کو چھوڑ کر ہٹ رہے تھے جان بخشی پا کر خوش تھے اور الگ ہٹ رہے تھے وہ مقام دیکھا اُس مقام کے جاہ و جلال کو دیکھا سامنے دیکھا مسجدِ جن ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے کہا یہاں پر آ کر جب ٹھہرے تو جنوں نے اسلام قبول کیا تھا یہاں ہم نے مسجدِ جن بنائی ہے کچھ اور آگے بڑھیں بس یہاں سے کچھ دُور تک آگے بڑھے ''شعبِ ابی طالبؑ یعنی ابو طالبؑ کی گھاٹی'' آ گئی چاروں طرف پہاڑیوں سے گھرا ہوا مقام ربط نہیں ٹوٹے گا اپنے موضوع پر ہوں اور اسی طرح سفرنامہ چلتا رہے گا حالات آپ کو سناتا رہوں گا ایک بار میں نے نظر ڈالی ''شعبِ ابی طالبؑ'' اونچی پہاڑیوں سے گھری ہوئی جگہ یہ کیا ہے کہا یہی تو ''جنّت المعلّٰی'' ہے یہیں تو اجدادِ نبی کی قبریں ہیں، وہ سامنے جو بلندی نظر آ رہی ہے پتھر کی چٹان پر یہ خدیجہؑ کی قبر ہے، میں نے سلام کیا اُس بی بی کو سلام کیا جو محسنۂ اسلام ہے، جس کا ذکر ابھی آئے گا اس بی بی کو سلام کیا، میں نے ان پہاڑیوں کی تپش دیکھی کھڑا ہونا دشوار تھا میں نے کہا ابو طالبؑ بچوں کو لے کر اِس گھاٹی میں آ گئے تھے یہ پہاڑوں کا تپنا یہ مکے کی گرمی پانی کا بند ہونا کھانے کا بند ہونا اور اس طرح اتنے دن گذارنا اور اس میں یہ ایثار کہ رات آ جائے رات آ جائے تو بھتیجے کو ہٹائیں عبداللہ کے چاند کو ہٹائیں کبھی عقیلؑ کو لٹائیں، کبھی طالبؑ کو لٹائیں، کبھی علیؑ کو لٹائیں میری نگاہوں کے سامنے منظر تھے کہ خیمے جیسے لگے ہوئے ہیں ابو طالبؑ اٹھے ہیں رات کو، رات بھیگ رہی ہے اور قرآن آواز دے رہا ہے:

وَالضُّحٰی ○ وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ○ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی (الضحیٰ:۱تا۳)

ترجمہ: مجھ کو قسم چڑھتے ہوئے دن کی قسم مجھے ان راتوں کی قسم جن راتوں میں حفاظت کی ہے ابوطالبؑ تم نے بانئ اسلام کی، میری نگاہوں میں قرآن کی آیتیں تھیں، خیمے تھے اور رسولؐ کو ہٹا کر عقیلؑ کو سُلانا کبھی طالبؑ کو سُلانا ہاں تقریر تمام ہوگئی بچپن کی ڈالی ہوئی عادت تھی کہ وہ عادت کام آئی اکیس سال کی عمر میں جب علیؑ بغیر کسی سے ڈرے ہوئے چالیس تلواروں کے سائے میں نبیؐ کی چادر اُوڑھ کر سوئے بچپن سے عادت ہے اس بستر پر سونے کی یہ ابوطالبؑ کی ڈالی ہوئی عادت تھی اور ایک بار میں جب واپس ہوا جنّتِ معلّٰی سے اس قبرستان سے تو ایک بار رک کر میں نے پھر اس مقام کو چوما جہاں رسولؐ ٹھہرے تھے فتح مکّہ کے روز اور ایک بار میں ٹھہرا میری نگاہوں نے ایک منظر دیکھا، یاد ہے آج مصائب کا کیا عنوان بتایا ہے ذہن میں رکھیے گا ایک بار میں ٹھہرا میری نگاہوں نے ایک منظر دیکھا کیا منظر یہ چودہ ہزار کا لشکر لے کر فتح مکّہ کے روز آئے تھے یہاں پڑاؤ تھا چودہ ہزار کا لشکر تھا کہ ایک بار بیٹی نے اپنے خیمے سے ایک کنیز کو آواز دی کہ بابا کو بلاؤ بابا آیا کہا بیٹی کیا بات ہے کہا بابا نا معلوم یہ آٹھ ہجری کی بات ہے یاد رکھیے گا آٹھ ہجری ہے اور بس گیارہ ہجری کا آغاز ہوگا رسولؐ کی وفات ہوگی اور اس کے پچھتّر روز کے بعد فاطمہؑ بھی وفات پائیں گی اب جملوں کی قدر کیجیے گا تاریخ نے اس کو محفوظ کیا بیٹی نے کہا بابا نہ معلوم اب مکّے آنا ہو یا نہ ہو کیا بابا ایسا ہو سکتا ہے کہ مادرِ گرامی کی قبر پر چلوں سواری آج کا موضوع ہے سواری بہت غور سے سنیں اور مصائب کے انداز دیکھیں اور فیصلہ کریں آپ کہ خطابت کیا ہے اس کے بعد تاریخ خود فیصلہ کرے گی کس نے کیا دیا ہے اکثریت

معیار نہیں ہوا کرتی یہ اپنے ذہنوں سے نکال دیں چار آدمی بھی یہاں بیٹھے ہوتے تقریر ایسی ہی ہوتی یہ ایمان کی دلیل ہوا کرتی ہے فیصلے کرنے والے اور ہوں گے تاریخ فیصلہ کرے گی آنے والا عہد فیصلہ کرے گا کہ بہادر شاہ ظفر کے دور میں ذوقؔ کیا تھے اور آج غالبؔ کیا ہے کل اس عہد میں ناسخؔ کیا تھے آج آتشؔ کیا ہے یہ عہد فیصلہ کرتا ہے اس عہد کے انسان کو فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے۔

ایک بار آواز دی باہر آ کر علیؑ تیاری کرو میری بیٹی قبرِ خدیجہؑ پر جائے گی اسلام کی پہلی وہ سواری کہ جو اتنی شان سے نکلی کہ تاریخ میں ایسی سواری نہیں ملتی جیسے ہی رسولؐ کی بیٹی عماری پر متمکن ہوئیں تشریف فرما ہوئیں ایک بار بنی ہاشمؑ نے تلواریں نیام سے نکالیں ناتے کو حصار میں لیا چودہ ہزار کا لشکر جلو میں چلا شہزادی جا رہی ہے اسلام کے سردار کی بیٹی جا رہی ہے مکہ لرز رہا تھا چمکتی ہوئی تلواروں کو

دیکھ کر۔

بیٹی کہاں جا رہی ہے ماں کی قبر پر جا رہی ہے چاروں طرف سے قبرستان کو چودہ ہزار کے لشکر نے گھیر لیا حکم نہیں کہ کوئی پرندہ پر مار سکے اس لئے کہ رسولؐ کی بیٹی تنہا جائے گی ایک پہلو میں علیؑ چلیں گے ایک پہلو میں رسولؐ خود چلیں گے چھوٹے چھوٹے بچوں کی انگلیاں پکڑے ہوئے حسنؑ بھی ساتھ ہیں حسینؑ بھی ساتھ ہیں چھوٹی بچیاں زینبؑ واُمِّ کلثومؑ بھی ساتھ ہیں ہاں شاید زینبؑ دیکھ رہی ہیں کہ ماں اپنی ماں کی قبر پر جا رہی ہیں جملوں کو محفوظ کریں۔ دیکھ رہی ہے بچی کہ ماں اپنی ماں کی قبر پر جا رہی ہے بیٹی نے منظر کو محفوظ کیا ہوگا ایک بار زہراؑ قبر کے قریب پہنچیں بہت دنوں کے بعد ماں کی قبر پر آئی تھیں، پانچ سال کی عمر تھی جب ماں چھوٹی تھی آج آئیں ہیں تو چار بچوں کو ساتھ لیکر آئی ہیں کیا کیا یاد آیا ہوگا

غربت میں شادی یاد آئی ہوگی کہ ماں تمہارے بغیر باپ نے مجھے رخصت کیا تھا
بابا میرے ساتھ آیا ہے اماں زندگی میری بڑی آرام دہ ہے بابا موجود ہے کوئی
تکلیف نہیں کوئی شکوہ نہیں کیا ہوگا، ماں سے کچھ نہیں کہا ہوگا ہاں لیکن تاریخ لکھتی
ہے بہت دنوں کے بعد قبر دیکھی تھی رُخسار کو ماں کی قبر پر رکھا آواز دی اماں زہرا
آئی ہے اماں فاطمہؑ آئی ہے بچپن میں چھوڑ کر جانے والی ماں کی قبر پر بیٹی نے
آواز دی ہے آنسوؤں سے قبر تر ہوگئی میں قبرِ خدیجہؑ دیکھ رہا تھا میری نگاہوں میں
منظر تھا ایک بار تاریخ لکھتی ہے کہ بیٹی روتے روتے بے ہوش ہوگئی رسولؐ رو
رہے ہیں علیؑ بھی رو رہے ہیں ایک بار جھک کر بازو پکڑا کہا فاطمہؑ تم روؤ گی تو بچے
بھی روئیں گے، زہراؑ کو سمجھانے والے ساتھ ہیں نبیؐ ساتھ ہے شوہر ساتھ ہے
فاتح خیبر ساتھ ہے بازو پکڑنے والے ساتھ ہیں رسولؐ اللہ نے بازو پکڑ کر اٹھایا
بیٹی کو سینے سے لگالیا کہا زہراؑ اتنا نہ روؤ عرش لرز جائے گا بیٹی زمین کانپنے لگے گی
مجھے معلوم ہے تمہارے دل میں کیا درد ہے چلو بیٹی کو سمجھا کر لائے ناقے پر سوار کیا
شان سے سواری چلی واپسی ہوئی کیا کہنا کہ مکّے سے مدینے تک زہراؑ کی سواری
کیسے آئی تاریخ نے اس کو محفوظ کیا آپ نے سن لیا نا سن لیا، میں مدینے پہنچا روضۂ
رسولؐ کو دیکھا، کچھ دور بڑھا پتہ چلا محلۂ بنی ہاشم اجڑ گیا میدان ہوگیا یہیں پر مکان
تھے یہیں علیؑ کا مکان تھا یہیں حسینؑ کا مکان تھا ہاں حسنؑ کا مکان محفوظ رہ گیا اس
لئے کہ اس میں کتب خانہ ہے یہیں پر زین العابدینؑ کا مکان تھا ذکر کروں گا
یہیں چھٹے امام کا مکان تھا میں آگے بڑھ گیا میں نے کہا دل سے کہا یہ تو بتا تاریخ
میں اے دل تو نے پڑھا ہے اے دماغ، اے ذہن اے عقل تو نے مطالعہ کیا
بتا رسولؐ کی وفات کے پندرہ سال کے بعد علیؑ نے مسجدِ نبوی کا مکان کیوں

چھوڑا دل نے بتایا کہ مدینے کی سیاستوں سے عاجز آ کر علیؑ آگے بڑھے آگے بڑھ کر مسجدِ نبوی سے کچھ فاصلے پر نیا مکان بنایا مکان بنایا غور کیجئے گا یہ بات کیوں پڑھ رہا ہوں مکان نیا بنایا جہاں پر آج مسجدِ علیؑ ہے اس مقام پر بھی مکان تھا اس مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی میں نے کہا یہاں علیؑ نے اپنا مکان بنایا تھا بعدِ وفاتِ رسولؐ حجرہ چھوڑا نہیں ابھی حجرہ زہراؑ کا محفوظ ہے مکان بنایا زہراؑ کی وفات کے بعد مکان بنایا اب یہ وہ مکان ہے کہ جہاں بیٹیاں زینبؑ و کلثومؑ شہزادیوں کی طرح رہتی ہیں ایک دن آ کر کہا اب سمجھ گئے نا آپ مکان کا فاصلہ کتنا ہو گیا روضہِ رسولؐ سے کافی دور فاصلہ ہو گیا اب اس مکان سے روضے تک راستے میں بازار بھی پڑتا ہے جن لوگوں نے دیکھا ہے وہ جانتے ہیں راستے میں بازار بھی پڑتا ہے بیٹیوں نے ہاتھ باندھے اور کہا بابا بہت دن ہو گئے ہم نے نانا کی قبر کی زیارت نہیں کی بیٹیوں کے چہرے کو دیکھا کہا زینبؑ و کلثومؑ جب شام آئے گی آفتاب ڈوبے گا ہم تمہیں لیکر چلیں گے تمہاری خواہش پوری کریں گے شام آئی بیٹیوں نے مغربین کی نماز ادا کی اور ایک بار صحنِ خانہ میں آ کر کھڑی ہوگئیں کہا بابا شام ہو گئی، رات آ گئی ہے ہم کو لے کر چلیں، ایک بار کنیز کو اشارہ کیا کہا چادریں لائی جائیں مقنعے لائے جائیں چادریں لائی گئیں مقنعے لائے گئے اپنے ہاتھ سے بیٹیوں کو برقعے پہنائے اپنے ہاتھ سے چادریں پہنائیں اور اس کے بعد گرد پھرے کنیز نے پوچھا آقا کیا دیکھا کہا دیکھ رہا ہوں جسم کا کوئی حصّہ کھلا تو نہیں سواری کا اہتمام ہے تاریخ لکھتی ہے کہ بیٹیاں تیار ہو چکیں ایک بار اُٹھے فاتحِ خیبر نے دروازے پر آ کر آواز دی بنی ہاشم خبردار ہو جاؤ۔ شہزادیاں تمہاری باہر آ رہی ہیں تاریخ لکھتی ہے، علیؑ کے جوان اٹھارہ بیٹے حیات تھے، ایک بار بیٹوں کو آواز

دی کہ اے حسنؑ و حسینؑ، عباسؑ، جعفر، عبداللہ، عمران سب تیار ہو جاؤ بہنیں باہر آرہی ہیں، تاریخ لکھتی ہے کہ اٹھارہ تلواریں میان سے نکلیں، اٹھارہ بھائیوں نے بہنوں کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ زینبؑ کا دل کتنا بڑھا ہوگا، اُم کلثومؑ کا دل کتنا بڑا ہوگیا۔ اٹھارہ جوان بھائی ساتھ ساتھ چل رہے ہیں اور آگے آگے دوسرا گھیرا بنی ہاشم کے جوانوں کا مسلمؑ بھی آ گئے عبداللہؑ ابن جعفرؑ بھی ہیں، عونؑ دلاور بھی ہیں اور سب سے آگے فاتح خیبر ذوالفقار کو کاندھے پہ رکھے ہوئے آگے آگے چل رہے ہیں اور منادی یہ اعلان کر رہا ہے کہ اے مدینے والو زہراؑ کی بیٹیاں اپنے نانا کی قبر پر جارہی ہیں کہ مؤرخ کہتا ہے کہ ابھی شام ہوئی تھی کہ دوکانداروں نے اپنی دوکانوں کے چراغ روشن کیے تھے جیسے ہی کانوں میں یہ آواز پڑی کہ سواری آرہی ہے زینبؑ واُم کلثومؑ کی تو لوگوں نے جلدی جلدی اپنی دوکانوں کو بند کرنا شروع کیا اور جو جلدی جلدی بند نہ کر سکے انہوں نے اپنے چراغوں کو پھونکوں سے بجھا دیا۔ تاکہ اندھیرا ہو جائے اور ہماری نظر سواریوں پر نہ پڑے اور جب قبر نبیؐ کے قریب پہنچے تو ایک بار حسن مجتبیٰ سے کہا بیٹا زائروں سے کہہ دو شہزادیاں آئی ہیں زائروں کو جیسے ہی اطلاع ملی اپنا سر جھکا کر دوسرے دروازے سے نکل گئے، مزارِ نبیؐ خالی ہوگیا، آگے بڑھیں شہزادیاں، قبر نبی پر پہنچیں، اور جا کر نانا کی قبر سے لپٹیں، بس علی بتانا یہ چاہتے تھے کہ مدینے والو زہراؑ کی بیٹیوں کے پردے کی شان یہ ہے، بعدِ علی، حسینؑ اس دنیا کو بتائیں گے کہ اگر علی نہیں ہیں تو بھی زہراؑ کی بیٹیوں کی شان وہی رہے گی۔ شروع سے بار بار کہتے رہے عباسؑ خیال رکھنا علی اکبرؑ خیال رکھنا، قاسمؑ خیال رکھنا، کہا دیکھو جب سوار ہو زینبؑ اس وقت کا خیال رکھنا، پردے کا خیال رکھنا، اب یہ ہے زینبؑ کے

پردے کا اہتمام۔

۲۸ رجب کی شام تھی قناتیں لگ رہی ہیں۔ راوی کہتا ہے میں نے دیکھا کہ ناقے آ رہے تھے، بی بیاں سوار ہو رہی تھیں اور ایسے میں جب آخری ناقہ آیا تو ایک بلند قد کی بی بی چادر میں لپٹی ہوئی کسی کو اپنی آغوش میں چھپائے ہوئے تھی، جب وہ بی بی باہر آئی تو حسینؑ بانفسِ نفیس خود کرسی پر سے اُٹھ گئے، کھڑے ہوئے ایک طرف سے عباسؑ چلے، ایک طرف سے علی اکبرؑ چلے، راوی کہتا ہے میں نے دیکھا کہ عباسؑ نے عماری کے قریب اپنے گھٹنوں کو ٹیک دیا، اس بی بی نے اپنے قدم عباسؑ کے زانو پر رکھ دیئے۔ قاسمؑ نے محمل کا پردہ اُٹھایا عونؑ و محمدؑ نے نعلین اُٹھائیں، علی اکبرؑ نے ایک بازو تھاما حسینؑ نے دوسرا بازو تھاما اور بی بی کو اس شان سے سوار کرایا، کہا یہ کون ہے جواب ملا یہ علیؑ کی بڑی بیٹی زینبؑ ہے۔ یہ سواری کی

شان تھی، دوسری شان یہ ہے کہ جب کربلا میں دوسری محرم کو خیمے لگ چکے اور سواریاں اُترنے لگیں آج کی سواری کی بھی بڑی شان تھی۔ عباسؑ اتارنے والے تھے، پردے کا اہتمام تھا، شہزادیوں کو بہت احترام سے ان کے خیموں میں پہنچایا گیا، جیسے ہی گیارہ محرم کی صبح آئی، ویران تھی کائنات خیمے جل چکے تھے، ایک جلے ہوئے خیمے میں زینبؑ بچوں کو لئے بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایسے میں شمر آیا اور اس نے کہا ہم تم سب کو باندھ کر لے جائیں گے، اکثر لوگ کہا کرتے ہیں، کیا ان اشقیاء نے ان شہزادیوں کو ہاتھ لگایا تھا، ظاہر ہے جب ہاتھ باندھے ہوں گے تو شہزادیوں کو چھوا ہوگا، کس میں اتنی مجال تھی جو ان شہزادیوں کو ہاتھ لگاتا، ایک بار بی بی کو جلال آیا، اور اُٹھ کر کھڑی ہوئیں کہ اے شمر یہ نہیں سمجھنا کہ اگر عباسؑ نہیں، حسینؑ نہیں، علی اکبرؑ نہیں تو جو تو چاہے گا وہ کرے گا۔ زینبؑ اس

وقت علیؑ ہے۔ زینبؑ اس وقت عباسؑ بھی ہے، تو میرے کسی بچے کو ہاتھ نہیں لگا سکتا زینبؑ کے جلال کو دیکھ کر شمر پیچھے ہوگیا، شمر کے قدم رُک گئے اس نے کہا ہم تمہارے شانوں میں رسیاں باندھیں گے، تو بے اختیار شہزادی نے کہا کہ رسی کا سرا مجھے دے دو اور رسی کا سرا ہاتھ میں لیا اور ہاتھ میں لے کر آواز دی اُمِ لیلیٰؑ آؤ، علی اکبرؑ نہیں ہیں، زینبؑ کے ہاتھ سے ہاتھ بندھواؤ، ربابؑ آؤ حسینؑ نہیں ہیں ادب کرنے والے نہیں۔ لیکن زینبؑ کے ہاتھوں سے بازو بندھوالو، اور سب سے آخر میں سکینہؑ کو دیکھا اور کہا باپ نہیں ہے جو سینے پر سلا لے، آؤ مجھ سے گردن بندھوالو، اب چچا نہیں جو پانی لے کر آئے، اور اس کے بعد کہا، شمر قریب نہیں آنا ان ناقوں کو بٹھادو ان ناقوں کو بٹھادیا جائے ہم خود سوار ہوں گے، ایک ایک بی بی کو شہزادی نے سوار کرایا، اُمِ لیلیٰؑ کو سوار کیا، ربابؑ کو سوار کرایا، زوجۂ عباسؑ کو سوار کیا اور زوجۂ مسلمؑ کو سوار کیا، اور جب سب کو سوار کر چکیں تو بے اختیار پیچھے دیکھا، کہ گھر کی دیرینہ کنیز فضہ کھڑی ہیں، تو کہا آج آپ کو کون سوار کرے گا، کہا فضہ پریشان نہ ہو لیکن آج میں تجھ کو سوار کراؤں گی۔ شہزادی کا حکم تھا فضہ کا بازو تھام کر سوار کرایا، اور پھر فرات کا رخ کیا کہا غیرت دار بھیا عباسؑ آؤ بڑی شان سے لے کر مدینے سے آئے تھے، لٹے ہوئے گھر کے ساتھ بہن جا رہی ہے، آؤ بہن کو سوار کرو آؤ زینبؑ کو سوار کرو۔ لیکن کون آتا ایک سوار آیا، اور کہا کہ زینبؑ تیرا بابا تجھے سوار کرائے گا علیؑ تجھے سوار کرائے گا۔

❁❁❁

دوسری مجلس

محسنینِ اسلام

حضرت عبدالمطلبؑ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیےاور درود و سلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لیے

عشرۂ چہلم کی دوسری تقریر آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں، جیسا کہ کل تمہید میں میں نے عرض کیا تھا کہ سلسلۂ تقریر کیا رہے گا۔ ''عنوان کا علم سننے والوں کو ہے ''محسنین اسلام'' آج کی تقریر ہم نذر کررہے ہیں بارگاہِ ماہِ حرم، سردارِ عرب، سلطانِ عرب، حضرتِ عبدالمطلبؑ، موضوع کل ہی چھڑ چکا تھا اور ہم سرنامۂ کلام کی آیت کل نہیں پیش کرسکے اس لئے آج ہم پہلے اپنی آیت کا تعارف کروا دیں، سورے کا تعارف پھر سرنامۂ کلام کی چار آیتوں کا تعارف بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ یٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ○ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ (سورہ یٰسین آیت ۱ تا ۴)

چار آیتیں کلام پاک کے سورہ یٰسین چھتیسویں سورہ سے، ابتدائی چار آیتیں یہ سر نامہ کلام میں روزانہ پڑھی جائیں گی اور تقریر کسی نہ کسی ایک محسنِ اسلام کی نذر ہوگی۔

سورہ یٰسین کلامِ پاک کا وہ سورہ ہے جس کے لئے معصومینؑ کا ارشاد ہے کہ یہ

قلبِ قرآن ہے یہ قرآن کا دل ہے معصومؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر شے کے لئے ایک دل ہے، قرآن کا دل سورہ یٰسین ہے اور اس میں کوئی شک نہیں قرآن کا دل اور ایسا عظیم خطاب پانے کا یہ سورہ مستحق تھا۔ دل جسم کو زندہ رکھتا ہے جسم کو خون دیتا ہے یہ ایک ایسا سورہ ہے جو مُردوں کو جِلا دے اور جانے والے مُردے کو وہ حیات جاودانی عطا کردے کہ اس کو اپنی انجام بخیر دنیا پر نظر ڈالتے ہوئے ایک مسّرت محسوس ہو۔

مشہور یہی ہے کہ جب دنیا سے جائے انسان تو مُردے کے سرہانے پڑھا جائے تا کہ اس کی مشکل آسان ہوجائے لیکن صرف یہی نہیں کہ مُردے کی مشکل آسان ہوجائے معصومؑ فرماتے ہیں کہ دُنیا کی کوئی بھی مشکل تمہیں درپیش ہو، سورۂ یٰسین پڑھو وہ مشکلِ آسان ہوجائے گی۔ یعنی ہر مشکل کا حل یہ سورہ ہے! یہ سورہ ہر مشکل کام کو آسان بناسکتا ہے۔ اس لئے بڑی عجیب بات ہے کہ رخصتِ آخر کے لئے جب حسینؑ ابنِ علیؑ بیٹے سے رخصت ہونے کے لئے آئے تو آخری جملہ یہ کہا تھا کہ اگر کوئی مشکل پڑے تو بیٹا بس یہی کہنا بحق "یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝" اور گھبرانا مت۔۔۔! یہ سیّد الساجدین کو آخری وصیت ہے اب تسلسل اس جملے سے دیکھیں کہ یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝ قسم ہے یٰسین کی اور قرآن الحکیم کی تو مرسلین میں سے ہے اور صراطِ مستقیم پر ہے! بس یہ ہے ترجمہ چاروں آیات کا۔ محی الدین عربی جو مشہور مسلمانوں کے مفسر ہیں فلسفی ہیں وہ لکھتے ہیں کہ یہاں یٰسین سے مراد ہے۔ اے انسان یا حرفِ ندا ہے، س (سین) انسان کا مخفف ہے انسان کو پکارا جارہا ہے انسان کو آواز دی جارہی ہے۔ قرآن کی قسم کھا کر اب آگے کیا ترجمہ ہوگا؟ اگر انسان کو پکارا جارہا ہے کہ قرآن

کی قسم اگلی آیت کا ترجمہ۔ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ تو مرسلین میں سے ہے۔

ہر انسان کو نہیں پکارا جارہا جو مرسلین میں سے ہے اُسے مخاطب کیا جارہا ہے صرف انسان کو نہیں بلکہ انسانِ کامل کو آواز دی جارہی ہے۔ ہر انسان مخاطب نہیں ہے اس آیت کا، تُو مرسلین میں سے ہے اور صراط مستقیم پر ہے۔ یٰسین! اَے انسان تو اب انسان کو پہچانا کیسے، پہچانیں کیسے کہ وہ انسان کون ہے؟ وہ کون انسان ہے؟

الرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ خَلَقَ الْاِنْسَانَ

رحمٰن نے علمِ قرآن دیا پھر انسان کو خلق کیا تو یہ بھی عام انسان نہیں ہے جسے قرآن دیا گیا پہلے، پھر پیدا کیا گیا وہ انسان۔۔۔!

یٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ

وہ انسان۔ وہ انسانیت کبریٰ کے مرتبہ پر فائز ہے وہ انسان اگلی قسم قرآن کی قسم اس سے کہا جارہا ہے کہ تو مُرسلین میں سے ہے تو مُرسل نبیؑ ہے، یہ اصرار اس لئے ہے کہ ''یا'' کہہ کر پکارنا یہ بتانا ہے کہ انسانوں میں ہر انسان قرآن کا مخاطب نہیں بنتا کہیں قٓ (قاف) کہا، کہیں صٓ (صاد) کہا، کہیں طٰہٰ کہا، کہیں نٓ والقلم کہا اور تفسیر میں یہی لکھا محی الدین عربی نے کہ جہاں صٓ آ گیا وہاں مراد ہے صورتِ پیغمبرؐ۔ جہاں نٓ کہا گیا وہاں مراد ہے نفسِ پیغمبرؐ۔

جہاں قٓ کہا گیا وہاں مراد ہے قلبِ پیغمبرؐ اور جہاں طٰہٰ کہا گیا وہاں مراد ہے طہارتِ پیغمبرؐ، محی الدین عربی مشہور مفسّر ہیں۔ اب یہاں ''س'' سے مراد انسان ہے تو ''یا'' حرف ندا ہے اور جب ''یا'' حرف ندا ہے۔ یعنی ''یا'' کہہ کر پکارا جائے تو صرف یہاں نہیں یہاں تو ابھی طے نہیں کہ انسان کونسا۔۔۔؟ یَاۤاَیُّھَا

اَلْمُزَّمِّلُ سورۂ مزمل، یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ سورۂ مدثر، آیت:

یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ۔ (سورۂ مائدہ، آیت ۶۷)

یعنی جہاں بھی مخاطب کیا جائے پیغمبر کو حرفِ ندا رہے اب پتہ چلا کہ معبود خود چاہتا ہے کہ ''یا'' کہہ کر پکارا جائے تو جب معبود پکارے یا رسولؐ اللہ تو انسان کیوں نہیں پکار سکتا بدعت کیسے؟ یٰسٓ اَے انسان اور انسان وہ انسان کہ اس مرتبہ پر فائز کہ قرآن کے ساتھ نام لیا جائے۔ تیری قسم اور قرآنِ حکیم کی قسم حالانکہ دو سو نام ہیں قرآن کے، قرآن مبارک بھی ہے۔ صدق بھی ہے، عزیز بھی ہے، ذکر بھی ہے، مبین بھی ہے، نور بھی ہے، روح بھی ہے، علم بھی ہے، یہ قرآن کے نام ہیں یہ سارے قرآن کے نام ہیں جو قرآن میں آئے لیکن یہاں حکیم کہا، قرآن مجید نہیں کہا نور نہیں کہا علم نہیں کہا صدق نہیں کہا مبارک نہیں کہا حکیم کہا

کوئی خاص بات ہے کہ یہاں حکیم کہا جا رہا ہے قرآن کو تو حکیم کے معنی کیا ہیں؟

حکیم کے معنی ہیں لغت عرب میں کہ وہ شے جس پر دلیل قائم نہ کی جا سکے۔ جسکی دلیل اتنی مستحکم ہو کہ کوئی جواب نہ دے سکے حکیم کا لفظ خود یہ بتا رہا ہے کہ قرآن معجزہ ہے یعنی خدا خود کہہ رہا ہے کہ اس کا جواب ناممکن ہے اس لئے کہ حکیم ہے قرآن تو اب قرآن کے ساتھ جس کا نام آئے گا اسکا بھی حکیم ہونا لازمی ہے دونوں نام جب ساتھ آئیں یٰسین بھی علم، قرآن بھی علم، یٰسین بھی ذکر قرآن بھی ذکر، یٰسین بھی نور قرآن بھی نور، یٰسین بھی صدق قرآن بھی صدق، تو یٰسین بھی حکیم قرآن بھی حکیم جس کی دلیل نہ لائی جا سکے۔

جس کا جواب ناممکن ہو آیت اللہ العظمیٰ ابوالقاسم خوئی کے پاس یہودیوں کا ایک وفد آیا اور ان میں ایک بڑا عالم بھی تھا اور گفتگو یہ تھی کہ توریت سے موسیٰؑ

کی نبوت پر گفتگو اور دلیل میں صرف توریت ہو گی، گفتگو کا جب آغاز ہوا تو خوئی صاحب نے آغاز میں فرمایا کہ ہم موسیٰؑ کی نبوت پر کیا گفتگو کریں۔ یہودی عالم نے کہا کیوں؟ خوئی صاحب نے کہا اس لئے کہ موسیٰؑ کے پاس نبوت کی نہ کوئی دلیل تھی نہ موسیٰؑ نے کوئی معجزہ دکھایا تو اس نے پلٹ کر کہا یہ آپ کیسے کہہ رہے ہیں اس لئے کہ آپ کے قرآن میں تو بے شمار معجزات موسیٰؑ کے ہیں۔ نبوت پر بے شمار دلیلیں قرآن میں موجود ہیں تو خوئی صاحب نے کہا ہاں یہی تو ہم کہہ رہے ہیں کہ پھر توریت کیوں دلیل بن رہی ہے۔ قرآن سے کیوں نہیں گفتگو کر رہے۔ یعنی قرآن کے بغیر موسیٰؑ کی نبوت ثابت نہیں۔ آیت اللہ خوئی نے ثابت کیا، کہا پھر دلیل کہاں سے آئے گی، اگر قرآن کو نہیں مانو گے۔ یہ قرآن کی حکمت ہے قرآن حکیم کی قسم، یٰسین کی قسم اور قرآن حکیم کی قسم تو مرسلین میں سے ہے اصرار کیوں ہے؟

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلاً (سورۂ رعد، آیت ۴۳)

یہ کافر یہ کہہ رہے ہیں کہ تو مرسل نہیں ہے۔ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (سورۂ یٰسین، آیت ۳) تو مرسل ہے قرآن کی قسم تو مرسل ہے تیری قسم تو مرسل ہے غور کرتے جائیں یعنی یہ قسم کھانے کی معبود کو ضرورت کیا پڑی ہے کیوں کھا رہا ہے قسم۔۔؟ ہم کھائیں قسم، آپ کھائیں۔ خدا کیوں قسم کھائے، قسم کب کھاتا ہے انسان، جب اسے یہ یقین ہوتا ہے کہ اس کی بات مانی نہیں جائے گی تو نہ ماننے والا قسم کے باوجود نہیں مانے گا اور قسم کا دستور کیا ہے۔۔؟

قسم کھانے کے تین طریقے ہیں ہم اس کی قسم کھائیں گے جو شے ہم سے برتر ہو۔ خدا کی قسم۔۔! یا دوسری قسم اس شے کی قسم کھائیں گے جس سے ہم ڈرتے

ہیں۔ حضرت عباسؑ کی قسم! تیسری قسم اس شے کی جو ہم کو عزیز ہے۔ آپ کے سر عزیز کی قسم، میری اولاد کی قسم، اب چوتھی قسم نہیں ہے۔ تو معبود قسم کیوں کھائے گا اس سے کوئی بلند ہے جس کی قسم کھائے گا؟ کسی سے ڈرتا ہے؟ اس لئے قسم کھائے گا نہیں! پھر ایک ہی قسم بچی ہے جو شے مجھے عزیز ہے اس کی قسم تو پورے قرآن میں ستاسی قسمیں معبود نے کھائیں ستاسی قسمیں تو ابھی تو یہ سرنامۂ کلام کی آیت کا آغاز ہے۔ ہم ابھی آنے والی تقریروں میں ذکر کریں گے جو معبود نے قسمیں کھائیں تو یہاں تو ابھی انسان کی قسم قرآن کی قسم اور اچانک قسمیں کھاتے کھاتے۔۔۔!

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ○ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ○ وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ۔

(سورۂ والتین، آیت ۱، ۲، ۳)

مجھ کو پہاڑ کی قسم، مجھ کو زیتون کی قسم، مجھ کو انجیر کی قسم، مجھ کو امن والی زمین کی قسم، پہاڑ، انجیر، زیتون، زمین۔۔۔ نہیں اور بات آگے بڑھ گئی۔۔۔!

وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا ○ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا ○ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا۔

(سورۂ عادیات، آیت ۱، ۲، ۳)

مجھے تیز دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی قسم، بات انسان کی تھی اب جانور کی قسمیں شروع ہوگئیں، ان کے سموں سے اٹھتی ہوئی چنگاریوں کی قسم، منہ سے نکلتے ہوئے جھاگ کی قسم، قرآن میں بائیس مقامات پر اللہ نے کہا فکر سے کام لو اور دس مقامات پر کہا عقل سے کام لو اور دو مقامات پر کہا تدبر کرو۔ قرآن میں جب فکر کرے گا انسان، عقل ساتھ دے گی، تدبر کی صورت پیدا ہوگی۔ لیکن جب فکر نہیں کرے گا آیات میں فکر کرے گا کہاں سے؟ قرآن دعوت دے رہا ہے فکر کرو، سمجھو، تدبر سے کام لو اور دہاں یہ عالم کہ الٓمٓ۔۔۔ الٓرٰ۔۔۔ طٰسٓمٓ۔۔۔ قٓ۔۔۔ نٓ

وَالقلم... کٓھٰیٓعٓصٓ! جہاں حروفِ مقطعات آئے۔ مفسر نے فوراً لکھا اس کے معنی نہیں معلوم انسان کو، معنی علم الٰہی میں ہیں۔

ساری تفسیریں پڑھیے مقبول ترین تفسیر مولانا مودودی کی ساری جلدیں دیکھیے جہاں حروفِ مقطعات آئے انہوں نے کہا اس کا علم بندوں کو نہیں خدا کو ہے جب خدا کو اپنے پاس علم رکھنا تھا تو علم کو نازل کیوں کیا؟ ضرورت کیا تھی کہ بندوں کے لئے بھیجا جائے ایک طرف کہتا ہے فکر کرو، عقل سے کام لو، تدبر سے کام لو اور پھر معنی نہیں بتائیں گے۔

نہیں بتائیں گے تو فائدہ کہ وہ الفاظ بھیجے کیوں؟ تو اس کا انجام کیا ہوگا؟ کسی تقریر میں عرض کیا تھا کہ اگر قرآن کے کسی لفظ کو آپ چھوڑ جائیں گے کہ اس کے معنی ہم کو نہیں معلوم۔۔۔ معصوم کو معلوم ہیں تو مسلمان تو حد ادب قرآن کا ادب کرے گا کچھ نہیں لکھے گا لیکن یورپ اور امریکہ روس والوں کو ان کے ریسرچ اسکالرز (Research Scholars) کو آپ نہیں روکیں گے روس والوں نے کہا الٓمٓ۔۔۔ ٹھیک ہے مسلمانوں کو معنی نہیں معلوم لیکن اللہ نے قرآن کا آغاز اشتراکیت کے نظریے سے کیا کیمونزم (Communism) کے نظریے سے کیا۔ 'الف' سے مراد اسٹالن۔ ''ل'' سے مراد ''لینن''، ''م'' سے مراد ''ماؤ'' یہی ہوگا جب آپ معنی نہیں بتائیں گے تو یہی ہوگا۔

ایک طرف یہ فکر دوسری طرف کسی یونیورسٹی میں ریسرچ کرتے ہوئے لسانیات پر ایک دانشور نے لکھا کہ جرمنی اسکالرز یہ کہتے ہیں وہاں کے رہنے والے دانشور کا کہنا یہ ہے کہ یہ حروفِ مقطعات اگر سمجھنا چاہتے ہو تو قرآن نے یہ بہت بڑی فکر دی ہے۔ یہ لسانیات کی فکر ہے اور فکر کیا ہے۔۔ حروف حروف نہیں

تھے تصویریں تھیں۔تصویریں دیکھ کر حروف مخرج سے نکالے جاتے تھے حروف کی شکلیں نہیں تھیں ہر زبان میں۔۔۔! سب سے پہلے سُریانی زبان، پھر عبرانی زبان پھر عربی زبان اور پھر اس کے بعد دنیا کی اور زبانِ فارسی اور اس کے ساتھ ساتھ سنسکرت کا چلنا اور پھر رومن سے انگریزی کا آنا یہ ساری زبانیں اپنی جگہ پر آغاز میں جو حروف تھے الف کی جگہ پر گائے کا سر تھا، کٹا ہوا گائے کا سر، اس کو الف کہتے تھے۔۔۔الف کے معنی گائے کا سر، بیل کا سر۔"ب" کے معنی بیت، گھر، شکل بگڑ کر بنی الف جو ہے وہ گائے کے سر کی شبیہ ہے، ب جو ہے وہ گھر کی شبیہ ہے، ج جو ہے جمل یعنی اونٹ کی شبیہ ہے، اسی طرح دیکھتے جائیں سارے حروف کی تفصیلات۔۔۔

تو اب ایک کوشش اس نے کی اسکالر نے بتایا سمجھایا کہ اس طرح قرآن کو سمجھو۔وہ باہر کے دانشور قرآن کو اس طرح سمجھانے کی کوشش کریں، ہم آنکھ بند کرکے بیٹھ جائیں، ہم قرآن سے اتنے بے خبر ہو جائیں، قرآن یہ کہے فکر کرو، ہم نے جو آیت آپ کے سامنے سرنامۂ کلام میں پیش کی ہے اسی لئے پیش کی ہے کہ وہ قسمیں جو معبود نے کھائیں اس میں راز کیا تھا؟ آئمہ معصومینؑ نے تفسیر بیان کی ہے، معبود چاہتا کیا ہے یہ قسمیں کھا کر کیا بتلانا چاہتا ہے!

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۙ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا۔ (سورۂ شمس ۹۱، آیت ۲،۱)

قسم ہے آفتاب کی، قسم ہے ماہتاب کی اور صرف آفتاب کی قسم نہیں بلکہ آفتاب کی قسم اور اس کی روشنی کی قسم اور چاند کی قسم تنہا نہیں بلکہ چاند کی قسم اور اس حالت کی قسم جب وہ بلافصل آفتاب کے پیچھے پیچھے آئے، جب وہ آفتاب کے پیچھے پیچھے آئے۔اپنی ہی مخلوق اپنی بنائی ہوئی مخلوق آفتاب، اپنی بنائی ہوئی

مخلوق ماہتاب، اس کی قسم کھانے کی کیا ضرورت تو دنیا کے ہر ادب میں یہ دستور ہے کہ استعاروں میں بات ہوتی ہے، تلمیحات میں بات ہوتی ہے۔ کچھ صنعتیں ہوتی ہیں ہر زبان کی، معبود نے صنعتوں کو پسند کیا تو کیا معبود بھی لسانیات کا ماہر ہے، کیا صرف عربی زبان اس کو پسند ہے کیا وہ لغت تیار کر رہا تھا یا عالمِ انسانیت کی ہدایت کے لئے ایک کتاب دے رہا تھا۔ اسے صنعتوں کی کیا ضرورت، اسے استعاروں کی کیا ضرورت، اسے تلمیحات کی کیا ضرورت، اسے اشاروں میں بات کرنے کی کیا ضرورت۔۔ کیا ضرورت ہے کہ وہ قسمیں کھائے، استعارے میں قسمیں کھائے، آفتاب کی قسم، ماہتاب کی قسم، صرف آفتاب و ماہتاب کی قسم نہیں بلکہ روشن آفتاب کی قسم، اس کی روشنی کی قسم اور چاند کی کونسی حالت جب آفتاب ڈوبے تو اس کے فوراً بعد آئے چاند یعنی بلا فصل آئے درمیان میں کوئی نہ ہو اچھا چاند کی قسم کھائے، سورج کی قسم کھائے، کروڑوں تارے بنائے تاروں کی قسم کیوں نہیں کھاتا، پورا قرآن دیکھیں ستاسی قسمیں۔ کہیں تارے کی قسم نہیں کھائی۔ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی (سورۂ نجم، آیت ۱)

مجھے تارے کے اترنے کی قسم، عمل کی قسم تارے کی قسم نہیں تو بات اب سمجھ میں آئے گی اب آفتاب بھی آیا چاند بھی آیا تارا بھی آیا اب بات صاف ہوئی جب تینوں آگئے تو اب بات صاف ہوئی کہ آفتاب کوئی اور ہے ماہتاب کوئی اور ہے تارا کوئی اور ہے۔ آفتاب کی قسم نہیں ذاتِ رسالت کی قسم چاند کی قسم نہیں ذاتِ امامت کی قسم تو پھر آفتاب کے ساتھ روشنی کی بھی قسم ہے تو معصومؑ نے کہا آفتاب کی قسم اس کی روشنی کی قسم یعنی زہراؑ کی قسم، رسالت کی روشنی زہراؑ اور چاند کی قسم آفتاب کے پیچھے پیچھے آئے تو عمل بتایا کہ دیکھو چاند جو ہے وہ بلا فصل آتا

ہے سورج کے پیچھے ایسا نہیں ہوتا کہ آفتاب ڈوب جائے اور کوئی تارا یہ دعویٰ کرے کہ مَیں جانشین ہوں آفتاب کا۔ نہیں ۔۔۔ دعویدار چاند ہے کہ مَیں جانشین ہوں تارا نہیں ہے اسی لئے غالبؔ نے آواز دی۔

شرط است کہ بہرِ ضبطِ آداب و رُسوم

بہت غور سے سنیئے مَیں نے کہا تھا درمیان میں ادبی عناصر آتے جائیں گے دوستوں کی فرمائش ہوتی ہے۔

شرط است کہ بہرِ ضبطِ آداب و رُسوم

دیکھو اگر دین میں اچھی باتوں کو قائم رکھنا چاہتے ہو تو ایک شرط ہے چاہتے ہو کہ تمہارے دین میں اچھی باتیں قائم رہیں تو ایک شرط ہے۔

شرط است کہ بہرِ ضبطِ آداب و رُسوم

خیزد بعد از نبیؐ امامِ معصومؑ

شرط یہ ہے کہ جب نبیؐ چلا جائے تو ہمیشہ امام معصوم کو مانو اگر معصومؑ نہ آئے گا تو اچھی باتیں قائم نہیں رہیں گی۔

شرط است کہ بہرِ ضبطِ آداب و رُسوم
خیزد بعد از نبیؐ امامِ معصومؑ

اب دلیل دی، دلیل دی غالبؔ نے ۔۔۔!

خیزد بعد از نبیؐ امامِ معصومؑ
زاجماع چہ پرسی بہ علیؑ باز گرای

اگر علیؑ کے دربار میں آنا چاہتے ہو علیؑ کو ماننا چاہتے ہو تو یہ باتیں نہ کرو کہ ادھر اجماع ہو گیا تھا اس لئے مانا الیکشن نہیں ووٹنگ نہیں جسے معبود کہے اسے مانو۔

زا جماع چہ پرسی بہ علیؑ باز گرای
مہ جای نشین مہر باشد نہ نجوم

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جب آفتاب ڈوبتا ہے تو اس کا جانشین چاند بن کر آتا ہے، تارے دعویٰ نہیں کرتے کہ ہم جانشین ہیں۔۔۔!

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا o وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۔۔۔ (سورۂ شمس، آیت ۲،۱)

قسم ہے آفتاب کی قسم ہے ماہتاب کی، غور کیا غالبؔ ادب میں یہ بتائے کہ آفتاب کی قسم کیوں؟ ماہتاب کی قسم کیوں؟ نبیؐ کے بعد علیؑ بلافصل ہیں اب دنیا کہتی رہے کہ رسولؐ نے کہا تھا کہ میرے اصحاب تاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی چاہے ہدایت لے لینا جس کے پیچھے چاہنا چلے جانا، آیت انکار کر رہی ہے۔ تو حدیث سے انکار ہو جائے گا وہ حدیث جو قرآن کی آیت کے خلاف آواز دے وہ حدیث جھوٹی ہے اس لئے کہ قرآن میں کہیں معبود نے نہیں کہا کہ ہم آفتاب کا جانشین تاروں کو بنائیں گے اور اگر تارے کی قسم۔۔!

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى (سورۂ نجم، آیت ۱)

قسم ہے تارے کے اترنے کی تو اب معبود یہ نہیں چاہتا کہ جب مَیں قسم کھاؤں تو تم تارے کو دیکھنا بلکہ جب مَیں تارے کی قسم کھاؤں تو یہ دیکھنا کہ کہاں اُتر رہا ہے؟ کہاں آ رہا ہے، کدھر جا رہا ہے وہ گھرانا کہ جہاں تارا اپنی جبیں جھکا دے، جہاں تارا سجدہ کرنے آئے تو کیا آج یہ عظمت ہے اس گھرانے کی۔۔ نہیں نہیں ابھی اسلام نہیں آیا، عظمت وہی ہے اس گھرانے کی وہی عظمت ہے اس لئے اس گھرانے کی عظمت ہے کہ اپنی زندگی کو مٹایا ہے اس کے گھر کے لئے۔ تسلسل دیکھتے جائیں آج کی تقریر کس کی نذر ہے، عنوان بھی دیکھیں۔۔۔ وہ

زندگی کو وقف کرے اُس کے گھر کے لئے تو تم ہمارے گھر کے لئے ہم پھر تمہارے گھر کے لئے تم ہمارے گھر کی جانب دیکھو ہم تمہارے گھر کی جانب دیکھیں گے تو یہ بات۔۔۔ یہ بات پہلے ہی نہیں ہوئی اس طرح نہیں ہوئی کہ آواز دے قرآن اور یہ کہے۔۔۔!

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡرِىۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ‌ وَاللّٰهُ رَءُوۡفٌ ۢ بِالۡعِبَادِ (سورۂ بقرہ: آیت ۲۰۷)

مردانِ خدا میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنے نفس کو بیچ دیا کرتے ہیں مرضیاں خرید لیتے ہیں۔ اللہ ایسے ہی لوگوں پر مہربان ہے، تو نفس آج بکا شبِ ہجرت بکا نہیں نفس تو وہاں وہاں بکتا جائے گا جہاں جہاں صُلب میں یہ نفس ہوگا وہاں وہاں بکتا جائے گا تو کس شان سے بکے گا؟ کیسے بکے۔۔۔ ہم اپنے گھر کی حفاظت کریں ہاں کریں گے۔۔۔ اپنے مال کی حفاظت کریں گے لیکن ایک سند دیں گے دنیا کو بتلائیں گے۔۔۔

اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِيۡلِ (سورۂ فیل، آیت ۱)

اَے حبیبؐ! کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اصحابِ فیل کے ساتھ کیا کیا؟ کب کا واقعہ ہے؟ تاریخ میں ربط دیکھتے جائیں، مَیں نے کہا تھا نا کہ دس منٹ قرآن، دس منٹ حدیث اور تاریخ اور اسی تسلسل کے ساتھ پندرہ منٹ مصائب کے اور تقریر تمام۔۔۔ ہر چیز دیکھتے جائیں گے جیسا کہ مَیں نے تمہید میں کہا تھا کب کا واقعہ ہے یعنی جب ہاتھیوں کا حملہ ہوگا خانۂ کعبہ پر تو سَن عام الفیل شروع ہوگا اور جس سال سنِ عام الفیل شروع ہوگا اس سال ختمی مرتبت ظہور پذیر ہوں گے، اسی سال تشریف آوری ہوگی تو ابھی تو تشریف آوری ہوئی نہیں، واقعہ ہوا،

اسلام آیا نہیں۔ اسلام آنے سے پہلے کا واقعہ۔۔۔ قرآن یہ کہے اے حبیبؐ! تم نے دیکھا ہم نے ہاتھیوں کے ساتھ کیا کیا؟

دیکھ کون رہا تھا عبدالمطلبؑ دیکھ رہے تھے یا عبداللہؑ دیکھ رہے تھے یا ابوطالبؑ دیکھ رہے تھے، عمل عبدالمطلبؑ کا عمل ابوطالبؑ کا کہا۔ حبیبؐ! تم نے دیکھا۔ تو جو جد دیکھے تو وہ بیٹا بھی دیکھے۔۔۔ جو عمل جد کا وہی بیٹے کا، وہی پوتے کا تو معبود یہ کہے یہ نہ سمجھنا کہ ان کا عمل الگ، ان کا عمل الگ ان کی زندگی میں بھی اور ظاہر ہونے سے پہلے بھی ان کی حیات وفات کے بعد بھی یعنی جتنے عمل اسلام میں ہوں گے قبل از ظہور وہ سب حبیبؐ کے، جتنے عمل حبیبؐ کے بعد ہوں گے وہ سارے عمل حبیبؐ کے۔ دیکھا عبدالمطلبؑ نے ہاتھیوں کو، اللہ نے کہا تم نے دیکھا واقعہ کربلا میں گردن کٹائی حسینؑ نے عمل کس کا۔!

حسینٌ مِنّی وَاَنا مِن الحسین علیہ السلام (حدیث)۔۔۔ سر تمہارا کٹے، عمل میرا۔۔۔ عمل میرا تو سارے عمل ایک کے حیات پہلے بھی حیات بعد میں بھی تو قدرت آواز دے حبیب تم نے دیکھا کہ ہاتھیوں کے ساتھ ہم نے کیا کیا؟

میں دو سال پہلے عظمتِ قرآن کا جو عشرہ پڑھ رہا تھا تو اس میں مَیں نے یہ بات کہی تھی کہ کیا معبود نے اجدادِ پیغمبرؐ کو تنہا چھوڑ دیا۔ اسلام اگر نہیں آیا تو کیا ان کو محسنِ اسلام نہیں مانا جائے گا تو میں نے کہا تھا کہ جو بانیٔ اسلام کو پالے، بانیٔ اسلام کی حفاظت کرے کیا وہ محسنِ اسلام نہیں؟ اور پھر اسلام اس کو خراجِ عقیدت پیش کرے کہ تم دنیا سے چلے جاؤ قرآن آئے گا تو قصیدہ ہم پیش کر دیں گے۔ **اَلَمْ تَرَ کَیْفَ** تم نے دیکھا قصیدہ یہ ہے عبدالمطلبؑ کی شان میں۔۔۔! یہ قرآن کا قصیدہ ہے عبدالمطلبؑ کی شان میں۔! تمہارا عمل حبیبؐ یہ تمہارا عمل ہے!

عبدالمطلبؑ کا عمل تمہارا عمل ہے۔

پتہ چلا کہ اس خاندان میں اگر شخصیت دنیا سے چلی بھی جائے عمل جاری رہتا ہے آپ کہیں گے دلیل۔! حدیث پڑھ دی نا میں نے حسینٌ مِنّی پڑھ دیا میں نے لیکن اب آپ کہیں تاریخ سے بھی کوئی دلیل ہے کہ نبیؐ جائے اور عمل جاری رہے... اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ... تم نے دیکھا ہم نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ نبیؐ دنیا سے چلا جائے اگر اس کو ضرورت ہے کہ کسی بیوی کو طلاق دینی ہے تو کیا ہوگا؟ عمل جاری رہے گا علیؑ تم یعنی یہ حیاتِ پیغمبرؐ کا ثبوت ہے عمل جاری ہے عمل جاری رہے گا قیامت تک جاری رہے گا اس لئے کہ جب تک نفس رہے گا عمل جاری اور نفس دلیل یعنی نفس رہے پیغمبرؐ زندہ۔ قرآن نے یہی تو کہا۔ کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَۃُ الۡمَوۡتِ۔ ''ہم ہر نفس کو موت کا مزا چکھائیں گے''۔ پورے

قرآن میں کہیں یہ نہیں کہا کہ ہم کسی کی زبان کو مزا چکھائیں گے، ہم روح کو موت کا مزا چکھائیں گے ہم جسم کو موت کا مزا چکھائیں گے۔۔ کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَۃُ الۡمَوۡتِ۔ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

تو گویا موت کا مزا نفس چکھے گا۔ نفس کی وجہ سے انسان کی موت واقع ہوگی روح نہیں مرے گی، جسم نہیں مرے گا۔ ہر عام انسان کا جسم بھی زندہ، روح بھی زندہ، نفس، نفس، نفس، تین چیزیں ہیں محی الدین عربی کہتے ہیں تین چیزیں ایک روح ایک نفس ایک جسم نفس کیا ہے؟ میں نے مرتضوی امام بارگاہ میں مجلس پڑھتے ہوئے مثال دی تھی ماچس کی ایک ڈبیا لے لی جائے اس پر ایک لیبل لگا ہوا ہے وہ چپکا ہوا ہے کا ہے سے چپکا ہوا ہے؟

گوند سے، لئی سے، سریش سے اور وہ خشک ہو جائے لیبل الگ ہو گیا، ماچس

کی ڈبیا الگ ہوگئی۔ پھر آپ کو ضرورت ہے کہ آپ اس کو چپکائیں تو اب تیسری چیز گوند بیچ میں لگائیں۔ دونوں چیزیں مل گئیں، چپک گئیں یہ ہے نفس۔۔!

محی الدین عربی کہتے ہیں روح معبود کی طرف سے ،جسم مادے کی طرف سے جب دونوں کو جوڑنے کی ضرورت ہوئی تو بیچ میں معبود نے نفس کو ڈالا روح اور جسم مل گئے۔اب چاہا دونوں چیزیں الگ ہوں تو بیچ سے نفس کو نکال لیا گویا نفس الگ ہو تو موت طاری ہو اور جس کا نفس قیامت تک نہ مرے وہ کیسے مرسکتا ہے؟

علیؑ نفسِ پیغمبرؐ۔۔، حسنؑ نفسِ پیغمبرؐ۔۔، حسینؑ نفسِ پیغمبرؐ۔۔، اور ولی العصرؑ نفسِ پیغمبرؐ۔۔نفس زندہ۔۔۔اَلَمْ تَرَ کَیْفَ۔۔۔کیا تم نے دیکھا! تم نے دیکھا ہاں وہ صلبِ پدر میں دیکھ رہا تھا کیا دیکھ رہا تھا؟ بیس سال کے جناب عبداللہؑ، ہاتھیوں کا حملہ، ابرہہ آیا لشکر لے کر آیا۔آگے وہ ہاتھی جو ہاتھیوں کا سردار، جس پر

چاندی سونے کا ہودج، جس کے ماتھے پر لوہے کی زنجیریں، اس طرح کہ اس کو نقصان نہ پہنچے، ماتھا اس کا۔۔لوہے میں غرق۔۔۔لوہے میں چھپا ہوا اور اس کے ساتھ سینکڑوں ہاتھیوں کی فوج۔ جیسے ہی ابرہہ کے سپاہی آئے خانہ کعبہ کی آس پاس کی وادیوں میں سینکڑوں اُونٹ چرتے ہوئے دیکھے، سپاہیوں نے اونٹ پکڑ لیے۔

جہاں ٹھہرا تھا ابرہہ، بڑی عجیب بات ہے کہ جب آپ حج کے لئے جائیں عرفات میں ٹھہرنا پڑتا ہے، تو نو ذی الحج کو اور اس کے بعد مغرب سے پہلے یعنی اس سے پہلے کہ مغرب کی اذان ہو عرفات سے نکل جائیں آپ عرفات سے جاتے ہیں سیدھے مزدلفہ جسے مشعر الحرام کہتے ہیں۔ پوری رات وہاں گزارو اور وہاں جیسے ہی صبح کا سورج نظر آئے صبح کی نماز پڑھ کر آفتاب نظر آتے ہی

مشعر الحرام کو چھوڑ دیں منیٰ کی جانب چلیں لیکن جب منیٰ کی جانب جا رہے ہوں تو درمیان میں ایک وادی آتی ہے اس وادی پر ٹھہریں نہ تیز جائیں کیوں کہ یہاں ابرہہ ٹھہرا تھا، یہاں عذاب آیا تھا تو اب حکم ہے حج میں وہاں ٹھہرنا نہیں۔

آپ یقین کیجئے کہ پوری رات حاجی اس انتظار میں رہتے ہیں کہ کہیں وہ وادی نہ نکل جائے اور ہم دھیرے دھیرے نکل جائیں معبود نے منع کیا ہے تو پتہ چلا کہ عذاب کی زمین پر سے جاتے ہوئے ہر انسان ڈرتا ہے۔۔۔ ابھی کام آئے گا یہ جملہ۔۔۔ وہ جگہ جہاں ابرہہ ٹھہرا، جہاں ہاتھی ٹھہرے ہوئے ہیں خانۂ کعبہ سے ساڑھے چار میل دور ایک جانب سے اگر صرف مکے سے جائیں گے آپ اور اگر عرفات سے جائیں تو بارہ میل دور اگر چکر لگا کر جائیں اس مقام پر ٹھہرا۔

عبدالمطلبؑ چلے۔۔۔، سلطانِ عرب چلا۔۔۔، امیرِ عرب چلا۔۔۔، اکیلا چلا بہت غور سے سنیئے گا۔ اکیلا چلا ابرہہ کو معلوم ہوا کہ عبدالمطلبؑ آرہے ہیں، خیموں سے نکل کر آ گیا چاروں طرف بکھرے ہوئے سپاہی ہتھیار بند، اسلحہ سے لیس آگے بڑھے لیکن عجیب منظر دیکھا بادشاہ نے۔۔۔! جیسے ہی عبدالمطلبؑ آگے بڑھے، آگے جو ہاتھیوں کا سردار ہاتھی تھا اس نے اپنے گھٹنے ٹیکے عبدالمطلبؑ کے قدموں پر سجدہ کیا اور اپنی سونڈ سے سلام کیا سارے ہاتھی سجدے میں جھک گئے ابرہہ حیران!

اب تاریخ پڑھ رہا ہوں قرآن وحدیث کا چیپٹر Chapter بند اور اب تاریخ۔۔۔ مورخین نے لکھا شیعہ نے بھی سنّی نے بھی آگے بڑھے۔۔۔ کہا کیسے آئے خانہ کعبہ کو بچانے آئے ہو؟۔۔۔ کہا! نہیں ہمارے اونٹ واپس کرو وہ

اونٹ جو تمہارے آدمی چرا لائے ہیں۔۔۔ ہمارے اونٹ واپس کرو۔ ابرہہ نے کہا ہم تمہیں ایسا آدمی نہیں سمجھتے تھے۔ ہم تو تمہارے گھر کو ڈھانے آئے ہیں جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ ہم اسے مسمار کرنے آئے ہیں۔ اس سے تمہیں کوئی ہمدردی نہیں ہے، اپنے جانور مانگ رہے ہو تو ایک بار کہا۔۔۔ وہ میری ملکیت ہے، اونٹ میری ملکیت ہیں، مَیں اُسے طلب کر رہا ہوں میں ان جانوروں کا محافظ ہوں۔ اس گھر کا مالک اس گھر کو خود بچائے گا۔ ربِّ کعبہ خود اس گھر کو بچائے گا۔

اسلام تو آیا نہیں یہ کیوں نہیں کہا کہ تین سو ساٹھ بُت ہیں ہُبل بچائے گا، لات بچائے گا، کیا عبدالمطلبؑ۔۔۔! بُت پرست ہیں؟ وہ گھر کا مالک بچائے گا گھر کے مالک پر عقیدہ ہے! توحید کو مان رہے ہیں۔۔۔، معبود کو مان رہے ہیں۔۔۔، عبدالمطلبؑ آگئے واپس آگئے اور ایک بار خانۂ کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر آواز دی معبود اپنے اس گھر کو بچا لے اپنے اس گھر کو بچا لے۔ خدا کی قسم آج پاکستان میں تعصب کا یہ عالم ہے کہ عبدالمطلبؑ کا نام آئے ابو طالبؑ کا نام آئے تو لوگوں کے سینوں پر سانپ لوٹ جاتے ہیں۔

سعودی عرب احمد بن حنبل کی فقہ پر چلنے والوں کو دیکھ کر آ رہا ہوں۔ خدا کی قسم وہاں تعصب نہیں ہے۔۔۔! یہ صرف پاکستانی، وہ سوادِ اعظم کے غنڈے جو وہاں نوکری کرتے ہیں جا کر خانۂ کعبہ میں، وہاں سے پیسہ لاتے ہیں بنوری ٹاؤن کی مسجدوں کو مضبوط بناتے ہیں اور ان کو یہ سکھاتے ہیں ان سے دشمنی کرو۔ میں نے سعودی عرب میں کئی کالجوں کے نام۔۔۔ ابو طالبؑ کالج دیکھے۔۔۔، ایک یونیورسٹی کا نام جامعہ ابو طالبؑ ہے۔۔۔، کئی کتب خانوں کے نام۔۔۔، کتابیں دیکھیں انگلش میں۔۔۔، اُردو میں۔۔۔، زم زم پر گورنمنٹ نے کتاب شائع کی پہلا

چیپٹر عبدالمطلبؑ کے نام ہے۔

یہ اُن کا عالم، یہ پاکستانی مسلمانوں کا عالم کہ ابوطالبؑ کا نام آئے ہذیان بکنے لگتے ہیں مسلمان۔۔ ہذیان بکنے لگے مسلمان، خدا کی قسم رسولؐ کو ہذیان کی تہمت دی تھی۔ قیامت تک ہذیان بکتے رہیں گے۔ وہاں تعصب نہیں، بس ایک تعصب ہے کہ قبروں پر نہ جاؤ، جالیاں لگا کر بند کر دیں، بس قبروں سے چڑ ہے، قبروں پر نہ جاؤ وہ چاہے رسولؐ کی قبر کیوں نہ ہو وہ چاہے خلفاءؑ کی ہی قبریں کیوں نہ ہوں، نشان نہیں رہنے دیں گے، کسی کی قبر کا نشان نہیں رہنے دیں گے تو کیا تمہارے مٹانے سے وہ نشان مٹ جائیں گے! بس ایک ضد لیکن وہ ضد کیوں؟ کس بات پر ضد؟ وہ ضد اس بات پر کہ کنٹریکٹ (Contract) کیا تھا حکومت پانے کے لئے عبدالوہاب سے۔۔۔ عبدالوہاب نے یہ کہا تھا عقیدہ ہمارا حکومت تمہاری۔۔۔ ایک بات نبھا رہے ہیں، ایک بات نبھا رہے ہیں کہ حکومت ہماری رہے چلو عقیدہ تمہارا۔۔۔ عبدالوہاب ''وہابی'' کی وجہ سے سعودی وہابی رہیں گے، عبدالوہاب کو قبر سے نفرت تھی بس وہی ایک عقیدہ قبر سے نفرت۔۔۔ قبر سے نفرت، قبر سے نفرت کس کو ہے؟ آپ کو معلوم ہے پہلی ہستی کون ہے جس نے قبر سے نفرت کی؟۔۔۔ ایک دن آیا مسجدِ نبویؐ میں شیطان ختمی مرتبتؐ کے حضور میں۔۔۔ سرکارِ ناصر الملّت اپنے وعظ کی کتاب میں اس واقعہ کو لکھتے ہیں اور پڑھتے بھی تھے وہ اپنے دعظ میں اس واقعہ کو۔۔۔ آیا اور کہا حضورؐ اپنے معبود سے کہئے کہ ہماری خطا معاف کر دے ہم نے آدمؑ کو سجدہ نہیں کیا تھا کیا ہماری خطا معاف ہو سکتی ہے؟

رسولؐ اللہ نے کہا ہاں ہو سکتی ہے۔۔ کہا آدمؑ تو اب نہیں کسے سجدہ کریں۔۔۔؟ کہا نہ ہوں آدمؑ جا آدمؑ کی قبر پر اپنی پیشانی رکھ دے خطا معاف ہو

جائے گی۔ سنتِ نبیؐ قبر پہ سجدہ کروانا۔۔ حکم دے رہے ہیں، شیطان شیخ نجدی کی شکل میں تھا، مسجد سے باہر آیا، بہت سے لوگ مسجد کے دروازے پر کھڑے رہتے تھے، ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی انھوں نے پوچھا کہاں چلے شیخ نجدی؟ عجیب لفظ میں نے یہ کہہ دیا ہے، تاریخ میں بڑا عجیب رول ہے شیخ نجدی کا شبِ ہجرت، جب بات سمجھ میں نہ آئی، بات سے بات نکلتی ہے کیا کروں؟ شبِ ہجرت جب فیصلہ نہ کر سکے کہ ختمیؐ مرتبت کے لئے کیا کریں؟ تو شیخ نجدی آیا اس نے دارالندوہ جو شوریٰ کمیٹی تھی اس میں آ کر یہ کہا کہ بھئی تم لوگوں کی سمجھ میں بات نہیں آتی، ہر قبیلے سے ایک ایک آدمی چُنو اور جتنے قبیلے ہیں سب کا ایک آدمی مل کر جائے۔۔۔ سب مل کر تلوار لگائیں، قتل کر دو مل کر، جب قتل ہو جائیں گے تو چالیس قبیلوں پر خون بٹ جائے گا انتقام کس سے لیں گے بنی ہاشم؟

عربوں کی سمجھ میں نہ آئی شیخ نجدی کی رائے، تاریخ نے لکھا شیخ نجدی کا کردار ہمیشہ شیطان کا تھا۔ بھیس بدل کر شیخ نجدی کے روپ میں آیا تو رسولؐ اللہ کے پاس بھی شیخ نجدی کے روپ میں آیا۔ عبدالوہاب کا لقب بھی اتفاق سے شیخ نجدی ہے، تسلسل شیخ نجدی کے کردار کا یہ ہے، نجد کا رہنے والا شیخ، کہا بانٹ لو خون۔۔۔ کہا ہاں بانٹ لیا خون ہر قبیلے سے ایک آدمی لے لو اب تو گھبرا گئے کہا کہ اجماع تو نہیں ہوا۔ اب ذرا عربوں کی ذہانت دیکھئے۔۔۔ کہا اجماع تو نہیں ہوا شیخ نجدی نے کہا کیوں؟ کہا سارے قبیلے آ گئے بنی ہاشمؑ کا نمائندہ کہاں آیا۔۔۔ یعنی عرب کے دستور کے مطابق سیاسی آئین میں اگر ایک قبیلہ بھی شامل نہ ہوتو اجماع نہیں ہوتا تھا۔۔۔ ایک قبیلہ نہ ملے تو اجماع نہ ہو۔

وہ جاہل عرب سمجھ رہے تھے کہ اگر بنی ہاشم نہ آئے تو اجماع نہ ہوگا۔۔۔ سقیفہ

میں بنی ہاشم کے بغیر اجماع کیسا۔۔۔! کیسا اجماع بنی ہاشم تو سقیفہ میں شریک نہیں تھے تو انہوں نے کہا اچھا تو ایسا کرو بنی امیہ کا داماد ہے ابولہب۔۔۔اب سسرال کی بحث آ گئی یعنی اگر سسرال غلط مل جائے۔تو جھکنا پڑتا ہے۔یہ نبیؐ کا کمال تھا کہ عرب کے گیارہ قبیلوں کو سسرال بنایا کامیاب زندگی گزاری لیکن ہر ایک کے بس کی بات نہیں بنی امیہ کی بیٹی لایا ہے ابولہب، سسرال کی طرف جھکاؤ ہے حَمَّالَةَ الْحَطَبِ۔۔۔بیوی کا اصرار کہا ابولہب کو ملا لو اب اجماع ہو گیا۔

قتلِ پیغمبرؐ پر اجماع کا آئین بنا کر شیخ نجدی نے دیا، وہی شیخ نجدی استاذ ہین شیخ نجدی۔۔۔، اتنا عیار شیخ نجدی۔۔، اتنا مکار شیخ نجدی۔۔، چلا اپنی خطا معاف کرانے تو کیا شیخ نجدی سے بھی مکار کوئی مدینے میں تھا؟۔۔تھا جس سے شیطان نے پناہ مانگی۔۔۔شیطان پناہ مانگ رہا ہے اس سے کہا کہاں چلے۔۔۔ کہا نبیؐ نے کہا ہے قبرِ آدمؑ پر سجدہ کرو، خطا معاف ہو جائے گی۔کہا اتنوں کو بہکا چکے ساری محنت بیکار جائے گی۔۔۔! بیوقوف ہو گئے ہو یہ ہزاروں برس گزر گئے ان کا کیا ہوگا؟ جنہیں بہکا چکے نہ جاؤ قبر پر اس کا نہ جانا ان کا منع کرنا تو اب معلوم ہوا کہ عبدالوہاب کی فکر کہاں سے آئی۔۔۔قبر دشمنی کی۔۔۔بہت اشاروں میں باتیں ہیں کیا کروں کیسے کُھل کر بیان کروں۔۔۔؟ کہا ہم عادی بناتے ہیں تاکہ اس گھر کا احترام رہے، نظر رہے توحید پر نظر رہے تو عبدالمطلبؑ نے خانۂ کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر آواز دی معبود اس گھر کو بچالے اور اس کے بعد پورے خاندان کو لے کر ابو قبیس کی بلند پہاڑی پر چلے گئے۔

عبدالمطلبؑ! ابھی قرآن تو نہیں آیا، تم پر وحی تو نہیں ہوتی اس کے معنی یہ ہیں کہ معبود سے تمہارا رابطہ ہے۔۔۔جب معبود سے رابطہ ہے تو تم کافر کیسے ہو سکتے ہو؟

ختم ہوگئی تقریر، کل انشاء اللہ پھر اس تسلسل کے ساتھ۔

جنابِ عبداللہؑ کا بیٹا آمنہؑ کا چاند گود میں آیا، پوتے کو گود میں لیا، لغتِ عربی میں محمدؐ نام نہیں تھا علیؑ نام نہیں تھا، حسن نام نہیں تھا، حسینؑ نام نہیں تھا، پوتے کو دیکھا چاند سے پوتے پہ نظر گئی۔۔۔ کہا ہم نے اس کا نام محمدؐ رکھا۔۔ ارے علمِ الٰہی میں یہ نام تھا، عبدالمطلبؑ تمہیں معلوم کیسے ہوا نام کس نے رکھوادیا۔۔۔؟ یہ نام معبود رکھنا چاہتا ہے۔ ابھی لغت میں نہیں آیا، قرآن میں آئے گا تو ہاں! رب اشارہ کرے کہ پوتے کا نام رکھو رابطہ قائم ہے اللہ سے، یہ ہیں وہ محسنینِ اسلام کہ جن کے ایمان سے انکار کرنے والا خود بے ایمان ہے۔ وہ ایمان کیا دے گا عبدالمطلبؑ اور ابوطالبؑ کو جس کے پاس خود ایمان نہیں۔۔ جو صاحبانِ ایمان ہیں وہ ایمان دیں گے وہ ایمان کی بات کریں گے، پورا گھرانا صاحبِ ایمان ہے

عبدالمطلبؑ کے دس بیٹے، سب سے چھوٹے بیٹے عبداللہؑ اور کل ذکر ہوگا ابوطالبؑ کا ذکر، عبداللہؑ کا ذکر، آمنہؑ کا ذکر، فاطمہؑ بنتِ اسد کا ذکر۔۔۔ سب محسنینِ اسلام ہیں یہ اسلام پر احسان کرنے والے۔۔۔ یہ ربط تھا۔۔۔ یہ ربط تھا ایسا ربط کہ ختمی مرتبت کی زندگی کے تین دور، پہلے دور میں اسلام کو بنانا ہے، زندگی کے دوسرے دور میں اسلام کو پھیلانا ہے، زندگی کے تیسرے دور میں اسلام کو بچانا ہے۔ دو۲ دور حیات میں تیسرا دور حیات کے بعد۔۔۔ پہلا دور اسلام بنانا ہے جب اسلام بناؤ گے تو ابوطالبؑ ساتھ ہیں مدد کرے گا۔ اسلام بنے تو ابوطالبؑ ساتھ ہیں اب دوسرے دور میں اسلام پھیلانا ہے۔ ابوطالبؑ کا بیٹا علیؑ ساتھ ہے اب تیسرے دور میں اسلام بچانا ہے ابوطالبؑ کا پوتا حسینؑ ہے۔ ایک گھرانے کی بات ہے دادا، بیٹا، پوتا۔۔ بات باہر نہیں جائے گی۔

زندگی کے تین دور تین دورا ابوطالبؑ، علیؑ، حسینؑ اور حسینؑ سمبل (Symbol) بن گئے۔ تاریخ میں اسلام کو بچانے کے لئے بہتّر کو لے کر آئے تھے اور ان میں کا ہر ایک حسینؑ کی طرح کوہِ وقار تھا، مجھ سے فرمائش ہوئی ہے کہ میں ذکرِ عباسؑ پر تقریر کو تمام کروں اسی ذکر پر تمام کر رہا ہوں تو دیکھی آپ نے وفا! کل میں نے ذکر کیا تھا بیٹوں کو بلائیں، بھتیجے کو ہٹائیں بیٹوں کو سلا دیں۔۔۔ طالبؑ تم سو جاؤ، عقیلؑ تم سو جاؤ، علیؑ تم سو جاؤ۔ یہ چچا اور بھتیجوں کی محبت، یہ چچا بھتیجوں کی محبت تو اس گھرانے میں چچا ہمیشہ منزلِ عظمت پر فائز رہا۔ وہ چاہے ابوطالبؑ ہوں، چاہے وہ قاسمؑ کے چچا حسینؑ ہوں، یا وہ سکینہؑ کے چچا عباسؑ ہوں۔۔ کیا کہنا چچا کی محبت کا اس گھر میں چچا کی محبت کا کیا کہنا۔۔۔

یہ تقریر صرف عباسؑ کی نذر مصائب میں پھر کبھی ام البنینؑ کا ذکر کروں گا۔،

ان کی قبر کی بھی اس سال زیارت کی، سلام کیا زیارت پڑھی۔ اُمّ البنینؑ کا بیٹا اُمّ البنینؑ کا بہادر بیٹا۔۔۔ بتیس سال کا بیٹا، بتیس سال کا جوانِ رعنا۔ جسے دیکھ کر حسینؑ کی چھاتی فخر سے بڑھ جاتی ہے۔۔۔! عظمت سے سر اونچا ہے۔ عباسؑ جیسا بھائی اور صرف بھائی نہیں۔۔۔ جملے کی قدر کریں، فرزند کی طرح پالا ہے، صرف بھائی نہیں جب دنیا میں تشریف لائے۔ تو حسینؑ پچیس برس کے تھے، جب عباسؑ کو پہلی بار گود میں لیا تو پچیس برس کے تھے۔۔۔ پچیس برس بڑا بھائی، باپ بن کر پالا تھا۔ عباسؑ صرف بھائی نہیں، بیٹے کی طرح سینے پر سلا کر پروان چڑھایا ہے اور عباسؑ کا بچپن، وہ بچپن کہ زانو پہ علیؑ کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جشنِ عباسؑ جب ہو رہا تھا رجب میں تو شکایت کی تھی مقررین نے کہ حالاتِ عباسؑ نہیں ملتے۔ ناصر رضا صاحب نے فرمائش کی کہ ذکرِ عباسؑ کیجئے ایک تقریر

میں ناممکن ہے۔تقریر خاتمے پر پہنچ رہی ہے اور چند الفاظ مجھے پیش کرنے ہیں، مولا علیؑ کے زانو پر پر بیٹھے ہیں۔چھوٹے سے ہیں، علیؑ نے کہا بیٹا کہو ایک۔۔ عباسؑ نے کہا ایک، کہا بیٹا کہو دو۔۔ باپ کے چہرے کو دیکھا کہا بابا جس منہ سے ایک کہہ چکا اب دو کیسے کہوں؟۔۔۔فکرِ عباسؑ، علمِ عباسؑ، بصیرتِ عباسؑ بچپن میں اس منزل پر تھی کہ جس منہ سے آقا کہہ دیا بھائی کیسے کہہ دیں۔۔ کیسے کہہ دیں۔۔بچپن سے عادت ہے ایک کہہ کے دو نہیں کہتے۔۔ باپ کہلوا رہا ہے ایک کہہ کر دو نہیں کہتے ،ایک بات پر قائم رہنا بچپن سے عادت پڑ گئی۔۔۔ پانچ سال کے ہو گئے تو یہ عالم کہ حسینؑ عصمت سرا کے باہر کرسی پر تشریف فرما ہیں، مدینے کا مجمع آئے عرضیاں لے کر، گزارشیں لے کر، ہمت نہیں کسی کی کہ حسینؑ کے قریب چلا جائے کیوں، کرسی کے ایک پہلو میں پانچ سال کے عباسؑ شیر کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہیں، جب تک عباسؑ سے اجازت نہ ملے حسینؑ کے قریب کوئی نہیں جا سکتا۔

عباسؑ دس سال کے ہو گئے۔۔۔مختصر مختصر، صرف ہم درمیان سے گزرتے جا رہے ہیں، تفصیل کا وقت نہیں ہے۔۔۔درمیان سے گزرتے ٹچز (Touches) دیتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔۔۔دس سال کے ہوئے، اب یہ عالم مدینے کے ایک ایک گھر میں جائیں دروازے پر دستک دے کر پوچھیں تمہارے گھر میں پانی تو نہیں ختم ہو گیا۔ اگر عبدالمطلبؑ حاجیوں کو پانی پلائیں، اگر علیؑ بدر میں پانی لائیں، لشکر کو پانی پلائیں تو بچپن سے ابو طالبؑ کے پوتے کی بھی یہ عادت ہے۔۔۔مدینے میں کوئی پیاسا نہ رہے، مدینے میں کوئی پیاسا نہ رہے۔۔۔آپ سمجھیں گے کہ تاریخ کا مبالغہ ہے نہیں خدا کی قسم جنہوں

ـے نے حج کیا ہے وہ جانتے ہیں قدم قدم پر پانی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، ایک قدم گھر سے باہر نکالا پانی کی بوتل ساتھ۔۔۔عرب کی گرمی، عرب کی گرمی پانی ساتھ ورنہ حج نہیں کر سکتے۔

سعی کرنا ہو یا طواف کرنا ہو یا عرفات جانا ہو یا منیٰ جانا ہو پانی ساتھ رکھنا لازمی اور حاجیوں کو صرف دو تحفے ملتے ہیں حکومت کی طرف سے ایک قرآن اور ایک پانی، پانی تحفے میں دیا جاتا ہے۔میں نے دیکھا کہ اتنا پانی دن بھر لُٹایا جاتا ہے گاڑیوں پر سے اس کے بعد بھی یہ عرب پیاسے۔۔ یہ کب تک پیاسے رہیں گے، یہ کیوں پیاسے ہیں، یہ پیاس کیوں نہیں بجھتی۔۔ پیاس کیوں نہیں بجھتی، پیاس بجھ جاتی۔۔ترقی یافتہ دور میں پانی کی اب کمی نہیں ہے۔ایک ملک سے دوسرے ملک پانی جاسکتا ہے لیکن قدرت چاہتی ہے پانی پی کر پیاسے رہو، پیاس

کا احساس تو ہو، کیا کیا تھا تاریخ میں تم نے، احساس تو ہو، رسولؐ اسلام کے گھرانے کے ساتھ کیا کیا تھا تم نے؟ احساس تو ہو، یہ احساس بنی ہاشمؑ کو تھا پانی تو نہیں ختم ہو گیا اگر آواز آ گئی پانی نہیں ہے تو عباسؑ مشکیزہ لا دلائیں غیر کا گھر ہو کسی کا گھر ہو عزیز کا گھر ہو دوست کا گھر ہو پانی پہنچ جائے، مدینے میں کوئی پیاسا نہ رہے۔

معلوم ہے آپ کو حاضری عباسؑ کی کیوں ہوتی ہے؟ کسی اور کی حاضری کیوں نہیں ہوتی؟ آٹھ محرم کو عباسؑ کی حاضری کیوں؟ صرف علمدار نہیں ہیں، صرف علمدار نہیں ہیں سارے گھرانے کے کھانے اور پانی کی ذمہ داری عباسؑ پر ہے، کوئی بھوکا ہو یا کوئی پیاسا ہو عباسؑ کو دیکھے کہیں تاریخ میں ملتا ہے کہ سکینہؑ نے کسی اور سے کہا ہو پانی لاؤ۔۔عمو پانی پلایئے! پانی پلانے کا فریضہ عباسؑ کے

سپرد ہے، سقائے حرم کا لقب ملا ہے، ذمہ داری ہے۔ اس ذمہ داری کو نبھانا ہے، پھر گھرانے کے ایک ایک فرد کی حفاظت، اُدھر گھوڑا تیار علی اکبرؑ کا، عقاب پر بیٹھ کر مدینے سے نکلنا چاہتے ہیں، جانا چاہتے ہیں، بیرونِ مدینہ حسینؑ کی زمینوں پر، اُدھر شہزادہ پشتِ زین پر بلند ہوا اِدھر عباسؑ کا گھوڑا ساتھ ساتھ چلا اس لئے کہ شہزادہ اکیلا نہ جائے۔۔ چچا ساتھ ہے بھتیجے کے، چچا اور بھتیجے کی محبت تاریخ لکھتی ہے، علی اکبرؑ کے گھوڑے کے ساتھ ساتھ عباسؑ کا گھوڑا چلے۔۔۔ اور جب مدینے کے بازار سے دونوں کی سواری گزرے تو دوکانوں پر بیٹھے ہوئے دوکاندار چہروں کو دیکھتے ہی رہ جائیں اور جب تک عباسؑ اور علی اکبرؑ نظر آئیں پشت پر نظر رہے اور ہر ایک ہاتھ اُٹھا کر کہے کہ اللہ ان شہزادوں کو سلامت رکھے۔۔۔ جب تک عباسؑ ہیں ہم علیؑ کو دیکھ رہے ہیں جب تک علی اکبرؑ ہیں ہم

رسولؐ کو دیکھ رہے ہیں۔ زمانے کا ورق پلٹا اور وہ عاشور کا دن تھا جب عباسؑ کہہ رہے تھے آقا اجازت، تقریر ختم ہوگئی۔۔۔ وہ مدینے کا بازار وہ محبتیں وہ کربلا کا میدان۔۔۔ آقا اجازت دیجئے، تمہیں کیسے جانے دوں، تمہیں کیسے جانے دوں تم تو میرے لشکر کے علمدار ہو۔۔۔ جب جملہ سنا دائیں جانب دیکھا، بائیں جانب دیکھا اور کہا جس لشکر کا علمدار صبح کو بنایا تھا آقا وہ لشکر کہاں ہے؟ وہ لشکر کہاں ہے؟ وہ لشکر کہاں ہے، ہم عباسؑ۔۔۔ تمہیں جانے نہیں دیں گے، اچھا عباسؑ اگر جانا چاہتے ہو تو آؤ ایسا کرتے ہیں دونوں ساتھ چلتے ہیں۔۔۔ ایک طرف تم حملہ کرو ایک طرف ہم حملہ کریں۔۔۔ جواب سنیں گے۔ !عباسؑ کا جواب سنیں گے، ہاتھ باندھ کر کہا۔ آقا یہ نہیں ہوسکتا حسینؑ نے کہا کیوں۔۔ دونوں ساتھ لڑیں گے عباسؑ۔۔۔ کہا نہیں آقا یہ نہیں ہوسکتا آپ اُدھر حملہ کریں

گے مَیں ادھر حملہ کروں گا میں لڑنے میں لگا ہوں گا اگر اس وقت آپ کے جسم پر کوئی تیر لگ گیا تو عباسؑ کیا کرے گا؟ اس جملے نے بتایا کہ جب تک عباسؑ زندہ تھے حسینؑ کے جسم پر کوئی زخم نہیں آیا تھا بہت عجیب جملہ کہا ہے۔۔۔ تحقیق کی نظر سے کہہ رہا ہوں جب تک عباسؑ زندہ رہے حسینؑ کے جسم پر تیر نہیں آنے دیا۔۔۔ آقا کے کوئی زخم نہیں آنے دیا۔۔۔ اجازت نہیں ملی، خیمے کا پردہ الٹا اندر گئے کہاں ہے میری بچی سکینہؑ۔۔۔! چچا کی پہلی آواز پر بچی دوڑتی ہوئی آئی۔۔ گود میں لیا، کہا سکینہؑ کیا عالم ہے؟ کہا عمو اب تو پیاس سے جاں بلب ہوں، عمو جان ہونٹ خشک ہو گئے، کلیجہ منہ کو آ گیا آپ کو علم ملا سکینہؑ کو پانی نہیں ملا...... کہا سکینہؑ پانی لائیں گے، پانی لائیں گے، پانی لائیں گے...... آؤ میرے ساتھ چلو بابا سے اجازت دلا دو...... سکینہؑ کو گود میں لیا مشک علم میں باندھی، ننھے سے معصوم ہاتھوں سے مشک بندھی، آج بھی علم اور مشک کا ساتھ ہے، مشکیزہ علم سے الگ نہیں ہوا، بڑے مبارک ہاتھوں سے بندھا تھا سکینہؑ کی یادگار علم میں رہ گئی، آج بھی علم دار علم میں مشکیزہ لے کر نکلتے ہیں۔ چچا اور بھتیجی کی محبتوں کا سمبل Symbol مشکیزہ ہے، عباسؑ نے سکینہؑ سے کہا چلو اجازت دلوا دو، سکینہؑ کو لئے ہوئے آئے، حسینؑ نے آتے ہوئے دیکھا، عباسؑ سے کچھ کہا نہیں، بے اختیار کہا سکینہؑ، سکینہؑ چچا کو بھیج تو رہی ہو، بی بی اب پانہ سکو گی، اب بی بی پانہ سکو گی! بس تقریر تمام ہوئی، بی بی اب پانہ سکو گی گیارہ محرم کی صبح کو شمر جب آیا تو فرات کی طرف دیکھ کر آواز دی چچا آپ کی سکینہؑ طمانچے کھا رہی ہے، کبھی شام کے راستے میں آواز دے کر کہا، چچا کہاں ہو سکینہؑ پکار رہی ہے۔ ماتم حسینؑ۔

❁❁❁

تیسری مجلس

محسنینِ اسلام

حضرت ابو طالبؑ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے

سرنامۂ کلام میں جو آیت پیش کی جا رہی ہے مسلسل وہی آیت آخری مجلس تک ہم پیش کریں گے۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ یٰسٓ ○ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ ○ اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ○ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ○ (سورہ یٰسین آیت ۱ تا ۴) عشرۂ چہلم کی تیسری تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں ''محسنین اسلامؑ'' اس سال کا عنوان ہے اور آج کی تقریر نذر ہے غالب علیٰ کُلِ غالب کے پدر گرامی کُلِ ایمان کے پدرِ گرامی محافظِ اسلام، محافظ رسول مومنِ آلِ قریش مسلم اوّل وہ جو امین تھا رسالت کا، امامت کا، ابو الائمہ ہے جو بارہ اماموں کا باپ ہے، آغاز میں کل میں نے کہا تھا کہ مالکِ کائنات قسم کھائے اس منزل پر یٰسین اور قرآن حکیم کی قسم پورے قرآن پاک میں ستاسی مقام پر اُس نے قسمیں کھائیں اور کل میں نے عرض کیا تھا جب انسان قسم کھاتا ہے تو اُس شے کی قسم کھاتا ہے جس سے ڈرتا ہے اُس شے کی قسم کھاتا ہے جو اُس سے بلند و بالا ہوتی ہے، یا اُس شے کی قسم کھاتا ہے جو

عزیز ہوتی ہے، لیکن قسم جس چیز کی بھی کھائے وہ چاہے بلند ہو یا خوف دلا رہی ہو یا عزیز ہو کبھی انسان ناقص چیز کی قسم نہیں کھاتا ہمیشہ کامل چیز کی قسم کھاتا ہے، معبود نے بھی اسی مقام پر کامل چیز کی قسم کھائی ہے اگر آفتاب کا ذکر کیا تو یہ نہیں کہا کہ ڈوبتے ہوئے آفتاب کی قسم اگر چاند کی قسم کھائی تو یہ نہیں کہا ہلال کی قسم، باریک چاند کی قسم، بلکہ مکمل چاند کی قسم، کامل چاند کی قسم، قمر عربی میں کامل چاند کو کہتے ہیں تو کبھی بھی زوال آمادہ شے کی قسم نہیں کھائے گا یہ انداز ہمیں دنیا کے ہر ادب میں نظر آتا ہے جو قرآن سے متاثر ہے، چاہے وہ عربی ہو، فارسی ہو، اُردو ہو، سب میں یہ بات نظر آتی ہے۔

وَالضُّحٰی ○ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی قسم ہے چڑھتے ہوئے دن کی اب غور طلب بات یہ ہے کہ جب چڑھتے ہوئے دن کی قسم کھائی جائے تو اس کے معنی

یہ ہیں کہ جب بلندی سے بات شروع ہوتی ہے آغاز میں تمہید میں سرنامہ میں تو ضرور کوئی اہم بات کا اعلان ہونے والا ہے اب ادب سے مثال دوں، یعنی اگر میر انیسؔ کو حسینؑ کی جنگ لکھنی ہے قیامت کی جنگ لکھنی ہے تو ہمیشہ مرثیے کو بلندی سے شروع کریں گے

جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے

اگر جناب قاسمؑ کی لڑائی دکھانی ہے ازرق پہلوان سے......!

پھولا شفق سے چرخ پہ جب لالہ زارِ صبح

یعنی یہ ایک انداز ہے کہ اگر وہ لے جائے معراج پر تو بات شروع کرے سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ سے کی، قابل تعریف ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو راتوں رات یعنی معبود لائق حمد ہے کہ اپنی زبان سے خود تعریف کرے اور پھر

آغاز چڑھتی ہوئی بات سے ہو، بلندی سے ہو، عظمت سے ہو، یعنی چڑھتے ہوئے دن کی قسم، بات کیا ہے، مثال دی نا، اگر جنگ دکھانی ہے تو میر انیس ہمیشہ صبح کے ذکر سے بات شروع کریں گے اگر معبود آواز دے رہا ہے وَالْفَجْرِ○ وَلَيَالٍ عَشْرٍ قسم ہے صبح کی، صبح نمودار ہو رہی ہے، یعنی میر انیس قرآن سے یہ فکر لے رہے ہیں......!

صبح صادق کا ہوا چرخ پہ جس وقت ظہور
زمزمے کرنے لگے یادِ الٰہی میں طیور

اب آغاز دیکھئے یعنی واقعہ کربلا کا آغاز ہو رہا ہے!

صبح صادق کا ہوا چرخ پہ جس وقت ظہور زمزمے کرنے لگے یادِ الٰہی میں طیور
مثلِ خورشید برآمد ہوئے خیمے سے حضور یک بیک پھیل گیا چار طرف دشت میں نور
شش جہت میں رُخ مولاؐ سے ظہورِ حق تھا
صبح کا ذکر ہے کیا چاند کا چہرہ فق تھا

ٹھنڈی ٹھنڈی وہ ہوائیں وہ بیاباں وہ سحر دم بہ دم جھومتے تھے وجد کے عالم میں شجر
اوس نے فرش زمرد پہ بچھائے تھے گہر لوٹی جاتی تھی لہکتے ہوئے سبزے پہ نظر
دشت سے جھوم کے جب بادِ صبا آتی تھی
صاف غنچوں کے چٹکنے کی صدا آتی تھی

بلبلوں کی وہ صدائیں وہ گلوں کی خوشبو دل کو الجھاتے تھے سنبل کے وہ پُرخم گیسو
قمریاں کہتی تھیں شمشاد پہ یاہو یاہو فاختہ کی یہ صدا سرو پہ تھی کُو کُو کُو
وقت تسبیح کا تھا، عشق کا دم بھرتے تھے
اپنے معبود کی سب حمد و ثنا کرتے تھے

آئے سجادہ طاعت پہ امامِ دو جہاں اُس طرف طبل بجے یاں ہوئی لشکر میں اذاں
وہ مصلیٰ کہ زباں جن کی حدیث وقرآں وہ نمازی کہ جو ایماں کے تنِ پاک کی جاں

زاہد ایسے تھے کہ ممتاز تھے ابراروں میں
عابد ایسے تھے کہ سجدے کئے تلواروں میں

صبح سے ذکر، نماز سے ذکر، عبادت سے ذکر، دن چڑھنے والا ہے، سورج نکلنے والا ہے، میر انیسؔ نے فکر لی قرآن سے، اب آپ نے دیکھا عبادت کا ذکر بات شروع ہوا آفتاب کے ذکر سے، بات کیا ہے کس عبادت کا ذکر معبود کرنا چاہتا ہے چڑھتے ہوئے دن کی قسم **والضُّحٰی** پھیلی ہوئی روشنی کی قسم کون سا دن جب دن چڑھ رہا تھا وہ دن چڑھ رہا تھا اور آفتابِ رسالتؐ غارِ حرا سے اُتر رہا تھا روشنی مکے میں پھیل رہی تھی اُس کے چہرے کے نور سے مکے کی سرزمین منور ہو رہی تھی، قسم کھا رہا تھا معبود چڑھتے ہوئے دن کی قسم نہیں اُترتے ہوئے، پیغمبر کی قسم غارِ حرا سے آتے ہوئے نبیؐ کی قسم کیوں قسم کس بات کی قسم مکہ میں آیا محلہ بنی ہاشم میں آیا ابولہب کا دروازہ سامنے تھا آگے بڑھ گیا چادر زمین پہ خط دیتی جارہی تھی، وہ بڑھتا جارہا تھا، دھوپ بڑھتی جارہی تھی، دن چڑھتا جارہا تھا، حمزہؓ کا دروازہ آیا وہ آگے بڑھ گیا، عبّاس ابن عبدالمطلبؓ کا دروازہ آیا وہ آگے بڑھ گیا ایک بار ابوطالبؑ کے دروازے پر رُک گیا، دروازے پر دستک دی اور دروازے سے آواز آئی، آؤ میرے لعل آؤ، اندر گیا صحن خانہ میں چچا نے بھتیجے کو دیکھا چچا نے کہا بے وقت کیسے آئے میرے لال **وَالضُّحٰی** چڑھتے ہوئے دن کی قسم بیٹا بے وقت کیسے آئے غار حرا سے اچانک آ گئے چڑھتا ہوا دن ہے تم کیسے آئے، عالم یہ تھا جب بھتیجے کو دیکھیں آنکھ سے آنسو رواں ہو

جائیں اور جب کوئی پوچھے ابو طالبؑ بھتیجے کو دیکھ کر رونے کیوں لگ جاتے ہو تو بے اختیار کہتے جب اس پر نظر جاتی ہے میرا بھائی عبداللہؑ یاد آ جاتا ہے، میرا جوان بھائی عبداللہ یاد آتا ہے، چہرے پہ نظر، آنکھ میں آنسو، کیسے آئے بیٹا جواب دیا چچا آج وہ دن آ گیا معبود نے مجھ سے پوچھا ہے کہ بارِ نبوت دوش پر اُٹھا سکو گے، میں نے جواب نہیں دیا چچا آپ کے پاس آیا ہوں آپ کیا کہتے ہیں ایک بار محمدؐ کو غور سے دیکھا، دیکھ کر کہا میرے لعل! میرے لعل! ایک دم لہجہ بدلا اب کیا کہا اے میرے سردار، اے میرے سیّد! دیر کیا ہے آگے بڑھو اعلان کرو اگر ان عربوں نے اپنی آنکھیں اُٹھا کر دیکھا تو چہروں پر آنکھیں نہیں رہیں گی ہاتھ اگر مخالفت میں اُٹھے تو ہاتھ نہیں رہیں گے، زبان اگر مخالفت میں چلی تو گدی سے ابو طالبؑ زبان کھینچ لے گا آگے بڑھو اعلان کرو ہم تمام اِن

عرب والوں کو تمہارے قدموں میں ڈھیر کر ڈال دیں گے، جس طرح ایک گلّے بان شام کو اپنے جانوروں کو پکڑ کر گلّے پر باندھ دیا کرتا ہے آگے بڑھو میرے سیّد و سردار ہمارے نیزے ہماری تلواریں سب تمہارے ساتھ ہیں مکے میں تین محرم کو تقریر کر رہا تھا مجلس پڑھ رہا تھا تیسری محرم تھی اور وہیں چاند دیکھا تھا میں نے محرم کا اور یہی واقعہ پڑھا، دوسرے روز پرچہ آیا وہ جو نبوت کا اِذن ملا کہا نبیؐ نے جو ابو طالبؑ سے پوچھا یہ توہینِ رسولؐ نہیں ہے، سنئیے گا ہمارے نوجوان غور کریں، بات تو سُن لی اُنہوں نے بہت خوبصورت بات ہے، لیکن دل میں کوئی خلش نہ رہ جائے، پرچہ آیا یہ کیسے ہوسکتا ہے جو معبود اپنے حبیبؐ پر وحی نازل کرے، قرآن نازل کرے، مدد کا وعدہ کرے، سب کچھ چھوڑ کر ابو طالبؑ کے پاس آئے میں نبوت لوں یا نہ لوں اعلان کروں یا نہ کروں یہ تو بعد کی بات

ہے جو میں جواب دوں لیکن اس وقت تو یہ سوال ہے کہ اگر ابو طالبؑ انکار کر دیتے تو کیا ہوتا کہہ دیتے نہیں حالات ساز گار نہیں ہیں بیٹا پورا عرب دشمن ہو جائے گا کیا کرنے جا رہے ہو میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا پھر کیا ہوتا، سوچتے رہیۓ اور مسلمان بھی سوچیں پھر کیا ہوتا اب اس پر آیئے دیکھیں نبوت کے دو جنبے ہیں، ایک روحانیت ہے اور ایک مادیت ہے، جسمِ خاکی بھی ہے نور بھی ہے، آپ کا جیسا انسان آنکھ ناک کان پیر، قرآن نے کہا تمہارے جیسا تم اس جیسے نہیں یہ تمہارے جیسا تم نور نہیں یہ نور تو اس کو نبوت پیش کرنی ہے اُس میں مادیّت شامل ہے، آپ کہیں گے مادیت کہاں ہے یہ بدر کی لڑائی کیوں ہوئی اُحد کی لڑائی کیوں ہوئی تلواریں کیوں نکلیں یہ خندق کی لڑائی کیوں ہوئی، خیبر کی لڑائی کیوں ہوئی، کیا بغیر تلوار کے اسلام نہیں پھیل سکتا تھا، خدا اگر چاہتا تو نہ جنگ ہوتی نہ کفار مارے جاتے نہ یہودی مارے جاتے، نہ اتنا خون بہتا اللہ ملائکہ کو بھیج دیتا، ملک آتے سر پہ کھڑے ہوتے کہتے کلمہ پڑھو، ملک آتے سب کے کان پکڑواتے کہتے کلمہ پڑھو ورنہ روح قبض کر لی جائے گی، اللہ کے لئے کیا مشکل ہے پوری کائنات کو مسلمان بنا دیتا اُس کے لئے کیا مشکل ہے اس کا نبیؐ ہے اُس کی دنیا ہے اس کی کائنات ہے وہ ربّ العالمین ہے، وہ عالمین کا رب ہے وہی پالتا ہے وہی کھانے کو دیتا ہے، وہی سب کچھ کرتا ہے وہی آفتاب نکالتا ہے، وہی مہتاب نکالتا ہے، اُس کے حکم کے بغیر پتا اپنی جگہ سے نہیں ہلتا، وہ اگر چاہے تو سارے مکے کو مسلمان کر دے پوری دنیا کو مسلمان کر دے، حبیبؐ تم کرو مادی قوتوں سے کرو پتھر کھاؤ دین پھیلاؤ، پتھر کھاؤ کلمہ پڑھواؤ، اب یہ نہیں ہوگا کہ پتھر آ رہے ہوں اور ہم پتھروں کا رُخ موڑ دیں نبیؐ کو پتھر نہ

لگے، اُس کے لئے کیا مشکل ہے، کر نہیں سکتا وہ یہ اپنے حبیبؐ کو بچا لیتا وہ زخمی نہ ہو، وہ چھپ کر نمازیں نہ پڑھے، وہ حالتِ خوف میں حج نہ کرے، یہ انتظار کیوں ہے کہ کوئی خانہ کعبہ میں آئے تب اعلان نبوت ہو آخر یہ چالیس سال کی عمر ہی میں کیوں، پہلے کیوں نہ ہو اور وہ بھی آنے والا تیرہ سال کا ہو جائے تب اعلان ہو کیوں آخر مادیت کی کیا ضرورت ہے طاقت کی کیا ضرورت ہے طاقت تو اللہ کے پاس ہے نہیں دنیا یہ نہ کہے کہ طاقت سے اسلام پھیلایا کہ ہمیں کچھ نظر نہ آیا ابھی واضح نہیں ہوئی بات کربلا میں امام حسینؑ کے پاس زعفر جن کا لشکر آیا کہ میں مدد کروں ملائکہ آئے کہ ہم مدد کریں کیا جواب دیا کہا تم انہیں دیکھ سکو گے یہ تمہیں نہیں دیکھ سکیں گے ہم دھوکے سے اُمت کو مارنا نہیں چاہتے ہم خود لڑیں گے نہ ملک نہ جن امام دونوں کے ہیں جنوں کے بھی امام اور ملک کے بھی امام ہیں چاہیں تو یلغار کروا دیں، امام حسینؑ نے کربلا میں اپنی روحانی طاقت استعمال نہیں کی، امام حسینؑ کے نانا رسولؐ خدا نے بھی مادّی قوت کا مظاہر کیا، ہمیں تو قوت بازو چاہئے جو کہ شانہ بشانہ ہمارے ساتھ مل کر لڑے تو قوت بازو تو ابھی تیرہ برس کا ہے کون ہے کس سے کہیں کہ اعلان کرنے جا رہے ہیں کون ہے جو سپر بن کے سامنے آجائے مکے میں ایک ہی تو تھا جس سے بار بار پوچھتے تھے چچا بتائیں کیا کروں تو یہ جو الفاظ نکلتے ہیں تو اللہ نے نبی کو اِذن دیا ہے کہ اپنے چچا سے جا کر پوچھو اپنی طرف سے نہیں اب آیت آئی، وَالضُّحٰی ○ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی جب تک بات سمجھا نہیں لوں گا، آگے کی آیت نہیں پڑھوں گا، وَالضُّحٰی چڑھتے ہوئے دن کی قسم جاؤ چڑھتے ہوئے دن میں پوچھو جب تم گئے دن چڑھا ہوا تھا اور تم نے پوچھا راتوں کی قسم کون سی راتیں کیا بھول گئے

اُس کے پاس جاؤ بھئی یہ شعب ابی طالبؑ کی راتیں ہیں جب تم کو ہٹا کر وہ اپنے بیٹوں کو باری باری تمہارے بستر پر لٹاتا ہے، اُن راتوں کی قسم چڑھتا ہوا دن اور راتیں ساتھ رہیں چڑھتے ہوئے دن اور راتیں یہ دونوں اُس کے لئے تو بات اُسی کی ہو رہی ہے، جاؤ اُس سے پوچھو تو اب میں جملہ کہوں کیا ضرورت تھی ابو طالبؑ بیٹوں کو لٹا کر بھتیجے کو بچائیں ارے جبریلؑ کو بھیج دو بستر پر لیٹ جائیں، نبیؐ بچ جائے گا لیکن نہیں بھئی شب ہجرت کیا ہوا جبریلؑ آئے کہنے کے لئے آپ نکل جایئے چلے جایئے خطرہ ہے آپ کی جان کو کیا کروں علیؑ کو بستر پر سلا دیجئے تو ہاتھ باندھ کر جبریلؑ سے کہئے تیئس سال کا ابو طالبؑ کا بیٹا ہے، ابھی تو شادی بھی نہیں ہوئی، مار دیا گیا تو کیا ہوگا تم اے جبریلؑ خود کیوں نہیں لیٹ جاتے چادر اوڑھ کے پوری رات لیٹنا ہے تو لیٹ جاؤ کہئے ذرا جبریلؑ سے دیکھئے پھر کیا حشر ہوتا ہے بگڑ کر کہیں گے خبردار ہم سے ایسی بات نہ کرنا کیا چاہتے ہو نبیؐ کی جگہ میں آ جاؤں (صلوٰۃ) آدمؑ کی خلقت سے چوبیس ہزار برس پہلے جبریلؑ تم پیدا ہوئے اتنی لمبی عمر ہوگئی، بستر، رسولؐ پر لیٹ جاتے قربان ہو جاتے، کب تک جیو گے، کب تک زندہ رہو گے لیٹ جاؤ، کہا کیسے رسولؐ اللہ کی جگہ پر لیٹ جاؤں کیا معراج بھول گئے میں گیا تھا معراج پہ ساتھ ساتھ لیکن عالم نور میں آگے نہ بڑھ سکا اس لئے کہ جل جاؤں اگر نبیؐ کی جگہ چلا جاؤں تو اگر ملک بھی نبی کی جگہ جاتا ہے تو جل جاتا ہے تو کون جائے اُس جگہ وہ جائے لیٹے دنیا دیکھے روحانیت بھی کام آ سکتی تھی ایک جنبہ روحانیت کا نکل کر جائے کسی کو نظر بھی نہ آئے ایک طرف یہ کہ مجھے دیکھ نہ سکیں اور ایک طرف یہ کہ لیٹیں تو لوگ سمجھیں کہ نبیؐ لیٹا ہے یہ قدرت کے کمالات ہیں یعنی وہ یہ چاہتا ہے کہ نبیؐ

نظر نہ آئیں اور ایک طرف چاہتا ہے نبی محلیؐ کے روپ میں نظر آئیں بڑی شجاعت کے ساتھ چادر اوڑھ کر علیؑ بسترِ نبیؐ پر لیٹ گئے ظاہر ہے باپ کی ڈالی ہوئی عادت دس سال سے اس بستر پر سو رہے ہیں علیؑ لیٹے تو نیند آ گئی اور جب کسی نے برسوں کے بعد پوچھا کہا جیسی نیند شب ہجرت آئی علیؑ زندگی میں کبھی نہیں سویا حالانکہ نیند اپنے بس میں نہیں ہے کہ لیٹے اور سو گئے بستر ایسا تھا کہ لیٹتے ہی نیند آ گئی سو گئے راتوں کو جاگنے والے کو بستر مل گیا، بچپن کا بستر مل گیا اور اب جو سویا تو بڑے چین سے سویا رات اندھیری وہ گھر بھی میں نے دیکھا مکے میں جا کر اور اندازہ بھی لگایا کہ کافر کہاں کھڑے ہونگے نظر بھی آ رہا تھا جھانک کر بھی دیکھ رہے تھے، کنکریاں بھی پھینک رہے تھے، ارے وہ تو بے خبر سو رہا تھا اور اُس کے تصور میں پتہ نہیں کون سے اعلیٰ علییّن کے مقامات ہوں گے، سو رہا تھا، کہاں ہوگا، پھر اُدھر آسمان سے ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے، عجیب سماں تھا، وہ سو رہا تھا اور کافر مکان کے چاروں طرف چکر لگا رہے تھے تو کیوں نہ کہوں امام سو رہا تھا اور کفر صدقے ہو رہا تھا، اگلا جملہ سننے کو تیار ہو جائیں کفر صدقے ہو رہا تھا کُلِ ایمان سو رہا تھا قدرت نے چاہا کُلِ ایمان سو رہا ہے تو کُلِ ایمان کے باپ کو ایسا صلہ دے دیں کہ یہاں کفر صدقے ہو اور وہاں باپ کے صدقے کفر و ایمان سب ہو۔ عجیب سا جملہ کہہ رہا ہوں اور ذرا سا اختلاف پیدا ہو جائے گا، بحث شروع ہو جائے گی، مگر میں حوالہ دے دوں گا اور اس میں نیت کے ساتھ اور اس حوالے کے ساتھ میں نے اُس مقام پر نماز پڑھی، خانہ کعبہ کا جب آپ طواف کریں تو جب آپ رُکنِ شامی کی طرف آئیں یعنی رُکن یمانی سے حجرِ اسود کی طرف تو دروازہ آ جائے گا، خانۂ کعبہ کا پھر رُکن عراقی آئے

گا، جیسے ہی رُکنِ عراقی آئے گا ایک دائرے کی شکل میں سنگِ مرمر کی دیوار ہے
اسے حطیم کہتے ہیں اُسی طرف کعبے کا پرنالا (میزاب) بھی ہے اور اُس کے نیچے
کھڑے ہو کر دعا مانگی جاتی ہے حطیم ہر عہد میں خانہ کعبہ کا حصہ رہا، حالانکہ چار
دیواری الگ ہے، لیکن وہ حصہ خانہ کعبہ کا حصہ کہلاتا ہے اور طواف میں شامل
ہے، یعنی حطیم کو بھی طواف میں لینا پڑتا ہے اور حطیم کی طرف آتے ہیں تو کاندھا
سیدھا خانہ کعبہ کی طرف رکھنا پڑتا ہے، نماز پڑھنے والوں کا وہاں بڑا مجمع ہوتا
ہے اور تمام مورّخین نے لکھا کہ خانہ کعبہ سے ملی ہوئی دیوار کے ساتھ جو قبر ہے
حطیم میں وہ جناب ہاجرہؑ کی ہے اور اُس سے ملی ہوئی قبر جناب اسماعیلؑ کی ہے
اور اُس کے آس پاس اسماعیلؑ کی بیٹیوں کی قبریں ہیں اور سب سے آخر میں،
جو قبر ہے وہ ابوطالب کی قبر ہے کچھ سوچ کر رسولؐ اللہ نے چچا کو دفن کیا اسماعیل

ؑ کے پہلو میں وہاں شبِ ہجرت کفر صدقے ہو یہاں قیامت تک مسلمان
ابوطالبؑ کا طواف کریں ایسا کفر تو ہو میرا اسلام ہو ابو طالبؑ پر، دو رکعت نماز
پڑھو، میں نے بھی پہلے بی بی ہاجرہؑ کی دو رکعت نماز پڑھی دو رکعت نماز جناب
اسماعیلؑ کی نذر پڑھی اور پھر ابوطالبؑ کی نذر پڑھی اُسی حطیم میں کھڑے ہو کر کیا
کہنا ایسی منزلت، ایسی منزلت تو میں یہ کیوں نہ کہوں کہ یہ گھر باپ اور بیٹے سے
ایسے منسوب کہ بیٹا کعبے میں پیدا ہوا اور باپ کعبے میں آرام کرے تو کیا
ابوطالبؑ کی عظمت جانو تم تو اس بحث میں الجھے ہوئے ہو کہ ابوطالبؑ صاحبِ
ایمان تھے یا نہیں تھے، تم اس بحث میں پڑے ہو کہ علیؑ خانہ کعبہ میں کیوں پیدا
ہو گئے، ہاں اگر پیدا کرنا تھا تو نبیؐ کو کیوں نہ پیدا کیا، ہمیں یہ بھی منظور کہ نبیؐ
کیوں نہ پیدا ہوا، الزام ہم پہ کیوں لگاتے ہو، یہ تو اُس نے چاہا کہ فاطمہ بنت اسدؑ

کا لعل پیدا ہو یہ تو اُس سے پوچھو اُسے معلوم ہے کہ میرا حبیبؐ معجزے دکھائے گا میرا حبیبؐ ماہتاب کے دو ٹکڑے کرے گا اور آفتاب کو پلٹ دے گا لیکن دنیا کا کوئی انسان میرے حبیب کو خدا نہیں کہے گا اُسے معلوم ہے کہ انسانوں میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو علیؑ کو خدا کہیں گے گھر میں پیدا کر کے بتایا کہ دیکھو جب خدا کہنا پلٹ کر اس گھر کو دیکھنا کہ پیدا ہوا ہے خالق نہیں مخلوق ہے، ولادت کو یادگار بنایا تاکہ خالق نہ کہو اب عظمت سمجھ میں آئی اگر خانہ کعبہ میں پیدا نہ ہوتے تو پوری دنیا خدا مانے ہوئے تھی دنیا یہ سمجھتی ہے کہ ہم خانہ کعبہ میں ولادت سے یہ ثابت کریں کہ خدا کا بیٹا ہے یا خدا ہے حالانکہ ولادت سے مخلوق ثابت ہوتا ہے، بھئی اس پیدائش سے خدا کی وحدانیت بچ رہی ہے، وہ خالق ہے بے مثل، یہ مخلوق ہے بے مثل پیدا ہوئے ہیں، اس گھر میں پیدا ہوئے ہیں

بات کہاں سے چلی وہ سو رہا تھا اور کفر صدقے ہو رہا تھا، اور جب صبح ہوئی کُفار کود کود کر اندر گئے چہروں پر عماموں کے ڈھاٹے باندھے ہوئے ایک بار علیؑ نے صبح کی سرگوشیاں پا کر نماز کے لئے چادر کو پلٹا چادر جونہی پلٹی دیکھا ابو جہل، ابوالبختری سامنے موجود ہیں اور چاروں طرف برہنہ تلواریں چمک رہی ہیں پہلا سوال ارے یہ تو ابو طالبؑ کا بیٹا ہے محمدؐ کہاں ہیں، جملہ سُنا ہوا ہے، علیؑ نے کہا کیا میرے حوالے کیا تھا، میں کیا جانوں کہاں ہیں جا کے ڈھونڈ لو سامنے ابو جہل سے محو گفتگو ہیں علیؑ اور پیچھے سے شور ہوا تلوار چلی پشت سے ابھی تیئس سال کے علیؑ ہیں ابھی تک تلوار نہیں اُٹھائی ادھر سامنے سے علیؑ بات کر رہے تھے اور علیؑ کا اُلٹا ہاتھ پشت کی طرف چلا کافر گرا اور تین گھنٹے بیہوش رہا، علیؑ بات کر رہے ہیں دیکھ ابو جہل ابو طالبؑ کا بیٹا اتنا سخی ہے کہ دنیا کے تمام بخیلوں میں اگر

علیؑ کی سخاوت بانٹ دی جائے تو وہ تمام بخیل سخی ہو جائیں اور ابو طالبؑ کا بیٹا اتنا شجاع ہے کہ اگر دنیا کے تمام بزدلوں میں علیؑ کی شجاعت بانٹ دی جائے تو تمام بزدل شجاع ہو جائیں اور ابو طالبؑ کا بیٹا اگر اپنا علم دنیا کے تمام جاہلوں میں بانٹ دے تو دنیا کے تمام جاہل عالم ہو جائیں، سن ابو جہل ابو طالبؑ کا بیٹا علیؑ اتنا عبادت گزار ہے کہ اگر علیؑ کی عبادت کو دنیا کے تمام عبادت کرنے والوں میں بانٹ دیا جائے تو دنیا کے تمام عبادت کرنے والے عبادت گزار بن جائیں، سن میرے مقابل نہ آنا یاد رکھنا تلوار اب تک نہیں نکالی کیوں اس لئے کہ روکنے والا موجود تھا آج اگر ابو طالبؑ کے بیٹے کو جلال آ گیا تو کوئی مکے میں روکنے والا نہیں ہے، یہ رات اور یہ صبح وَالضُّحٰی ۝ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی اور رات وہ رات کہ جب چھپ کر گیا حرم میں جب آپ نکلیں باب عبدالعزیز سے تو سامنے

ترکیوں کا ایک بڑا قلعہ ہے وہ بند کر دیا گیا اُس پہاڑی کے پیچھے اگر نکلتے چلے جائیں کچھ دور تک گلیوں گلیوں میں تو ایک محلہ آتا ہے مسفلہ اُس محلے میں ایک مکان ہے لوگوں نے وہ مکان دیکھا ہوگا لوگ دیکھنے جاتے ہیں اُس شاہراہ کا نام ہی اُن کے نام پر ہے جن کا مکان ہے محلے کا نام نہیں بدلا مسفلہ یعنی اسفل کمینے لوگوں کے رہنے کی جگہ قدرت چاہتی ہے کہ محلے کا نام بھی نہ بدلے اور مکان بھی رہے وہاں سے رات کو چلا کوئی باہر نہ نکلے کوئی اُس محلے سے آئے اُس گھر تک جہاں سے نکلنا ہے منع کیا تھا لیکن اگر آپ آ گئے، چالیس کافر تو دیکھ نہ پائے ان سے بھی چھپا لو خود کو، اب قدرت چاہتی ہے کہ ان پر ظاہر کر دو اور ساتھ لے لو کیوں ساتھ لے لو اس لئے کہ جس پر اعتماد ہوتا ہے اُسے دشمنوں میں چھوڑا جاتا ہے، جس سے خطرہ ہوتا ہے، اُسے ساتھ رکھا جاتا ہے،

معاملہ نہ بگڑ جائے چلو مکے کا سب سے اونچا پہاڑ غارِ ثور، ثور اس لئے کہتے ہیں اُس کی شکل بیل کے سینگوں کی طرح ہے بہت اونچا پہاڑ ہے چڑھنا مشکل ہوتا ہے اور وہ چھوٹا سا غار ہے اور غار کیا ہے لیٹ کر آدمی جائے، یعنی آپ کھڑے ہو کر نہیں جاسکتے، تاریخ نے لکھا کاندھے پر بٹھا کر مع ان کے گئے حالانکہ لیٹ کے جاسکتے تھے یا تو غار کا دروازہ بڑا ہو گیا یا وہ خود اتنے چھوٹے سے ہو گئے، تاریخ پڑھیں پہنچے اور یہاں علیؑ کی گفتگو کہ جاؤ ڈھونڈو رات گزری صبح آئی اب جو غارِ ثور پر پہنچے تو کیا دیکھا مکڑی نے جالا بنایا اور جلدی سے کبوتری نے انڈے دے دیئے ایک درخت جھاڑی اُگ آئی ان تینوں چیزوں کی کیا ضرورت تھی قدرت نے بتایا کبھی کبھی تین پردوں میں عصمت کو چھپایا جاتا ہے، ہم نے آج اپنے محبوب کو تہرے پردے میں چھپایا کبھی کبھی اس کی بھی ضرورت ہوتی

ہے اور پردے بھی کیسے باریک پردے ہیں، قدرت جس طرح چاہے اپنے حبیبؐ کو غار میں چھپا دے جو اپنی ہدایت کو تین دن تک غار میں چھپا سکتا ہے تو وہ قیامت تک اپنی ہدایت کو چھپا سکتا ہے، اُس کے لئے مشکل نہیں ہے، پردے پڑے ہوئے ہیں یہی وجہ تھی کہ اُس نے کبھی سورہ نمل اور کبھی سورہ نحل کا ذکر کیا کبھی سورہ عنکبوت قرآن میں رکھ دیا اور انسان کے لئے کہہ دیا سرکش ہے، اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ (سورہ عادیات آیت ۶) حشرات الارض وفادار اور انسان کبھی کبھی اتنا سرکش کہ معرفتِ امام اور نبی نہیں رکھتا اور یہ حقیر کیڑا جالے کو لگا کر اپنی معرفت کا اظہار کرے تو انسان اپنی حقیقت کو پہچانے اب اُس غار میں رات گزری اور اُس کا کیا عالم جو اکیلے چالیس تلواروں کے سائے میں سو رہا ہے تو کچھ بتایا جائے کوئی انعام ہو تو ہمارا موضوع کیا ہے محسنینِ اسلام قرآن

میں ستائیس مقام پر لفظِ محسنین اسلام استعمال ہوا، آیتوں کا ذکر آئے گا بعد میں، اس وقت ایک آیت سورہ بقرہ کی، اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور جب حج کا زمانہ آجائے تو حج کرو اور عمرہ کرو اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے جب حج وعمرہ کر چکو تو عرفات جاؤ عرفات سے مشعر الحرام جاؤ مزدلفہ سے منیٰ جا کر قربانی دو اور جب تک قربانی نہ دے لو تو سر نہ منڈاؤ، اور اگر سر منڈانا چاہو تو روزے رکھ لو اور اُس کے بعد پورے اعمال بیان کئے جہاں پر اعمال حج ختم ہوئے وہیں پر آیت رکھی وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ (سورہ البقرہ، آیت نمبر ۲۰۷)

مردانِ خدا میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنے نفس کو بیچ کر اللہ کی مرضیوں کو خرید لیتے ہیں۔ غور کر رہے ہیں نا آپ، وہاں احسان کرنے والوں کا ذکر چھ اعمال حج اور اس کے بعد یہ آیت کہ مردانِ خدا میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنے نفس کو بیچتے ہیں اور اللہ کی مرضیاں خرید تے ہیں۔ اللہ ایسے ہی لوگوں پر مہربان ہے وہاں احسان کرنے والے سے دوستی یہاں نفس بیچنے والے پر ساری مرضیاں قربان تو عمل حج میں ایک آیت محسنین کی اور ادھر بھی آیت نفس بیچنے والوں کی آخر حج سے یہ اِن محسنین کا کیا تعلق ہے جو نفس بیچ رہے ہیں اور اللہ کی مرضیاں خرید رہے ہیں کیا بتانا چاہتا ہے پروردگار بتانا یہ چاہتا ہے کہ دیکھو حج ابراہیمؑ کی یادگار ہے قیامت تک حج کرو گے لیکن حج کے مقصد کو پا نہ سکو گے آج تک کوئی فقیہ یہ ثابت نہ کر سکا کہ حج کیوں ہوتا ہے، بڑی عجیب بات کہہ رہا ہوں نماز کا مقصد ثابت، روزے کا مقصد ثابت، زکوٰۃ اور خمس کا مقصد ثابت حج کا مقصد

ثابت نہیں ہے کسی نے ثابت نہیں کیا کہ حج کیوں ہوتا ہے بس ابراہیمؑ کی یادگار ہے جو تمہیں کرنا ہے سعی کرنی ہے طواف کرنا ہے قربانی دینی ہے نہیں، اس آیت نے بتایا کہ حج کا مقصد کیا ہے، ادھر محسنین کی آیت نے حج کا مقصد بتایا، آیت آخر کہاں اتری وہ سو رہا تھا بستر پر آواز دی کہ جاؤ جبریلؑ کہہ دو کہ وہ سو جائے وہ بستر پر سو گیا لیکن سونے سے پہلے حبیبؐ خدا نے کیا کیا، کہا اپنا لباس مجھے دو اور میرا لباس تم لو گویا خود علیؑ بن گئے اُس کو نبیؐ بنا دیا اُسے مجسم نبیؐ بنا دیا، اُسے مجسم نبیؐ بنایا حد ہے کہ عمامہ اور نعلین بستر کے پاس رکھ دیں اور سبز چادر اوڑھ کر وہ سو گیا تا کہ نبیؐ معلوم ہو اور اُدھر غار میں جب نبیؐ پہنچا علیؑ بن کر تو اللہ نے جبریلؑ اور میکائیلؑ کو آواز دی جاؤ جلدی سے جاؤ، دیکھئے مَلک نبیؐ پر آتا ہے جبریلؑ تم کہاں جاؤ گے، نبی کے گھر جاؤ گے یا غار میں جاؤ گے کہا جب تک میں نہ جاؤں گا شبیہ رسولؐ مکمل نہ ہوگی، ملک آئے میکائیل پیر کی جانب کھڑے ہو گئے، جبریلؑ سرہانے کی جانب کھڑے ہو گئے، اک بار ایک ملک نے آواز دی

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ (سورۂ البقرہ، آیت ۲۰۷) آیت اتری مَلک نے آیت پڑھی اور دوسرے مَلک نے کیا کہا **بخ بخ من مِثلُكَ یا بن ابی طالب**، خدا کی قسم ابو طالبؑ کے بیٹے کی کوئی مثال نہیں، مبارک ہو مبارک ہو اے ابو طالبؑ کے بیٹے مبارک ہو پلٹ کر ذرا ملک سے پوچھئے کہ جب کل آیت لائے تھے کہ خدا کی مثال کوئی نہیں آج کہہ رہے ہو اس کی کوئی مثال نہیں شرک کر رہے ہو بھئی بڑی عجیب منزل آ گئی ہے، میں کہاں سے کہاں آپ کو لے آیا، جبریلؑ نے کہا میں اور شرک، کل آیت لایا تھا کہ اس کی کوئی مثال نہیں **لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ**

(سورۂ شوریٰ آیت ۱۱) جبریلؑ نے کہا آپ غور نہیں کرتے میں نے کہا ابوطالبؑ کے بیٹے تیری کوئی مثال نہیں یعنی بیٹا ہے وہ خالقِ بے مثال اور یہ مخلوقِ بے مثال اگر یہ کہتے کہ علیؑ تیری مثال کوئی نہیں تو شرک ہو جاتا ابوطالبؑ کے بیٹے تیری کوئی مثال نہیں یعنی جملے میں فرق ہو گیا اگر نامِ ابوطالبؑ نہ آتا تو جبریل مشرک ہو جاتے، گویا ابوطالبؑ کا نام وہ ہے جو مَلک کو شرک سے بچاتا ہے، اگر ابوطالبؑ کا نام مَلک کی زبان پر آ جائے تو خدا اُسے شرک سے بچا لیتا ہے، تم کہو کہ کافر، ملک سے شرک نہیں ہو سکتا، اگر نامِ ابوطالبؑ ملک کی زبان پر آ جائے، یہ ہجرت کا پہلا سال اور وہ نو ہجری کسی کو سورہ برأت لے کر بھیج دیا۔ آدھے راستے سے واپس بلا لیا مقصد کیا ہے چاہتے کیا ہو بھیجا کیوں تھا جب واپس بلانا تھا، کردار وہی ہو جو شب ہجرت ہے، کیا چاہتی ہے قدرت واپس بلا لیا رونے لگے عمل بھی برابر وہاں بھی روئے یہاں بھی روئے، بڑے عجیب جملے ہیں، وہاں بھی روئے، یہاں بھی روئے، وہاں بھی ایک رجُل بستر پر یہاں بھی ایک رجُل، آ دَ لے جاؤ کیوں لے جاؤ، لے جانے دیجئے، حسرت تو دل کی نکل جائے سرداری تو مل جائے سورہ برأت کی چند آیتیں ہی تو سنانی ہیں لیکن کیا کہنا ابوطالبؑ کے بیٹے کا، گیا وہ سورۂ برأت لے کر ذوالفقار پر ہاتھ رکھا اور بپھرے ہوئے کافروں کے بیچ آیتیں پڑھنا شروع کیں کہ کوئی کافر اور مشرک آج سے حرم میں نہیں آئے گا وہ اعلان کر رہا تھا اور کافروں کے منہ سے جھاگ نکل رہا تھا اگر بس چلے تو ابوطالبؑ کے بیٹے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں یہ آخر کیوں گیا، علیؑ ہی کو کیوں بھیجا کہ آج اعلان کرنا ہے کہ مشرک اور کافر آج سے حرم میں نہ آئیں، مشرک برہنہ طواف کعبے کا نہ کرے، اگر ان کو بھیجتے یہ اعلان کرتے تو کافر

پلٹ کر کہتے کہ کل تک تو تم خود برہنہ کعبے کا طواف کرتے تھے آج کیا سورہ برأت لے کر آ گئے ہو تو کافروں نے پلٹ کر ئیں کہا کہ اے علیؑ تمہارا باپ بھی تو مشرک تھا اور وہ جن پر مسلمانوں کو بڑا ناز ہے کہ کہیں ان کا بھی نام آ جائے یزید کے ابا اُن پر بڑا ناز ہے مسلمانو تمہارے چوتھے خلیفہ حضرت علیؑ نے خط لکھا تم نے ہم سے اس طرح بات کی تمہارا اور ہمارا کیا مقابلہ تم کافر کے بیٹے ہو ابوسفیان ایمان لا چکا، جواب یہ تھا کہ وہ پلٹ کے کہتے کہ تم بھی تو کافر کے بیٹے ہو۔ خط آیا مگر نہ لکھ سکے، مسلمانو! ارے معاویہ بھی ایمانِ ابوطالبؑ کا قائل تھا۔

عبدالوہاب نجدی بھی قائل ہے ایمانِ ابوطالبؑ کا، اس عظیم مجاہد کے ایمان کا، اگر چچا کے ساتھ دادا کی پرورش کو بھی ملا لیا جائے تو بیالیس سال ابوطالبؑ نے نبیؐ کی سرپرستی کی اب آئی آیت وَالضُّحٰی ۝ وَالَّيۡلِ اِذَا سَجٰى ہمیں اعلان کرنا ہے، تاریخ الگ گئی، حدیث الگ گئی، دعوے الگ گئے اور پھر قرآن نے کہا اَلَمۡ يَجِدۡكَ يَتِيۡمًا فَاٰوٰى اے نبیؐ تم بے سہارا تھے ہم نے تمہیں سرپرست دیا بیالیس سال ابوطالبؑ نے محمدؐ کی سرپرستی کی ہے، یہ ہے ایمانِ ابوطالبؑ کا اعلان، یہ عظمتِ ابوطالبؑ کا اعلان، یہ ولایتِ ابوطالبؑ کا اعلان، پرورش کی ابوطالبؑ نے معبود نے کہا ہم نے پالا یا یہ خدا ہے جو کہہ رہا ہے ہم نے پالا یعنی خدا بتانا یہ چاہ رہا ہے کہ معصوم کا عمل صرف ہمارا عمل ہے، ہم صرف معصوم کے عمل کو اپنایا کرتے ہیں، یہ مٹی تم نے نہیں پھینکی ہم نے پھینکی، وَمَا رَمَيۡتَ اِذۡ رَمَيۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (سورۂ انفال آیت ۱۷) ابوطالبؑ تم نے نہیں پالا ہم نے پالا، تمہارا عمل ہمارا عمل اَلَمۡ يَجِدۡكَ يَتِيۡمًا فَاٰوٰى چڑھتے ہوئے دن کی قسم جب تم نے وعدہ کیا ہم نبوت کی حفاظت کریں گے اور جن

راتوں میں تم نے حفاظت کی اور اس طرح حفاظت کی اَلَمۡ یَجِدۡكَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی ہم خراجِ عقیدت پیش کریں گے، ارے وہ خدا عادل ہے ایسا عادل کہ ایک چچا کافر ہو تو اُس کے کفر کا اعلان کرے اور دوسرے کے ایمان کا اعلان نہ کرے وہ عادل ہے وہاں کفر کا اعلان کیا یہاں عدل کے ساتھ ایمان کا اعلان کیا ابھی قسمیں آئیں گی وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی انہوں نے کہا ٹھیک ہے آغاز زندگی بہت اچھا تھا حفاظت کی بھتیجے کے ناز اُٹھائے مرتے مرتے کلمہ نہیں پڑھا بس ایک بات کلمہ نہیں پڑھا تو پہلے یہ طے ہو جائے کہ بھئی جنہوں نے کلمہ پڑھا انہوں نے کیا کیا بتاؤ تاریخ سے بدر و اُحد میں بھاگے یا نہیں بھاگے بتاؤ کلمہ پڑھنے والوں نے نبوت میں شک کیا یا نہیں صلح حدیبیہ میں، بتاؤ کلمہ پڑھنے والوں نے جنگ خندق میں کہا یا نہیں کہ آج اللہ اور رسولؐ دونوں نے دھوکا دیا

وَاِذۡ یَقُوۡلُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَالَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗۤ اِلَّا غُرُوۡرًا (سورۂ احزاب آیت ۱۲) یہ ہے قرآن سورہ احزاب تو کیا پیمانہ ہے کلمہ پڑھ لینا کیا کریڈٹ (Credit) ہے کلمہ پڑھنے کا، آج کتنے کلمہ پڑھنے والے ہیں اور کلمہ پڑھنے والوں کو قتل کر رہے ہیں اور یہ کیا بحث ہے کہ کلمہ پڑھا یا کلمہ نہیں پڑھا یہ دیکھو جب دعوت نامہ دیا کہ آؤ پیغام سنانا ہے تو پھر تاریخ سے پوچھو کہ دعوت نامہ ابو طالبؑ کے پاس گیا تھا خدیجہؑ کے پاس گیا تھا علیؑ کے پاس گیا تھا بی بی فاطمہؑ کے پاس گیا تھا ناصر صاحب بیٹے کی شادی کریں اور کارڈ بانٹنے نکلیں تو آپ کہیں کیا اپنی بیوی کو کارڈ دے دیا اپنے بیٹے کو کارڈ دے دیا اپنے والد کو کارڈ دے دیا اپنے چچا کو کارڈ دے دیا ارے گھر والوں کو کارڈ کہاں بٹتے ہیں، جنہوں نے کلمہ نہیں پڑھا وہ آئیں اور بحث کھلوانا

ہے تو ہم آپ سے پوچھتے ہیں تمام مسلمان کتنی رسمیں کرتے ہیں، اپنے بچے کے لئے عقیقہ ہوتا ہے، ختنہ ہوتا ہے بسم اللہ ہوتی ہے بچپن کی تین ہی تو رسمیں ہیں تو شرع میں تین باتیں ہوتی ہیں بچے کے لئے جو اہم ترین رسم ہے وہ نہیں ہوتی سب سے اہم ترین رسم کارڈ بٹے ہیں صاحب آج ہمارا بیٹا کلمہ پڑھے گا یہ کیوں نہیں ہوتا کیسے پتہ چلے کہ آپ کے بیٹے نے کلمہ پڑھ لیا، آپ کہیں گے کیا بات بے وقوفی کی کرتے ہو ارے ہم مسلمان ہمارا بیٹا مسلمان تو اب تلاش کرو محمدؐ نے کلمہ کب پڑھا تو ابو طالبؑ کہیں کہ محمدؐ ہے میرا بیٹا کلمہ گو کا بیٹا اُس کو کلمہ پڑھوانے کی کیا ضرورت ہے وہ کلمہ پڑھے پڑھائے آئے تھے عظمت نہیں سمجھی، اُس کی ولایت کو نہیں سمجھا نہ اُس کی عصمت کو سمجھا اُس کی روحانیت کو نہیں سمجھا اسے پہچانا کس نے تاریخ پہچانے گی حدیث پہچانے گی یہ مورخین پہچانیں گے جن کے ایمان کا خود پتہ نہیں بخاری، مسلم، ترمذی، ماجہ پہلے ان کا ایمان تو ثابت کرو کہ یہ صاحبان ایمان تھے یا نہیں آج جدید تحقیق یہ کہہ رہی ہے کہ کوئی روس کا جاسوس تھا، کوئی مصر کا جاسوس تھا تو ابھی تک رجال میں یہی بحث ہے کہ کون سچا راوی کون جھوٹا راوی تو اب ایمان ابوطالبؑ پر فیصلہ کون کرے گا کیسے حق ہے کسی گنہگار انسان کو کہ ایمان ابو طالبؑ پر فیصلہ کرے، کون کرے گا فیصلہ، انہوں نے کہا اجماع ہے سارے مؤرخ کہتے ہیں کلمہ نہیں پڑھا کل کا جملہ آپ کو یاد ہے، شیخ نجد کے کہنے پر نبیؐ کے قتل پر اجماع ہوا کہ ہر قبیلے کا آدمی آئے تو شیخ نجدی نے کہا کہ جب تک بنی ہاشم نہ آئیں گے اجماع نہیں ہوگا دنیا کا ہر فرقہ یہ کہے کہ کافر ایمان نہیں لائے، اجماع نہیں ہوا، بنی ہاشم کی حدیثیں کہاں، تو بنی ہاشم کی حدیثیں بھی تو لائیں جب ہی تو اجماع ہوگا پہلا

امامؑ کیا کہتا ہے دوسرا امامؑ تیسرا امامؑ چوتھا امامؑ یہ حدیثیں نہیں آئیں گی اجماع نہیں کہلائے گا پوچھو علیؑ سے کہا کیا کہہ رہے ہیں پوچھو حسن سے کیا کہہ رہے ہیں پوچھو حسینؑ سے اور پوچھو چھٹے امامؑ سے کیا کہتے ہیں، تیسری خلافت کا دور مولا علیؑ پانی دے رہے باغ میں، کوئی آیا اُس نے کہا علیؑ ہم نے سنا تمہارا باپ جہنم میں جل رہا ہے، جواب نہیں دیا ایک اور آیا کہتا نکل گیا جواب نہیں دیا، دیکھا آپ نے مرنے کے بعد محشر پھر صراط پھر جہنم اور جنت لیکن انہوں نے پہلے سے فیصلہ کر لیا ہے کہ تمہارا باپ جہنم میں جل رہا ہے یہ ہے عقیدہ ابھی مدینہ رسولؐ میں نبیؐ کی آنکھ بند ہوئے پچیس برس ہوئے عقیدے مستحکم نہیں، تمہارا باپ جہنم میں جل رہا ہے، اب وہ آیا جو بڑا تھا جس کا اسٹیٹس (Status) بہت بلند تھا، کہا جواب دوں گا تو پورا مدینہ سنے گا چھوٹوں موٹوں کو علیؑ منہ نہیں لگاتا اک بار سر اُٹھایا کہا گھوڑے سے اتر اور جواب سن بیٹھ جا زمین پر بیٹھ گیا سب کو بھی بٹھا دیا زمین پر جب سب بیٹھ گئے کہا سنو منبر رسولؐ سے مدینے میں بھرے مجمع میں یہ حدیث تم نے سنی ہے یا نہیں کہ انا قسیم جنت والنار میں جنت اور جہنم کو تقسیم کروں گا کہا ہاں سنا ہے تو کہا سنو جب میں جنت کو بانٹوں گا تم کیا سمجھتے ہو اپنے باپ کو جہنم میں جانے دوں گا میں ہوں مالک جنت کیا کہہ گئے علیؑ یہ بتا گئے کہ میں تو محشر میں اپنے باپ کو بچا لوں گا اپنی ماں کو بچا لوں گا میں قسیم جنت ہوں، میرے بیٹے سردار جنت ہیں ارے تم اپنے اپنے ماں باپ کی خیر مناؤ یہ بحث کیسی ہے ایمان ابوطالبؑ پر کہ چار خلیفہ تین کے ماں باپ کے ایمان پر بحث نہ ہو اور چوتھے خلیفہ کے ماں باپ کے ایمان پر بحث ہو سب کو برابر کر دو اب اپنے ماں باپ ابوطالبؑ جیسے تو ہو نہیں سکتے لہٰذا ابوطالبؑ کو اپنے ماں

باپ جیسا بنا دو کیا تمہارے کرنے سے برابر ہو جائیں گے، حسنؑ آنکھ میں آنسو لئے ہوئے آئے کہا بابا کچھ لوگ ہمارے دادا کے بارے میں کہتے ہیں کہا جاؤ اُن سے جا کر کہہ دو اگر کوئی کہے تمہارے دادا کے ایمان کے بارے میں تو کہہ دو پکار کر مدینے میں کہ محشر کے روز صرف پانچ نور ایسے ہونگے کہ جن پر کوئی بلندی حاصل نہ ہوگی ایک ہمارا نور ایک نبیؐ کا نور تیسرا حمزہؑ کا نور اور چوتھا جعفرؑ کا نور اور پانچواں ابو طالبؑ کا نور، اور جب یہ پانچ ہستیاں آئیں گی تو خدا ابو طالبؑ کو اختیار دے گا کہ جس کو جس طرح چاہو آگے بڑھ کر بخشوا لو ابو طالبؑ، علیؑ کہہ رہے ہیں محشر میں بلندی ہے، خانہ کعبہ میں سونے والا خانہ کعبہ میں آرام کرنے والا اسماعیلؑ کے پہلو میں سونے والا وہ ابو طالبؑ جو کہ مجاہد تھا ذکر آئے گا، جب حمزہؑ کا ذکر ہوگا تو ابو طالبؑ کا ذکر آئے گا جب جناب عبداللہؑ اور آمنہؑ کا ذکر ہوگا

پھر ذکر آئے گا سید عرب کا ذکر جنابِ حمزہؑ کی تقریر میں آئے گا جعفرِ طیارؑ کی تقریر میں ذکر آئے گا، آپ مسلسل سنیں گے، ابو طالبؑ کن کن چیزوں کا بانی ہے، ابو طالبؑ، شیر ہے ابو طالبؑ کا جو سراپا تاریخوں نے لکھا پڑھنا آسان نہیں، کربلا نے بتایا کہ ابو طالبؑ کیا تھے، زینبؑ کے لاڈلے کون ہیں عبداللہ ابنِ جعفرؑ کے چشم و چراغ زینبؑ کے راج دلارے، جعفر طیارؑ ابو طالبؑ کے تیسرے بیٹے پہلا بیٹا کون طالبؑ، طالبؑ سے دس سال چھوٹے عقیلؑ، عقیلؑ سے دس سال چھوٹے جعفرؑ اور جعفرؑ سے دس سال چھوٹے علیؑ اور علیؑ کی بیٹی زینبؑ جعفرؑ کا بیٹا عبداللہ، جعفر طیارؑ کے تین بیٹے زوجہ جعفر طیارؑ کی کون اسما بنت عمیسؑ، ذکر آئے گا ان کا بھی محسنین اسلام میں ہیں، جعفرؑ نے حبش میں زندگی گزاری، سات ہجری میں واپسی، حبش میں تین بیٹے پیدا ہوئے پہلا بیٹا

عبداللہ ابن جعفر طیارؓ دوسرا بیٹا عون بن جعفر طیارؓ تیسرا محمد بن جعفر طیارؓ دو بیٹے امام حسن اور حسینؑ کے ہم سن ہیں اب گھر میں دو بیٹیاں علیؑ کی فاطمہؑ سے ایک زینبؑ ایک اُمِ کلثومؑ دونوں کی شادی ساتھ ہوئی دونوں کو علیؑ نے ساتھ رخصت کیا، اب ایک بھتیجے سے حضرت زینبؑ کا عقد کیا اور دوسرے بھتیجے سے حضرت اُمِ کلثومؑ کا عقد کیا، دونوں ساتھ رخصت ہوئیں۔ کتاب تنقیح المقال میں تفصیل موجود ہے۔ عظیم بیٹیوں کے لئے عظیم گھرانا، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ بڑی بیٹی چلی جائے اعلیٰ گھرانے میں اور چھوٹی بیٹی چلی جائے اسفل گھرانے میں یعنی بڑی بیٹی کے سامنے چھوٹی بیٹی شکوہ کرے کہ بابا بڑی بہن کو بڑے گھرانے میں بیاہ دیا اور مجھے ایسے گھرانے میں جو بوڑھا کھوسٹ ہے، علیؑ اور فاطمہؑ کی بیٹی بن ماں کی بیٹی اور جہاں علم ہو، اسلام ایسا مذہب نہیں کہ ستر پچھتر سال کے بوڑھے سے کم

سن بچی کو رخصت کیا جائے، اسلام بیٹی سے اذن چاہتا ہے ہاں ہم علیؑ کی شادی فاطمہؑ سے کرنا چاہتے ہیں لیکن پہلے فاطمہؑ سے پوچھو ساری تاریخوں نے لکھا کہ رسولؐ نے خود جا کر پوچھا کہ بیٹی کیا خیال ہے سیدہؑ نے مسکرا کر سر جھکا لیا اور ساری حدیثوں میں ہے کہ مسکرانے پر نبیؐ نے کہا یہ اذن ہے فاطمہ کا علیؑ کے لئے رسولؐ اپنی بیٹی سے پوچھیں تو کیا علیؑ اپنی بیٹی سے نہ پوچھیں حضرت زینبؑ جعفرؓ کے بیٹے عبداللہؓ کے گھر میں اور دوسری بہن ستر سال کے بوڑھے کے گھر جائے شرم کریں مسلمان اور علیؑ کو گالی دینا چھوڑ دیں آپ ڈرا نہ کریں یہ مناظرہ نہیں ہے یہ تاریخی حقیقتیں ہیں اب تک کوئی ثابت نہیں کرسکا کوئی بھی اخبار سند نہیں ہے، صحیح بخاری نہیں ہے، کسی کتاب کا کوئی حوالہ تو دو کہ علیؑ کی بیٹی ایسے کے گھر گئی، کورٹ میں مقدمہ چل رہا تھا یہی بحث تھی، وکیل آیا گھر پر ناصر الملت

کی گواہی لینے کے لئے جج بھی ساتھ تھا، علماء کا احترام تھا، علماء خود دوڑ دوڑ کر نہیں جاتے تھے، اُس نے کہا کیا خیال ہے آپ کا آپ کی کتابوں میں بھی لکھا ہے عقدِ اُم کلثوم شیخ عمر سے ہوا کہا لکھا ہوگا، جج نے کہا کیوں اصول کافی آپ کی نظر میں صحیح نہیں ہے اُس میں تو لکھا ہے کہا اُصول کافی ہو یا بحار الانوار ہو یا کوئی اور کتاب ہو ہماری جتنی کتابیں ہیں اُن میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جز حصہ صحیح اور جز حصہ غلط بہت غور سے سنیئے گا اس سے بہتر اب تک تاریخ میں دلیل نہیں آئی، مولانا ناصر حسینؒ نے کہا کچھ ہماری نظر میں صحیح ہے اور کچھ ہماری نظر میں غلط ہے ، ابھی ہم نے چھانٹا نہیں، لوگ کہتے ہیں جناب بحار الانوار مجلسی نے لکھی ہے تو کیا ہوا، سب صحیح مان لیں، تو اُس نے کہا یہ کتاب آپ نے کہا جز حصہ غلط اور جز حصہ صحیح ، پھر اُس نے کہا فلاں کتاب تو آپ نے کہا جز حصہ صحیح اور جز حصہ غلط تو فوراً جھنجلا کے جج نے کہا قرآن کے بارے میں آپ کا خیال کیا ہے، ناصر الملت مولانا ناصر حسین نے جواب دیا اور قیامت تک یادگار جواب، کہا تنزیلِ قرآن صحیح اور ترتیب قرآن غلط، اقراء کہاں ہے پہلی وحی تیسویں پارے میں اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ آخری آیت اور پہلے پارے میں، مکی آیتیں کہیں اور مدنی آیات کہیں، جب ترتیب غلط ہوگئی تو بات ختم ہوگئی آیتوں کا ایک دوسرے سے ربط نہیں ہے تو تفسیر تم کیا لکھو گے، یہ معصوم جانتا ہے یہ وارثِ قرآن جانتا ہے جب تمہارے پاس سند نہیں ہے تو تمہیں کیا حق ہے عقدِ اُم کلثومؑ پر بولنے یا لکھنے کا سند کہاں ہے، آپ لوگوں کو یہ سب باتیں باریک بینی سے سوچنی چاہئیں کہ یہ ہمتیں بڑھ کیسے رہی ہیں، ہمتیں اس لئے بڑھ رہی ہیں ہم نے نہج بدل دیا، خود اپنے ناموں کے ساتھ نئے نئے القابات لگا لئے ،

معنی معلوم نہیں بس جوڑ لیا، ہندوستان میں دستور یہ تھا تہذیب یہ تھی، ادب یہ تھا کہ خاندانِ علما کے بڑے بڑے بزرگ بڑی خدمت کرنے والے علما جلسے میں مجمعے میں کھڑے ہو کر اعلان فرماتے تھے کہ اس سال ہم نے ان کو محسن الملت کا خطاب دیا، ان کو مجاہدِ ملت کا خطاب دیا، یہ خطیب الایمان بن گئے، یہ خطیب اعظم ہیں، پتہ چلا کہ باقر العلوم نے خطاب دیا ہے ناصر الملت نے خطاب دیا ہے نجم الملت نے خطاب دیا ہے بھئی ان سے پہلے والوں نے ان کو دیئے تھے، اب اِذن ہوا، پوسٹر (Poster) پہ لکھو، کتاب میں لکھو، کہیں لکھو، اب کوئی اعتراض نہیں کرے گا کہ یہ نجم الملت نے خطاب عطا کیا ہے یا علامہ کا خطاب عوام نے دیا یا کسی عالم نے دیا، لکھا یہ خطیب اعظم ہیں کیوں لکھا اچھا جو تاریخ جانے ادب جانے تہذیب عزاداری جانے تو اُس نے کبھی نہیں لکھا علامہ آئے ایک صاحب آئے انہوں نے کہا صاحب ہمارے خلیفہ تو رہ گئے اب جو اور آگے بڑھے تو انہوں نے کہا یہ تو سب لکھنے لگے حد ہے کہ میں نے کہا ذاکر اہلِ بیتؑ چھ ذاکر پڑھ رہے تھے ایک امام باڑے میں کوئی مجتہد تھا کوئی عالم تھا کوئی حجت الاسلام تھا چھ ذاکر ایک امام بارگاہ میں پڑھ رہے ہیں میں نے سوچا سب کے خطاب ہو جائیں گے سب کو ذاکر اہلِ بیتؑ لکھ دیا جائے لکھ کر میں نے ایک مجتہد کو دے دیا تو بگڑ گئے، انہوں نے کہا یہ کیا کیا آپ نے ارے ہم نے محنتیں کیں ہیں سالوں سال پڑھا ہے نجف میں قم میں آپ نے سارے گدھے گھوڑے برابر کر دیئے پوچھا کیا کروں کہنے لگے جو علامہ ہے اُسکو علامہ لکھیئے، ہم نے کہا جو علاّمہ نہیں ہے کہنے لگے نہیں سب کو علاّمہ لکھیئے میں نے کہا حجۃ الاسلام، وہ بھی علاّمہ، دیکھیئے مجتہد کا مرتبہ علاّمہ سے زیادہ ہے مگر مجتہد بھی

علّامہ بننا چاہتا ہے، ارے بڑی نازک باتیں ہیں، برا نہ مانئے گا، خون میں محفوظ کر لیں بچے، سمجھ لیں ان باتوں کو، ذرا ہوشیار ہو جائیں، ایک وضع داری تہذیب ہوتی ہے، حدود اور دائرے میں رہنا، تو ہم نے کہا کیا ذاکر حسینؑ کیا تھرڈ کلاس ڈگری ہے کہا ذاکر حسینؑ بھی کوئی لقب ہے ہم نے کہا اللہ ذاکر رسولؐ ذاکر ارے کچھ بھی ہو علّامہ ہونا چاہئے اب پتہ چلا ذاکر حسینؑ جو دنیا میں سب سے بڑا مرتبہ ہے وہ نہیں بننا چاہتے صرف علامہ یہ سوچ دیکھئے یہ فکر دیکھئے کہ چڑھتے سورج کے پجاری ہیں چاہے فکر تیسرے درجے کی ہے توکل کہا تھا یا پرسوں کہ ذوق سلیم اور ہے، طبع سلیم اور ہے، عقل سلیم اور ہے، بد ذوقی اور ہے نشیب میں نہ جاؤ بلندی کی طرف جاؤ میر انیسؔ نے جب شاعری شروع کی تو کہا اور کیا کہا یہ شاعری غزل غزل تو کہا مرثیہ بلند سلام بلند میر انیسؔ نے رنگ بدلا ادب کا فکر بدلی اور عجیب طرح سے بدلی وہ کہتے ہیں۔

سدا ہے فکر ترقی بلند بینوں کو
ہم آسمان سے لائے ہیں ان زمینوں کو

یہ ہے تہذیب یہ ہے ادب، تو مولا دیکھ رہے تھے جب ہی تو طلب کیا آؤ ہماری زیارت کرو میں نے پورا سفر نامہ لکھا ہے مجھے مولا نے زیارت کے لئے بلایا جو پڑھ نہ سکیں وہ سن لیں تا کہ بچوں تک بات پہنچ جائے پہنچا شہزادی کونینؑ کو سلام کیا جنّت البقیع کے دروازے کے پاس یہ اُم البنینؑ کی قبر ہے اب بتایئے میرے دل کا کیا عالم ہوگا، جب آیا میں واپس نہیں گیا لوگوں نے کہا اب ایرانی مومنین آئیں گے مجلس ہوگی ڈیڑھ لاکھ ایرانی مومنین روضہ رسولؐ سے لے کر شاہراہ علی ابن ابی طالبؑ بھری ہوئی ہے ایرانی عالم نے زیارت ام البنینؑ پڑھنا

شروع کی زیارت ختم ہو گئی اب فارسی میں مصائب شروع ہو گئے ڈیڑھ لاکھ کا مجمع بقیع کے سامنے رو رہا ہے کس کو پرسہ دے رہا ہے اُم البنینؑ کو کہاں زہراؑ کی قبر کے سامنے کچھ یاد آیا علیؑ نے کہا بھائی عقیلؑ میں یہ چاہتا ہوں کسی بہادر قبیلے میں شادی ہو تم تو نسلوں سے واقف ہو شجروں سے واقف ہو، تم نسب نامے جانتے ہو عقیل تم جاؤ کوئی مقصد ہے، جملے یاد رکھئے گا، بے مقصد شادیاں نہیں، جاؤ عقیلؑ نکلے قبیلہ بنی کلاب خیمے ڈالے ہوئے سردار کو پتہ چلا اپنا سر عقیلؑ کے قدموں میں ڈال دیا اور کہا اے امیر عرب، سیّد العرب، ابوطالبؑ کے بیٹے کیسے آئے، کہا کچھ کام ہے تم سے شہزادے عقیلؑ کو خیمے میں لے گیا اور مسند پر بٹھا دیا، مہمانی کو تین دن گزر گئے، کہا شہزادے کیسے قدم ادھر آئے، کہا عقیلؑ نے کہ ہم نے سنا ہے کہ تمہاری ایک بیٹی ہے ہم اس کا پیغام لائے ہیں، کہا کس کے لئے کہا اپنے چھوٹے بھائی علیؑ کے لئے یہ سننا تھا دونوں ہاتھ باندھ کر سردار کھڑا ہو گیا کہا شہزادے ہم انکار نہیں کر سکتے امام کا پیغام آئے اور ہم انکار کریں۔ عقیلؑ نے کہا نہیں جاؤ پہلے بیٹی سے پوچھو کہا میری مرضی بیٹی کی مرضی، کہا نہیں جاؤ بیٹی سے پوچھو، یہ اسلام کا حکم ہے، سردار بنی کلاب حزام گئے اور اپنی زوجہ سے کہا میری بیٹی فاطمہؑ کا پیغام آیا ہے بیٹی کا نام ہے فاطمہ بنت حزام پیغام آیا ہے کہا کس کا پیغام آیا ہے کہا علی ابن ابی طالبؑ کا پیغام آیا ہے کہا کیا داماد نبیؐ اب میرا داماد بنے گا کہا ہاں ہاں تیرا داماد بنے گا کہا پھر انکار کیا ہے، اقرار کر لیجئے کہا نہیں انہوں نے کہا ہے پہلے بیٹی سے پوچھ لیا جائے، قبیلے کی لڑکیوں کو بلایا گیا، سامنے ماں کھڑی ہے، لڑکیاں گئیں جا کے کہا فاطمہؑ تیرا پیغام آیا ہے علی ابن ابی طالبؑ کا پیغام آیا ہے سر کو جھکائے کھڑی ہے اک بار کہا میری ماں اور بابا سے یہ کہہ دو رات میں سو رہی تھی میں نے خواب دیکھا کہ ایک بی بی سیاہ پوش آئیں آ کر

انہوں نے مجھے اپنے ہاتھوں سے دلہن بنایا جب دلہن بنا لیا تو بے اختیار کہا اے فاطمہؑ تمہیں مبارک ہو تم میرے بیٹے عباسؑ کی ماں بن گئیں، یہ سننا تھا پیغام گیا بنی ہاشم آئے بڑے شان سے فاطمہ بن حزام کو بیاہ کر لے گئے تلواروں کے سائے میں جوانوں کے حصار میں، اُم البنینؑ دلہن بن کر محلہ بنی ہاشم میں آئیں عماری سے اتریں اُتر کر پہلا کام یہ کیا کہ زہراؑ کی چوکھٹ پر سجدہ کیا، لوگوں نے کہا نئی دلہن ہے یہ کیا کیا کہا ملک اس چوکھٹ پر سجدہ کرتے ہیں، یہ سجدہ مجھ پر فرض ہے، سب سے پہلا کام اُس حجرے میں گئیں جہاں شہزادے بیٹھے تھے، شہزادیاں تھیں ہاتھ باندھے کہا شہزادو میں ماں بن کر نہیں آئی میں تو تمہاری کنیز بن کر آئی ہوں سال گزرا اللہ نے چاند سا بیٹا دیا بیٹا گود میں آیا آواز دی کہا ہے میرے حسینؑ بلاؤ حسینؑ کو علیؑ کی گود میں بچہ آنکھیں بند ہیں، ماں کی گود سے بچہ آ چکا آنکھیں نہیں کھولتا، حسینؑ آئے جیسے حسینؑ آئے علیؑ نے حسینؑ کی گود میں دیا بچے کو گود میں لیا، جونہی بچہ حسینؑ کی گود میں گیا آنکھیں کھول دیں حسینؑ کے چہرے کو دیکھا جیسے ہی حسینؑ کے چہرے کو دیکھا خوشبو پائی آنکھوں سے آنکھیں ملیں علیؑ نے کہا بیٹا بھائی کا نام رکھا کہا بابا یہ تو بپھرا ہوا شیر ہے یہ تو عباسؑ ہے آج سے ہم نے اس کا نام عباسؑ رکھ دیا بڑا سہارا تھا، جب چلنے لگی سواری عباسؑ کی ماں نے بلا کر کہا بیٹا ذرا میرے قریب آؤ ماں کے قدموں پر ہاتھ رکھا عباسؑ یہ کون جا رہا ہے کہا آقا جا رہے ہیں کہا نہیں عباسؑ یہ زہراؑ کی جان عباسؑ میں زہراؑ کے لال تجھ سے لوں گی عباسؑ میرے آقا کو سلامت لانا بشیر جز لم آیا سیاہ لباس ہے سیاہ علم ہے آواز دی اے اہلِ مدینہ حسینؑ قتل کر دیئے گئے، اُم البنینؑ آئیں آواز دی اے بشیر تو نے کیا کہا کہا بی بی مولا حسینؑ شہید ہو گئے قتل کر دیئے گئے بی بی نے کہا اے بشیر کہاں ہے میرا عباسؑ، کہا بی بی پریشان

نہ ہو تمہارا عباسؑ حسینؑ کے بچوں کے لئے پانی لینے گیا سقہ بن کر گیا مارا گیا شانے کٹے چادر کو سنبھالا زہراؑ کی قبر پہ گئیں آواز دی اے محمدؐ کی بیٹی فاطمہ زہراؑ میرا نذرانہ قبول کرو ہائے، حسینؑ ہائے حسینؑ ہائے حسینؑ!

چوتھی مجلس

محسنینِ اسلام

حضرت عبداللہؑ اور حضرت آمنہؑ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے اور درود و سلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لیے

عشرۂ چہلم کی آج چوتھی تقریر "محسنین اسلام" کے عنوان پر آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں سرنامہ کلام میں جو آیات پیش کی جارہی ہیں وہ سورہ یٰسین آیات:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰسٓ ۞ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ ۞ اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ۞ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۔ (سورہ یٰسین آیت ۱ تا ۴)

تیری قسم اور قرآن حکیم کی قسم تو مرسلین میں سے ہے اور صراط مستقیم پر ہے، صراط مستقیم، جس کے لئے پانچ وقت نماز میں دعا کرتے ہیں کہ صراط مستقیم پر قائم رکھ، اُس صراط مستقیم کے لئے کہا جارہا ہے، اپنے لئے کہہ رہا ہے کہ ہم بھی ہیں صراط مستقیم پر اور حضورؐ کے لئے کہہ رہا ہے تم بھی ہو صراط مستقیم پر تو کیا ہم اور وہ برابر ہوگئے بات تو ایک ہی ہے فرق ذرا سا ہے وہ یہ ہے کہ آپ جارہے ہیں جناح روڈ پر آپ شاہراہ پر چل رہے ہیں اور ایک ٹریفک کانسٹیبل بھی موجود

ہے، اُسی شاہراہ پر تو آپ بھی اُسی شاہراہ پر ہیں اور وہ بھی ہے کام دونوں کے الگ الگ ہیں آپ چل رہے ہیں اور وہ آپ کی ہدایت کر رہا ہے وہ کنٹرول کر رہا ہے، چلنے والوں کو تو یہ فرق ہے تو اب ہم بھی ہیں اور وہ بھی ہیں اُن کے رہنے پر اصرار کیوں آیت میں اللہ نے اصرار کیوں کیا کہ آپ ہیں صراط مستقیم پر اصرار اس لئے کہ اوّل روز ملاءِ اعلیٰ میں جب اللہ نے کہا تھا اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً میں زمین پر آدمؑ کو اپنا خلیفہ بناؤں گا تو اُس وقت اُس نے کہا تھا کہ میں جا کر صراط مستقیم پر بیٹھوں گا اور اس کی نسل میں آنے والے ہر انسان کو بہکاؤں گا، چاروں طرف سے آؤں گا تو اب صراط مستقیم پر جو بھی جائے ملاقات پہلے اُس سے ہوگی پہلے اُس سے ٹکرانا ہے اگر اُس سے بچ گئے تو شاہراہ پار ہوگی اور اگر راستے میں وہ ورغلا کر لے گیا تو کیسا صراط مستقیم، کیسی جنّت اور کیسی اچھی آخرت اس لئے آپ صراط مستقیم پر ہیں یعنی اگر چاہتے ہو کہ منزل مقصود تک پہنچو تو آدھے راستے سے اس کے ساتھ نہ چلتے جانا اس پر نظر رہے بچ کر اُس سے راستہ پار کرنا ہے تو اگر دنیا میں عادت نہ ڈالو گے تو وہاں کیسے پہچانو گے کہ رسولؐ اللہ تک پہنچنا ہے، راستے میں شیطان اغوا کر لے گا اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے گا، اسی لئے کہا قرآن اکیلا نہیں یٰسین ساتھ ہے قرآن کو کافی نہ سمجھنا اور جہاں تم نے یہ کہا کہ کتاب کافی ہے تو وہ اڑا لے جائے گا، صراط مستقیم سے گزر نہیں سکتے اب اگر اس کی عادت پڑ گئی کہ ہم صرف ایک چیز کو مانتے ہیں جبکہ خدا پکار کر کہہ رہا ہے کہ کتاب کبھی اکیلی نہیں رہے گی ہم اگر کتاب کا نام بھی لیں گے تو یٰسین کے ساتھ یٰسین رہے یا آلِ یٰسین رہے کتاب کسی بھی زمانے میں اکیلی نہیں رہے گی اور نظر میں رہے کہ جو کتاب کے ساتھ ہے

زندگی کے آخری لمحے میں تمہیں وہ آواز دے گا تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک قرآن اور ایک اہلِ بیتؑ آخری الفاظ نبیؐ کے یہی ہیں کہ دو چیزیں چھوڑیں اس لئے کہ تم کتاب کو سمجھ نہ سکو گے اہلِ بیتؑ کے بغیر اور یہ سمجھ میں نہ آئیں گے کتاب کے بغیر تمہارے بس کی بات نہیں، اس لئے قیامت تک ان دونوں کا ساتھ ہے اور حوضِ کوثر پر یہ دونوں چیزیں ایک ساتھ آئیں گی اور کبھی آپس میں جدا نہ ہوں گی تو وہ اب تک صراطِ مستقیم پر بیٹھا ہوا ہے، جما بیٹھا ہے کہ ہم جانے نہ دیں گے اور دیکھ رہا ہے اُس نے بھی عہد کیا ہوا ہے کہ ہم جانے نہ دیں گے تو اب اگر یہ دعا کی جائے کہ ہمیں صراطِ مستقیم دکھا دے تو کون دکھائے گا، کون بتائے گا، اب تک چودہ سو برس گزر گئے صراطِ مستقیم ملا ہی نہیں تو یہ یقین کیسے آئے کہ جانے سے پہلے مل گیا تھا تو اسی لئے اوّل روز

اُس نے کہہ دیا تھا ہم بیٹھیں گے جا کر آج تک یہ مسئلہ اسلام میں بڑا عجیب ہو کر رہ گیا، ذہن میں سوال اُٹھتے رہے کہ ضرورت کیا تھی شیطان کو بنانے کی سب کو بہکائے اور جہنم کی طرف لے جائے یہ نہ ہوتا تو کچھ نہ ہوتا اور اگر بن بھی گیا تھا تو مار دیتا ضرورت کیا تھی اگر ایسے سوال اُٹھیں اور جواب نہ ملے تو پھر ضروری ہے کہ رجوع کیا جائے ذکرِ آلِ محمدؐ کی جانب، کیوں بنایا بنایا تا تو وہ سب کو ہے اُس نے کس کو نہیں بنایا تو کیا یہ سمجھ کر بنایا کہ اس کو میں بد بنا رہا ہوں، کسی چیز کو اُس نے برا نہیں بنایا، بنائی تو اُس نے ہر چیز اچھی انسان کو بھی اچھا بنایا کوئی آدمؑ بن گیا تو کوئی شیطان بن گیا کوئی نوحؑ بن گیا، کوئی ہامان بن گیا، کوئی نمرود بن گیا، کوئی ابراہیمؑ بن گیا، کوئی موسیٰؑ بن گیا، کوئی فرعون بن گیا، کوئی شداد بن گیا، کوئی رسولؐ بن گیا کوئی ابو جہل بن گیا، کوئی علیؑ بن گیا، کوئی منافق بن گیا،

کوئی حسینؑ بن گیا، تو کوئی یزید بن گیا تو یہ بنے کیوں خود بن گئے یا خدا نے بنایا تو جب تک یہ سمجھ میں نہ آئے گا کہ شیطان کیوں بنا تو کچھ بھی سمجھ میں نہ آئے گا اور میرا جو سلسلہ کلام چل رہا ہے اُس میں یہ بحث اس لئے آئے گی بار بار کہ حج میں جتنے بھی ارکان ہیں اُس میں بڑا اہم رُکن ہے بغیر اُس کے حج پورا نہیں ہوتا شیطان کو پتھر مارنا اہم ترین رُکن ہے تو شیطان دنیا آباد ہونے سے پہلے بھی تھا، اس زمین پر جنوں کی حکومت تھی انہوں نے سرکشی کی آپس میں جھگڑے کئے۔ اللہ نے فرشتوں کو بھیجا اُس میں انہوں نے اُن سرکشوں سے جنگ کی زیادہ تر مار دیئے گئے کچھ روپوش ہو گئے پہاڑوں میں چھپ گئے جب ان سب کو ختم کیا جا رہا تھا تو اُن میں سے ایک کا نام حارث تھا وہ آیا اور اُس نے جبریل امینؑ سے کہا کہ ہم نے توبہ کی اور ہم نیک بننا چاہتے ہیں، ہمیں ساتھ لے چلو، ہم یہاں نہیں رہنا چاہتے، جبریلؑ نے اللہ سے کہا اللہ نے اذن دے دیا جبریل ساتھ لے گئے اور وہاں اُسے آزاد چھوڑ دیا، اُس نے عالمِ بالا کی سیر کی اُس مقام تک پہنچا جہاں اللہ کی عظیم لوح آویزاں تھی اس نے دیکھا کہ لوح پر یہ لکھا ہے کہ اللہ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا اگر وہ چاہے تو اپنی نیکی کا صلہ دنیا میں لے لے اور اگر چاہے تو آخرت میں لے لے بس اُسی وقت اُس کے ذہن وخیال میں یہ بات آئی کہ میں بھی کوئی ایسی نیکی کروں اور اس کا صلہ معبود سے لوں بس پھر کیا تھا اُس نے اپنے آپ کو عبادت میں مصروف کیا اتنی عبادت کی اتنی عبادت کی اتنی عبادت کی ملائکہ یہ سمجھنے لگے کہ ہم سے زیادہ عبادت یہ حارث کرتا ہے تو اللہ نے بھی اُس کو فرشتوں کا سردار بنا دیا کہ تو تعلیم دے ملائکہ کو ملائکہ کا استاد قرار پایا انہیں تعلیم دینے لگا اب وہ نیکی کیا تھی جو اُس نے کی صادق

آل محمدؑ نے فرمایا ایک سجدہ کیا جو چھ ہزار برس تک جاری رہا جب سجدہ تمام ہوا تو اب اُس نے چاہا کہ اس کا صلہ لوں لیکن ابھی وہ سجدے میں تھا کہ اللہ نے ایک اعلان کیا اللہ نے دیکھا کہ یہ سجدے میں ہے تو اعلان کیا کہ ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ہم اپنا ایک نائب بنائیں اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ہم زمین پر اپنا نائب بنانا چاہتے ہیں، ایک خلیفہ بنانا چاہتے ہیں اعلان کر کے چالیس برس تک معبود خاموش رہا اعلان ہو گیا کھلبلی مچ گئی اعلان کے بعد چالیس برس کی خاموشی مطلب یہ کہ اعلان کر دیا ہے تیار ہو جاؤ اس کے استقبال کے لئے، اور جو کچھ شور و شر کرنا ہے ان چالیس برسوں میں کر لو، جو بات کرنی ہو جو دلیل دینی ہو جب بن جائے گا پھر کچھ نہیں سنیں گے جب چالیس برس گزر گئے تو ایک بار ملائکہ کو حکم دیا مٹی لاؤ، جبریل میکائیل گئے، سب گئے اور جب چاہا کہ مٹی لے جائیں تو زمین سے آواز آئی میرے جسم کا حصہ نہ لے جاؤ۔ مجھ سے جدا نہ کرو، ہر ملک زمین کی فریاد سن کر واپس آیا اب ملک الموت کو بھیجا کہا تم جاؤ اور مٹی لے کر آؤ وہ کیوں خوف زدہ ہوتے وہ آئے تو زمین کی روح کھینچ کر لے گئے، وہ زمین کی فریاد کیوں سنتے، مٹی آ گئی کہا اسے گوندھو ملائکہ نے پانی میں ملا کر اُس مٹی کو گوندھا چالیس برس تک وہ مٹی گندھتی رہی جب وہ سڑ گئی مٹی کیچڑ ہو گئی کہا اس مٹی کا ایک پتلا بناؤ سارا کام ملائکہ کا سارا کام ملائکہ نے کیا لیکن معبود نے کہا مٹی ہم نے گوندھی اور پتلا ہم نے بنایا یعنی معصوم ملک جو عمل کر رہا تھا اسے خدا نے کہا یہ ہم نے بنایا پتلا بن کر تیار ہوا تو اُس کو شاہراہ پر ڈال دیا گیا جدھر سے ملک گزرتے تھے جب ملائکہ جاتے اور اسے سلام کرتے ہوئے جاتے، تو کہتے کہ تجھے ہمارے معبود نے بنایا ہے کسی عظیم مقصد کے لئے

اور جب شیطان آتا تو اسے ٹھوکر مارتا اور کہتا میں سمجھ رہا ہوں تجھے کیوں بنایا جارہا ہے اب معبود سب دیکھ رہا ہے، اس نے وقت دیا ہے، وقت دے رہا ہے کہ ہم دیکھیں کہ کس کے دل میں کیا ہے معصوم فرشتے کیا سوچ رہے ہیں اور ان کا استاذ حارث کیا سوچ رہا ہے ابھی نہ اُس کا نام شیطان ہے نہ ابلیس دونوں نام بعد میں پڑے ہیں ابلیس کے معنی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس شیطان کے معنی ہیں شر کرنے والا دونوں نام بعد میں پڑیں گے، ابھی اس کا نام حارث ہے اچانک ایک بار اللہ نے کہا ہم مٹی کے اس پتلے میں روح پھونکنے والے ہیں اور جیسے ہی ہم روح پھونکیں تم سب سجدے میں جھک جانا ملائکہ نے کہا اس کو اپنا خلیفہ بنائے گا جو زمین پر جا کر خوں ریزی کرے گا ہم میں سے کسی کو بنا، غور کیا آپ نے، یعنی معبود نے چاہا ہے آدمؑ کو خلیفہ بنائے ملائکہ یہ چاہتے ہیں ہم میں سے خلیفہ بنے اُدھر اجماع ہے ادھر اللہ اکیلا مجمع اُدھر ہے اور معصوموں کا مجمع ہے عبادت گزاروں کا مجمع نمازیوں کا مجمع وہ کہہ رہے ہیں ہم میں سے بنا معبود اکیلا ہے، خلیفہ اکیلا ہے، کوئی بولنے والا نہیں، اجماع اُدھر ہے، کہا اچھا بنائیں گے ابھی فیصلہ ہو جائے گا سنو جب روح پھونکی جائے تو سجدہ کرنا مان تو گئے سجدہ کرنے کو تیار ہو گئے اور سجدہ کر لیا اب جو دیکھا اللہ نے شیطان اکڑ گیا کہ میں نہیں کروں گا سجدہ کہا تجھے کس چیز نے روکا کہا مجھے آگ سے بنایا اسے خاک سے بنایا، اس کو افضلیت دے دی تو اب معبود نے اسے یہ نہیں سمجھایا آگ افضل ہے یا خاک افضل ہے بلکہ ایک ہی جواب دیا کہا نکل جا میری بزم سے تو مردودِ بارگاہ ہو گیا، مطلب یہ ہے کہ اب تو منہ لگانے کے قابل نہیں رہا اب تو بدتمیزی پر آمادہ ہو گیا گویا تو میرے عدل پر شک کر رہا ہے، دوسرے لفظوں

میں تو یہ سمجھ رہا ہے کہ میں بہک گیا ہوں، مجھے یہ علم نہیں ہے کہ آگ افضل ہے یا خاک افضل ہے تو جانتا ہے، تجھے بھی میں نے بنایا ہے تو مجھ سے کہہ رہا ہے کہ کیا چیز افضل ہے، تو اب نکل جا، اب تجھے سمجھایا نہیں جائے گا، وہ تاریخ نبوت کا پہلا دن یہ تاریخ نبوت کا آخری دن نکل جاؤ بزم نبوت سے سمجھائیں گے نہیں، ہم کہہ رہے ہیں قلم کاغذ لے آؤ، تم کہہ رہے ہو ہذیان ہو گیا، چلے جاؤ، نکل جاؤ، میری بزم سے اُٹھ جاؤ، جب بزم نبوت کا کوئی انسان بدتمیزی پر آمادہ ہو جائے تو اسے بزم سے نکال دیا جاتا ہے، لوگ کہتے ہیں نبیؐ کو اگر معلوم تھا کہ میری بزم میں منافقین ہیں تو قتل کیوں نہ کر دیا تو یہ تو پہلے معبود سے پوچھیئے کہ معلوم ہے کہ شیطان منافق ہے، یہ شر پیدا کرے گا منافق ہے تو آغاز ہی میں مار کیوں نہ دیا تو دنیا کہتی ہے بزم میں رکھا، اتنی عبادت کروائی اتنے بڑے عبادت گزار کو قتل کر دیا اللہ کے عدل پر الزام آتا اللہ نے اپنے عدل کو بچانے کے لئے زندہ رکھا نبیؐ نے اپنی عصمت کو بچانے کے لئے زندہ رکھا، ہم میں سے بنا، ملائکہ نے آواز دی، یہ تو مردودِ بارگاہ ہوا اب ملائکہ کی آواز آئی تو اُس نے کہا اچھا اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو ان اسماء کے نام بتاؤ تو انہوں نے کہا جتنا تو نے سکھایا ہے اتنا ہی تو آتا ہے آدمؑ سے کہا تم بتاؤ آدمؑ نے انوار دیکھے آدمؑ نے نام بتا دیئے سب انوار کے الگ الگ نام بتا دیئے تو خلافت کس بات پر ملی ایک طرف عبادت دوسری طرف علم تو عبادت کے مقابلے میں علم جیت گیا معلوم ہوا خلافت نہ بزرگی پر ملتی ہے نہ عبادت پر ملتی ہے خلافت علم پر ملتی ہے ابھی آدمؑ تو ایک دن کے ہیں علیؑ اگر کم سن تھے تو کیا ہوا علم تو تھا خدا آغاز میں بتا رہا ہے خلافت کا فلسفہ کیا ہے توحید کو سمجھتے سمجھتے اُسی میں عدل و نبوت بھی ہے، اُس میں

امامت و خلافت اور قیامت بھی ہے ایک مسئلہ توحید کا اور اصول دین سارے پہلے دن سمجھا دیئے، آدمؑ چلے اس لئے چلے کہ زمین کے لئے بنے تھے جنت میں نہیں رہنا تھا، خلافت زمین کی دے رہے ہیں وہاں جانا ہے تو آدمؑ سے کہو دیکھو وہ ابلیس بگڑ کے جا رہا ہے وہ تمہیں خلیفہ نہیں مانتا، اُس نے تو کہہ دیا اس کو کیوں بنایا، اب آدمؑ کو چاہئے معبود سے کہیں کہ کاغذ پر پروانہ لکھ کر دے دے کہ میں خلیفہ ہوں زمانے کا، تب دنیا مانے گی، آدمؑ نے کیوں نہیں لکھوایا، آدمؑ جان رہے تھے معبود نے بنایا ہے ایک نہیں مان رہا ہے تو کیا ہوا اب دنیا یہ نہ کہے کہ رسولؐ نے علیؑ کو لکھ کر کیوں نہ دے دیا اگر لکھ کر اللہ دے دیتا تو معلوم ہے کیا ہوتا وہ پروانہ دے کر اللہ کہتا اب تم میرے خلیفہ ہو، جاؤ زمین پر تم میرے خلیفہ ہو تو شیطان کہتا یہ تحریر تو اُس وقت لکھی گئی کہ جب وہ عادل نہیں رہا میں افضل تھا اس لئے کہ آگ سے بنا اور آدمؑ مفضول تھا اس لئے کہ خاک سے بنایا تو اُس وقت اللہ بہک چکا تھا بہکی ہوئی تحریر نہیں چاہیئے نبیؐ اگر لکھ دیتا تو دنیا یہی کہتی کہ ہذیان کے وقت کی تحریر ہم نہیں مانیں گے اس لئے لکھ کر نہیں دیا تو آدمؑ کو کیا ضرورت تھی ہم تو بنے بنائے ہیں ابلیس اگر نہیں مانتا نہ مانے تو یہ بھی آدمؑ سے پوچھ لو کہ اگر دشمن آسمانوں سے لے کر یہاں تک آ گیا ہے تو تلوار نکال کر اب اس سے جنگ کرو شیطان سے لڑو اور اُس سے کہو کہ ہم خلیفہ ہیں تو آدمؑ یہ کہیں گے ہم تو ہیں ہی خلیفہ یہ شیطان مانے یا نہ مانے ہم کسی کا خون کیوں بہائیں تو بس یہی علیؑ نے کہا کہ تلوار نکال کر خلافت کیوں لے لیں، ہم اللہ کی طرف سے خلیفہ ہیں تو ہم کیوں خون بہائیں جس کا منصب نہیں ہوتا وہ تلوار نکالتا ہے، میں مکے میں مجلس پڑھ رہا تھا سوال آیا رسولؐ اللہ نے دعوتِ ذوالعشیرہ

میں، اُحد میں، بدر میں، خندق میں ہر مقام پہ یہ اعلان کیا کہ علیؑ میرا خلیفہ اور غدیر کے مقام پر کہا کہ علیؑ مولا ہے، وہاں کیوں نہیں کہا میرا خلیفہ، صاف صاف کہہ دیتے کہ بس یہ میرے بعد میرا جانشین ہے ضرورت کیا تھی کیا رسولؐ اللہ کو معلوم نہیں تھا کہ علیؑ سے یہ منصب چھین لیا جائے گا ان کو سزا دیتے اِن کو گرفتار کر کے جاتے، اگر علیؑ کا حق تھا اور یہ الزام رسولؐ ہی پر نہیں بلکہ معبود پر آ رہا ہے کہ اُس نے کیوں نہیں چاہا کہ بس علیؑ خلیفہ بنیں اور کوئی نہ رہے تو بات کیا تھی تو اتنا چھوٹا سا جواب ہے جو شیعہ سنی دونوں کو پسند آئے بات یہ تھی کہ رسولؐ ایک کامیاب نبیؐ بننا چاہتا تھا حکم خدا تھا کہ آپ افضل ترین نبیؐ ہیں یہودیت اور عیسائیت ناکام اس لئے ہوگئی کہ اِدھر یہودیوں کا نبی موسیٰؑ گیا سب واپس پلٹ گئے عیسائیت اس لئے ناکام ہوئی کہ جب عیسیٰؑ گئے سب دین سے ہٹ گئے یہ

آخری دین تھا اس کو قیامت تک رہنا تھا اس لئے ضروری تھا کہ جو دائرہ اسلام میں کلمہ پڑھ کر آ جائے وہ بعدِ نبیؐ پلٹ کر نہ جائے یہ نہ ہو کہ نبیؐ کے جانے کے بعد کعبے میں بُت واپس آ جائیں، آپ کہیں گے یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ نبیؐ کے بعد سب بھول چکے تھے قرآن میں آیت موجود ہے کہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ۚ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ (سورہ آلِ عمران، آیت ۱۴۴) نبیؐ کے جانے کے بعد تم اُلٹے قدم واپس ہو جاؤ گے، اللہ کو معلوم تھا مسلمان دین سے ہٹ جائیں گے اسے کنٹرول کرنا تھا دین کی بدنامی نہ ہو کوئی واپس نہ جائے غور سے سنئے گا کوئی واپس نہ جائے آپ ثبوت مانگیں گے کہ ثبوت کیا ہے کہ یہ واپس پلٹ جائیں

گے، تاریخ میں خطوط ہیں بعد واقعہ کربلا عبداللہ ابن عمر نے یزید کو خط لکھا مدینے کی طرف سے کہ تو نے بڑا برا کیا فرزند رسولؐ کو قتل کر دیا تو اُس نے جواب لکھا خاموش بیٹھو جہاں بیٹھے ہو اور شور مچانے کی ضرورت نہیں اگر تم نے میرے خلاف آواز اُٹھائی تو تمہارے باپ کا خط جو میرے خزانے میں محفوظ رکھا ہے اُسے شائع کرا دوں گا، یہ جو کچھ میں نے کیا ہے کسی کی وصیت پر عمل کیا ہے میرے باپ کے نام تمہارے باپ کا خط ہے، مصر سے شائع ہو گیا ہے، خط کا پہلا جملہ یہ ہے کہ معاویہ میں لات ومنات وعزیٰ کو بھلا نہیں سکا، اور تیرے دل سے بھی محبت نہیں گئی، ابوسفیان مرتے مرتے کہتا رہا کہ میں بتوں کو کیسے بھول سکتا ہوں، تاریخ میں موجود ہیں واقعات تو بتوں کی محبت دل سے نہیں گئی تھی رسولؐ نے آغازِ اسلام سے یہ اعلان کرنا شروع کیا خلافت خلافت لے لو خلافت لے لو جو آج میری مدد کرے وہ میرا خلیفہ، خندق میں جو عمر ابنِ عبدود کو قتل کرے وہ میرا خلیفہ خیبر میں اعلان کیا، ہر منزل پر دلچسپی بڑھتی گئی کہ سب چھوڑو کیسی توحید کیسی نبوت کیسی وحی اس میں بھی شک اُس میں بھی شک بس دماغ میں ایک چیز تھی خلافت خلافت رسولؐ یہ چاہتے تھے کہ دماغ میں خلافت بیٹھ جائے اتنی محبت بڑھی خلافت سے کہ جب غدیر میں اعلان کیا کہ میرے بعد علیؑ مولا ہیں سمجھ گئے تھے سب، یہ مولا نہیں ہے، یہ خلافت ہے فیصلہ کر لیا چھین لیں گے نبیؐ بھی یہی چاہتا تھا کہ اتنی دلچسپی بڑھ جائے کہ میرے بعد کہ یہ ہم لے لیں تم آپس میں لڑو کہ کس کو دیں دائرے میں رہو اور باہر نکل کر بت پرستی میں نہ جا سکو خلافت کی لالچ تمہیں دائرۂ اسلام میں رکھے، اسی لئے تو علیؑ خاموش بیٹھ گئے، ہو تو مسلمان اب بت پرستی تو نہیں کر سکتے یہ تھا مسئلہ علیؑ خاموش اس لئے

تھے اس لئے جنگ نہیں کی تاکہ دائرے میں رہو، باہر نہ جاسکو اسلام بدنام نہ ہوسکے تم رہو گے اسی دائرے میں رہو، رہے اسی دائرے میں اب رہ گیا علیؑ کے لئے تو علیؑ کے لئے کیا مسئلہ تھا، علیؑ نہ کبھی موت سے ڈرے نہ کبھی لشکر سے ڈرے، کل کا تسلسل آپ کو یاد ہوگا کہ اللہ ایک طرف یہ کہے کہ محسنین کو دوست رکھنا اور دوسری جانب یہ کہے کہ حج کرو عمرہ کرو، عرفات جاؤ، منیٰ جاؤ، وہاں قربانی کرو، شیطان کو مارو، سر منڈاؤ حج کے اعمال تمام ہو گئے اور اس کے بعد آیت ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ (سورۂ بقرہ آیت ۲۰۷) "مردانِ خدا میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنے نفس کو بیچ دیتے ہیں اور اللہ کی مرضیاں خرید لیتے ہیں" تو حج سے عیسائی کا کیا تعلق ہے حج کا مقصد کیا ہے معبود بتانا چاہتا ہے کہ حج کا مقصد کیا ہے، آیت اس لئے رکھی اعمال حج کے بعد کہ سمجھ لو عرفات گئے ابراہیمؑ اور تین دن تک خواب دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں، صبح کو اُٹھے اور بیٹے سے کہا کہ بیٹا میں خواب دیکھ رہا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں کہا بابا! آپ اللہ کے حکم پر عمل کریں مجھے صابرین میں سے پائیں گے رسولؐ نے علیؑ سے کہا لیٹ جاؤ اس بستر پر شب ہجرت تو علیؑ نے یہ نہیں پوچھا کہ میں قتل ہو گیا تو کیا ہوگا یا یہ کہتے کہ آپ مجھے صابرین میں سے پائیں گے، بلکہ بے اختیار صحن خانہ میں سجدہ کیا کہ نبی میرے لیٹنے سے بچ جائے گا یعنی جب علیؑ نے موت کی خبر پائی تو سجدہ شکرانہ کیا دنیا کا پہلا سجدہ شکرانہ یعنی علیؑ نے سجدہ شکرانہ کی بنیاد رکھ دی، اسماعیلؑ نے موت کی خبر پائی تو کہا صابرین میں سے پائیں گے، علیؑ نے موت کی خبر پائی تو کہا شاکرین میں سے پائیں گے، یہ فرق ہے حج کے بعد آئے وہاں بھی قربانی

یہاں بھی قربانی اس لئے قربانی کی آیت کو رکھا اس لئے یہ بتایا جائے کہ قربانی میں کیا فرق ہے، ایک ہی گھر کی قربانیاں، فرق یہ ہے کہ صبر ہوتا ہے مصیبت پر اور شکر ہوتا ہے نعمت پر، اسماعیلؑ نے موت کو مصیبت سمجھ کر قبول کیا اور علیؑ نے موت کو نعمت سمجھ کر لیا، لیکن اب ارتقاء ہوگا پہلی قربانی اس گھر کی اسماعیلؑ پانچ ہزار برس پہلے موت پر صبر پانچ ہزار برس کے بعد اُس گھر کا فرزند کہے موت پر شکر اب حج کے مقصد کو سمجھو، اسماعیل کی قربانی دیکھ کر فوراً بعد کی ایک مہینے والی قربانی پر نظر رہے تسلسل یاد رکھنا تب حج سمجھ میں آئے گا اور اس گھر کی قربانی کا آغاز شعب ابی طالبؑ سے ہوگا اور یہ گھرانہ ایسے ہی سمجھ میں نہیں آئے گا، دنیا یہ سمجھتی رہی کہ جیسے بنی امیہ جیسے بنی عدی، جیسے بنی تیم سمجھ لیا کہ بنی ہاشم بھی ایسے ہی ہیں ایک ایک اجدادِ نبیؐ کا ذکر کروں تو ایک ایک تقریر بن جائے، لیکن مجھے تو محسنین اسلامؑ میں چن کر چند نمونے پیش کرنے ہیں کہ اسلام پر حقیقی معنوں میں احسان کس نے کیا ورنہ اگر شروع کروں اسماعیلؑ کے بعد عدنان کے بعد معد، لویؔ، غالب، نزار، سب کے حالات پڑھوں تو بتاؤں کہ اجدادِ نبی کی کیا کیا خدمات ہیں، پھر معلوم ہوگا کہ کفر کیا ہے اور ایمان کیا ہے، صرف ایک کا ذکر میں کر رہا ہوں آج کی تقریر ماہ حرم پدر جناب محمدؐ عربی جناب عبداللہؑ کی نذر ہے اور اُن کے ساتھ جناب آمنہؑ کا بھی ذکر ہے جو کہ ختمی مرتبتؐ کی والدہ گرامی ہیں، جناب کلاب سے جد ہیں رسولؐ اللہ کے جناب کلاب کے دو بیٹے بڑے بیٹے کا نام زہرہ اور چھوٹے بیٹے کا نام قصیؑ اور زہرہ کے بیٹے عبد مناف، عبد مناف کے بیٹے وَہب تھے، وَہب کی بیٹی جنابِ آمنہؑ ہیں جن کی شادی جنابِ عبداللہ سے ہوئی جو رسولؐ اللہ کی والدہ گرامی ہیں اور قصیؑ کے بیٹے عبد مناف دونوں نے

اپنے بیٹوں کا نام عبد مناف رکھا دونوں آپس میں سگے چچا زاد بھائی تھے، ایک اکبر ایک اصغر عبد مناف کے بیٹے ہاشم اور ہاشم کے بیٹے عبدالمطلبؑ اور عبدالمطلبؑ کے بیٹے عبداللہؑ اور ابوطالبؑ یاد رہے گا یہ تسلسل اس لئے کہ یہ آخر تک کام آئے گا۔ آپ کا بیٹا قصیٰؑ چھوٹا بیٹا قصیٰؑ کے بیٹے عبد منافؑ، عبد مناف کے بیٹے ہاشمؑ، ہاشمؑ کے بیٹے عبدالمطلبؑ، اور اُن کے بیٹے عبداللہؑ یعنی عبداللہ سمیت دس بیٹے تھے، سب سے بڑے حارث اُس کے بعد اور بیٹے اور سب سے آخر میں جناب عبداللہؑ، عبداللہؑ، ابوطالبؑ اور عاتکہؑ یہ تینوں ایک ماں کے، ماں کا نام فاطمہؑ مخزومیہ اور عبدالمطلبؑ کی ماں نام سلمیٰ بنتِ عَمر وتھا۔ قصیٰؑ کی ماں کا نام بھی فاطمہؑ اور عبد مناف کی والدہ کا نام حُبّی تھا، کلاب کی ماں کا نام بھی فاطمہؑ، کائنات میں یہ واحد شجرہ ختمی مرتبتؐ کا ہے، کسی شجرے میں اتنی ماؤں کے نام فاطمہ نہیں ملتے سوائے ختمی مرتبتؐ کے، یعنی جو نبیؐ کی مائیں ہیں وہی علیؑ کی مائیں ہیں یعنی شجرہ ایک ہے، اب تسلسل یاد رہے کلابؑ کا بیٹا قصیٰؑ، قصیٰؑ کا بیٹا عبد منافؑ، عبد منافؑ کا بیٹا عبدالمطلبؑ، عبدالمطلبؑ کے بیٹے عبداللہؑ اور ابوطالبؑ، ادھر بڑا بھائی زہرہؑ، زہرہؑ کا بیٹا، عبد منافؑ، عبد منافؑ کا بیٹا وَہب، وَہب کی بیٹی آمنہؑ یہ ہے شجرہ کلاب وہ پہلے سردار ہیں مکے کے جنھوں نے مکے میں مکان بنانے کی بنیاد رکھی کیونکہ اس سے پہلے عرب کے لوگ خیموں میں رہتے تھے، کلاب کے کہنے پر بستیاں بسائی گئیں محلے بسائے گئے آپ کہیں گے ایسا کوئی احسان ہے جو جاری ہو اسلام پر، سینکڑوں احسان ہیں لیکن ایک احسان یہ بھی ہے کہ پہلی بار بتایا کہ سال کے پہلے مہینے کا نام محرم ہے کہا محرم اس لئے رکھ رہا ہوں کہ اس مہینے میں جنگ نہیں ہوگی، احترام والا مہینہ قرار دے رہا

ہوں تا کہ امن سے رہو دوسرا مہینہ خزاں چھا جاتی ہے، پتوں پر زردی نمایاں ہوتی ہے، اُس کا نام صفر رکھا، صفر کے معنی زرد اُس کے بعد تیسرا مہینہ ربیع الاوّل یعنی فصل ربیع اور چوتھا مہینہ آیا ربیع الثانی یعنی فصلِ ربیع کا دوسرا مہینہ اور ربیع الثانی ربیع کے معنی ہیں خوشخبری خوشیاں صفر کے بعد اب فصل بہار آنے والی ہے یہ ہے اوّل ربیع، ثانی ربیع اُس کے بعد جمادی الاوّل جمادی الثانی جماد کے معنی ہیں جم جانا منجمد ہو جانا تو مثل تھی عرب میں جماء الماء پانی جم گیا برف ہو گیا جب یہ دو مہینے آتے ہیں تو عرب میں پانی جم جاتا ہے اسی لئے ان دونوں مہینوں کا یہ نام رکھا جمادی لاوّل اور جمادی الثانی اب جو مہینہ آیا وہ رجب ہے اِک نہر ہے جنّت میں جس کا نام رجب ہے، رجب کے معنی ہیں ترجیب اور ترجیب کے معنی ہیں احترام اس مہینے کا نام رجب رکھ دیا اب جو اگلا مہینہ آتا تو اس مہینے میں درختوں میں شاخیں پھوٹنے لگتیں کونپلیں آتیں تو اُن کونپلوں کے نکلنے اور شاخوں کے پھوٹنے کو کہتے ہیں شعبان تو مہینے کا نام رکھ دیا شعبان اُس کے بعد تیز گرمی کڑکتی ہوئی اُس کو کہتے ہیں رمض تو کہا اس مہینے کا نام ہے رمضان، اب اُس کے بعد جو مہینہ آیا اُس کا نام رکھا شوال، شوال کے معنی ہیں وہ مہینہ جس مہینے میں اونٹنیاں پیٹ سے ہو جائیں ایسی اونٹنیوں کو کہتے تھے شالہ اس سے بنا شوال اُس کے بعد ذیقعد کے معنی ہیں گھر پر آرام فرمانا خالی آرام کرنا نہ جانے کیسے شیعہ عورتوں کو معلوم ہو گیا وہ کہتی ہیں کہ یہ خالی کا مہینہ ہے عرب خالی بیٹھتے تھے، لوگ کہتے ہیں صاحب گھر کی شریعت ہے خالی کا مہینہ تو ذی قعدہ کے معنی ہی خالی کے ہیں اُس کے بعد ذی الحجہ کا مہینہ یہ حج سے منسوب ہو گیا، پھر محرّم تو معلوم ہوا رسولؐ اللہ کی ولادت سے دو سو سال پہلے یہ پہلا مہینہ

محرّم احترام والا مہینہ قرار پایا، کربلا سے ڈھائی سو برس پہلے نام رکھا، جس میں لڑائی جھگڑا خوں ریزی نہیں ہوتی، صفر زردی چھا جائے خزاں آ جائے، تو خزاں ہی تو آئی ہے، سیّد سجادؑ کا چہرہ زرد ہے۔ میر انیسؔ کہتے ہیں:

زرد چہرہ ہے ، نحیف و زار ہوں

ماتمِ سجادؑ میں بیمار ہوں

محمدؐ کی نواسیوں کے چہرے زرد ہیں، آلِ محمدؐ پہ خزاں آئی، ربیع الاوّل کے مہینے میں ظہورِ رسولؐ نے ثابت کر دیا کہ خوشیوں کا مہینہ ہے۔ رجب میں علیؑ کی تشریف آوری ہوئی مہینے کی عظمت سامنے آ گئی، تعظیم والا مہینہ قرار پایا۔ شعبان میں کلیاں پھوٹیں بہاریں آئیں، حسینؑ نے دنیا میں ظاہر ہو کر بتایا کہ یہ شعبان بہار کا مہینہ ہے۔

ذی الحج حج کا مہینہ آج تک کلاب کے رکھے ہوئے مہینوں کے ان ناموں کو کوئی نہ بدل سکا، یہ ہے اسلام پر احسان نبیؐ کے ایک جد کا احسان اب قصیٰ پیدا ہوئے یمن میں کلاب کے سسرال والوں نے حکومت چھین لی، یعنی قصیٰ کے ننھیال والوں نے خلافت چھین لی، قصیٰ وطن سے دُور پیدا ہوئے تھے اقصیٰ کے معنی ہیں دور مسجد اقصیٰ دور والی مسجد اُس سے بنا قصیٰ ماں نے قصیٰ نام رکھا کہ وطن سے بہت دور پیدا ہوا یہ بچہ جوان ہوا جب اُسے معلوم ہوا کہ مکہ میرا ہے تو لڑ کر چھین لیا اور قصیٰ کے بیٹے عبد مناف، عبد مناف کے بیٹے ہاشم تو عجیب بات ہے عبد المطلبؑ ہاشم کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے اور ہاشم کے سب سے بڑے بیٹے کا نام ہے اسد، اسد اکثر اپنی ماں سے کہتے کہ مجھ سے نہیں دیکھا جاتا، عرب کے بھوکے بچوں کو ماں نے شوہر سے کہا کہ اسد بہت روتا ہے

عرب کے بھوکے بچوں کو دیکھ کر جس دن ہاشم نے یہ سنا اُس دن اِک فیصلہ کیا نام ان کا تھا عمرو ہے ابھی ہاشم نام نہیں ہے، تجارت کرنے کا فیصلہ کیا اور شام گئے شام سے اناج لے کر آئے کھانے کا سامان لے کر آئے روٹیاں بنائیں اور روٹیوں کو چورا کر کے پورے عرب میں تقسیم کیا، ہشم کہتے ہیں روٹی کو چورا چورا کرنے کو جس نے پورے عرب کو روٹیاں کھلائیں نام ہی ہاشم ہو گیا، جس نے عربوں کو بھوکا نہ رہنے دیا شام جا کر عربوں کے لئے خوراک لایا، دنیا مانے یا نہ مانے قرآن نے کہا لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ○اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ○ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ○ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ○ (سورۂ قریش) ہاشمؑ کی شان میں سورہ آیا قرآن تو بعد میں آیا لیکن اللہ نے احسان کو بھلایا نہیں، ہاشمؑ نے لِاِيْلٰفِ بنایا ایک کمیٹی تشکیل دی عربوں کو بتایا کہ بھوکا مرنے سے کیسے تم کو بچایا جا سکتا ہے ہم تمہیں تجارت کے طریقے بتا رہے ہیں وہ ہاشمؑ جنہوں نے دوسری شادی مدینے میں کی ، زوجہ کا نام سلمیٰ تھا، اور آخری سفر تھا زندگی کا شام گئے اور وہیں وفات ہوئی یہاں بچے کی ولادت ہوئی جن کا نام ماں نے شیبہ رکھا، ہاشم کے ایک اور بیٹے اب اسد ہیں، جن کا ذکر میں کر چکا، جب اسد جوان ہوئے تو اسدؑ کے ایک بیٹی ہوئی جس کا نام فاطمہؑ ہے جنہیں دنیا فاطمہ بنت اسدؑ کہتی ہے علیؑ کے نانا کا احسان دنیا نے دیکھا وہ علیؑ کے دادا کا احسان اور یہ علیؑ کے نانا کا احسان، یہ ہیں محسنینِ اسلام اجدادِ علیؑ اور اجدادِ رسولؐ اور ہاشم جنہیں ماہِ عرب کہا جائے ہاشم کا بیٹا عبدالمطلبؑ جنہیں ماہِ بطحا کہا جائے اور عبدالمطلبؑ کا سب سے چھوٹا بیٹا عبداللہ جسے ماہ حرم کہا جائے، تاریخوں نے لکھا عرب میں ان سے زیادہ حسین

انسان کبھی نہیں پیدا ہوا، انیس سال کی عمر میں اگر شاہراہ مکہ پر آتے تو لوگ کہتے
کہ چاند طلوع ہو رہا ہے، بہت چاہتے تھے عبدالمطلبؑ اپنے سب سے چھوٹے
بیٹے عبداللہؑ کو معلوم تھا بیٹا کس عظمت کا مالک ہے ادھر حفاظت ہے جنابِ
عبداللہؑ کی اور ادھر یہودیوں کو یہ علم ہے کہ کسی وقت ظہورِ نورِ نبوت ہو جائے
گا کوشش یہ ہے کہ ظہور میں آنے سے پہلے ماں اور باپ کو قتل کر دیں پوری
عرب کی سازشیں تاریخ میں موجود ہیں کہ یہودی کیا سازشیں کر رہے ہیں اور
راہبوں کو تلاش ہے اور یہاں عبدالمطلبؑ کا یہ عالم کہ حفاظت کئے جا رہے ہیں
حفاظت کے ساتھ ساتھ اللہ سے رابطہ ختم نہیں ہو رہا ہے اجدادِ نبی کا ایسا رابطہ کہ
کئی شادیاں کیں اللہ کے حکم سے، یعنی جب زم زم کو تلاش کرنا چاہا جو بعد
اسماعیلؑ کھو گیا تھا اسے تلاش کرنے نکلے تو قریشیوں نے جنگ کی تو اُس دن خانہ

کعبہ کا غلاف پکڑ کر دعا کی تھی معبود میں اکیلا ہوں مجھے قوت بازو چاہئے اگر مجھے
دس بیٹے دے گا میں ایک بیٹا تیری راہ میں قربان کر دوں گا یہ ہے وارثِ ابراہیمؑ
جو بارگاہِ الٰہی میں دعا کر رہا ہے کہ مجھے دس بیٹے دے میں ایک بیٹا تیری راہ میں
قربان کروں اللہ نے دس بیٹے دے دیئے، آخری بیٹا عبداللہ جب دس بیٹے
پورے ہو گئے تو کہا اب میری منت کا دن آ گیا قرعہ ڈالا گیا دسوں بیٹوں کے
نام ڈالے گئے، عبداللہؑ کا نام نکلا گھر میں کہرام مچ گیا اس لئے کہ ہر بھائی کی
محبت کا مرکز یہ بھائی تھا اور ننھیال بلند ترین قبیلہ، قبیلۂ بنی مخزوم تھا ننھیال والے
بگڑے ہوئے تھے کہا پھر نکالو قرعہ پھر قرعہ پڑا پھر عبداللہ کا نام آیا سترہ بار قرعہ
پڑا ہر بار عبداللہؑ کا نام نکلا تھا۔ اب عبدالمطلبؑ نے کہا ہم قربان کر دیں گے
لیکر جب چلے خانۂ خدا کی جانب اب ہم اِس بیٹے کو قربان کر دیں گے سب سے

پہلے بہن لپٹ گئی عاتکہ ہم نہیں جانے دیں گے بھائی کو، آواز دی، اے بنی مخزوم بڑھ کر اپنے نواسے کو بچالو انہوں نے کہا عبدالمطلبؑ ہم اسے ذبح نہیں ہونے دیں گے کہا تم حکم خدا سے ہمیں روکنا چاہتے ہو، کہا قربانیاں دی جاتی ہیں بچوں کی عرب میں لیکن بچّے کے برابر کوئی مال کا قرعہ نکل آئے تو مال کی قربانی دی جاتی ہے، بچہ بچ جاتا ہے کہا قرعہ ڈالو کہا دس اونٹوں کا قرعہ ڈالو ایک طرف عبداللہؑ کا پرچہ اور دوسری طرف اونٹوں کا پرچہ ڈالا گیا، پھر عبداللہؑ کا نام نکلا عرب میں دیت میں ایک انسان کی قیمت دس اونٹ تھے، اگر کوئی آدمی یا بچہ قتل ہوجائے دس اونٹ وہ دے دے تو قتل معاف ہے یہ دیت تھی عرب کی کہا اب بیس اونٹ، پھر عبداللہؑ کا نام، اونٹ بڑھتے چلے گئے، یہاں تک کہ سو اونٹ ہوگئے اب سو اونٹوں پر قرعہ نکلا عبداللہؑ کا نام نہ آیا انسانیت کی قیمت بڑھائی عبدالمطلبؑ نے ایک انسان کی دیت سو اونٹ انسان کی قیمت بڑھائی یہ اسلام پر احسان ہے بیٹے کی قربانی نہیں تھی یہ انسانیت کی عظمت بڑھانی تھی، تو عبدالمطلبؑ انسان کی عظمت بڑھائیں اور پاکستان میں ٹکّر سے کوئی زخمی ہو جائے تو دس ہزار کہاں سو اونٹ اور کہاں دس ہزار، ارے انسانیت کی قیمت تو بڑھاؤ، عبدالمطلبؑ نے یہی بتایا کہ انسان کی قیمت بڑھاؤ انسان کو پہچانو، کافر ملک اپنے ایک انسان پر جان دے دے کہ لڑیں گے نہیں ہمیں انسان چاہیے، کون سا ملک ارے آپ روز اخبار پڑھتے ہیں، جہاز اغوا ہوجائے تو پوری دنیا کی دولت دے دیں گے ہمارا آدمی واپس کرو، وہ ہے کافر ملک یہ ہے اسلامی ملک جہاں انسان کی قیمت نہیں، مرجائیں، جل جائیں، امام باڑے جل جائیں کوئی قیمت نہیں انسان کی اور اسلام کا پہلا اصول کہ انسانیت کی عظمت کو

سمجھو، عبدالمطلبؑ نے کہا نہیں تین بار قرعہ ڈالیں گے اگر تین بار سو اونٹ نکلیں گے تب ہم مانیں گے، جب تین بار اُونٹوں کا قرعہ نکلا تو عبداللہؑ کو کھینچ کر بہن نے سینے سے لگا لیا عاتکہ خاتون نے اور سارے ماموں، ماں، ابوطالبؑ لپٹ گئے عبداللہ سے کہ قربانی قبول بھی ہو گئی اور عبداللہؑ بچ بھی گئے پورا مکّہ ساتھ تھا عبدالمطلبؑ بیٹے کو لے کر چلے تاریخ نے لکھا کہ شاہراہوں پر عرب کے بڑے بڑے لوگوں کی بیٹیاں کھڑی ہو گئیں اونٹوں کی قطاریں لے کر ان پر زرو جواہر لے کر اور کہتی جاتی تھیں عبداللہؑ ہم سے شادی کرو عرب کی تاریخ میں ایسا نہیں ملتا تھا کہ عورتوں نے پکار کر کسی جوان سے کہا ہو کہ ہم سے شادی کرو واحد مثال ہے عرب میں کہ جب عبداللہؑ باپ کے ساتھ چلے تو بڑے بڑے سرداروں کی بیٹیاں پکار رہی تھیں کہ ہم سے نکاح کرو، عبداللہ نے کسی بھی طرف رُخ نہیں کیا، ایک عورت قتیلہ اور اُس کا شجرہ بھی یہ ہے کہ قصیٰ، قصیٰ کے بیٹے اسد، اسد کے بیٹے نوفل اور نوفل کے بیٹے ورقہ اور ورقہ کی بہن قتیلہ یعنی جناب خدیجہؑ کی چچا زاد بہن ہے اس نے کہا سارا زرو جواہر دے دوں گی اے عبداللہ چاہے ایک رات کے لئے نکاح کر لو عبداللہ تم سے زیادہ حسین انسان عرب میں نہیں ہے دیکھئے یہ واقعہ صرف اس لئے پڑھ رہا ہوں تاکہ عبداللہ کی عظمت سمجھ میں آئے، عبداللہ نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا اور جب نکاح ہو چکا، جنابِ آمنہ بنتِ وہب سے تو جناب عبداللہ واپس قتیلہ کے پاس گئے کہا نکاح کرے گی، کہا میں نے کچھ سوچ کر کہا تھا کہا کیوں نہیں کرتی نکاح کہا پیشانی کا نور چلا گیا اب عبداللہؑ تمہاری ضرورت نہیں ہے میں نے تو اس نور کے لئے کہا تھا کہ مجھ سے عقد کرو، مسکرا کر واپس آ گئے، جنابِ عبداللہ اکثر باپ کے ساتھ شکار کھیلنے

جاتے اک دن اکیلے چلے گئے یہودیوں کی سازش تیار ہو چکی انہیں دن معلوم تھا کب ظہور ہونے والا ہے تلواروں کو زہر میں بجھا کر آئے کہ آنے والے نبیؐ کے باپ کو قتل کر دیا جائے، کئی ہزار یہودی اُس وقت جب شکار کرنے کے بعد شکار کو ذبح کر رہے تھے چاروں طرف سے یہودیوں نے گھیر لیا جناب عبداللہ نے تیر و کمان اُٹھایا تیر چلائے کچھ گرے اب چاہا کہ نکل جائیں لیکن یہودیوں نے چاروں طرف سے تیروں کی بارش کی تلواریں چلنے لگیں جناب عبداللہؑ لڑتے رہے مقابلہ کرتے رہے اور آواز دیتے جاتے تھے کیا میں نے تم میں سے کسی کو قتل کیا کیا میں نے تمہارا مال چھینا ہے، کیا میں نے تم میں سے کسی کا نقصان کیا ہے، یہ عبداللہؑ اور وہ کربلا ایک فکر عطا کی اس گھرانے نے کہ جب بے خطا قتل کرو گے تو پوچھیں گے کیوں قتل کر رہے ہو، عبداللہؑ کو کیا معلوم کہ یہ لڑائی کیوں ہو رہی ہے لڑائی ہو رہی تھی کہ جناب آمنہؑ کے والد جناب وہب ادھر سے گزرے، عبداللہ عبدالمطلبؑ کا جوان بیٹا خوبصورت بیٹا یہودیوں میں گھرا ہوا تھا۔ چاروں طرف سے وار ہو رہے تھے، واپس آئے اور آواز دی بنی ہاشم جلدی آؤ تمہارا چاند دشمنوں میں گھرا ہوا ہے، بنی ہاشم تلواریں لئے ہوئے آئے یہودیوں کو مار کر بھگایا، عبداللہ کو ساتھ خیریت لے کر گھر واپس آئے، ابھی عبداللہؑ کو لے کر عبدالمطلبؑ آئے تھے اُدھر وہب اپنے گھر پہنچے، زوجہ سے کہا آج ہم نے عجیب منظر دیکھا کہ عبدالمطلبؑ کا بیٹا ہزاروں یہودیوں میں گھر گیا تھا چاروں طرف سے تلواریں چل رہیں تھیں حملے پر حملے ہو رہے تھے، ہم نے آسمان سے ملائکہ کو اترتے دیکھا جو اُس کی حفاظت کر رہے تھے، ہم نے آج تک ایسا منظر مکّے میں نہیں دیکھا زوجہ نے کہا کیا اچھا ہو کہ بنی ہاشم میری بیٹی

آمنہؑ کو قبول کر لیں قدرت نے ایک اہتمام کیا ہے ورنہ اس واقعے کی ضرورت کیا تھی کہ جس دن یہودی نبوت کا چراغ بجھانا چاہیں اُسی دن عقد ہو اور وہب بن عبد مناف نے آ کر عبد المطلبؑ سے ملاقات کی، جیسے ہی آئے عبد المطلبؑ نے کہا تم نے ہم پر بڑا احسان کیا تم نے آ کر بنی ہاشم کو بتا دیا، ورنہ ہمارے گھر کا چراغ بجھ جاتا، جناب عبد المطلبؑ پیارے بیٹے عبد اللہ کو ساتھ لے کر بنی زُہرہ کے رئیس جناب وہبؑ کے یہاں گئے اور اپنے بیٹے کے لئے اُن کی بیٹی جناب سیّدہ بی بی آمنہ کا پیغام دیا۔ وہب نے قبول کیا بنی ہاشم بارات لے کر گئے وہب کی بیٹی آمنہؑ کو بیاہ کر لائے، تاریخ نے لکھا کہ اس عہد میں عرب میں آمنہؑ سے بلند با اخلاق با کردار حسین وجمیل کسی سردار کی بیٹی نہ تھی یہ عبد اللہؑ وہ آمنہؑ ہیں کلاب کی نسل میں دو شاخیں تھیں قرآن نے آواز دی، مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ہم نے علم و نور کے دو دریا جاری کئے جب چاہتے ہیں انہیں آپس میں ملا دیتے ہیں، اور جب ہم اُن دو دریاؤں کو ملا دیتے ہیں تو عالمِ انسانیت کے لئے نعمت بنا دیتے ہیں، اور جب وہ انسانیت کے لئے نعمت بن جاتے ہیں، تو یہ سرکش انسان ان نعمتوں کو ٹھکراتا ہے تو فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ تم اللہ کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ہم نے عبد اللہؑ اور آمنہؑ کو ملایا اس لئے کہ نبوت ظہور میں آئے، نُقطۂ دائرۃ الوجود آئے، انسانیت کبریٰ آئے، عصمتِ کبریٰ آئے، لیکن قدرت کو منظور یہ ہے کہ وہ نور وہ بچہ شکم میں ہے پانچ ماہ کا عبد اللہؑ مدینے گئے اور وفات پا گئے۔ بچّہ آغوشِ مادر میں آیا دنیا پر کھلا کہ ظہورِ نور ہو گیا۔ فارس کے آتش کدے کی آگ بجھ گئی قصر بادشاہان ایران کے سارے کنگرے گر گئے زمین کو زلزلہ ہوا شیطان گھبرا گیا چیلوں کو بلایا

شاگردوں کو بلایا جاؤ خبر تو لاؤ کہ جزیرہ عرب میں ہوا کیا ہے، وہ گئے اور واپس آئے کہا چاروں طرف پہرہ ہے جا نہیں سکتے، کہا ہم جائیں گے مکے میں ابوقبیس کی پہاڑیوں سے جانا چاہا کہ جبریلؑ نے روک دیا، کہا نہیں جاسکتا غارِ ثور سے چلا میکائیلؑ نے روک دیا چاروں طرف چکر لگا رہا ہے جب دیکھا چاروں طرف ملائکہ کا پہرا لگا ہوا ہے تو جبریلؑ سے پوچھا یہ تو بتادو کہ کیا ہوا ہے کہا تیری موت کی خبر آئی ہے کہا کیسے، کہا کہ آمنہؑ کو اللہ نے چاند سا ایک بیٹا عطا کیا ہے یہ جشن یہ دھوم عرش سے فرش تک اسلام کا نبیؐ پیدا ہوا ہے کیا دھوم تھی چاروں طرف اور مسلمانوں کا یہ حال کہ انہیں تاریخ ولادت ظہور نبیؐ کا پتہ ہی نہیں آپ کے ملک میں تو کچھ بارہ ربیع الاوّل کو ہو بھی جاتا ہے مگر سعودی عرب میں تو کچھ ہوتا ہی نہیں وہاں یوم ولادت پر کچھ نہیں ہوتا، پچھلے سال پاکستانیوں نے بارہ

ربیع الاوّل کو مسجدِ نبویؐ سے جلوس نکالا سب پکڑے گئے، پوچھا گیا کہ یہ کیا ہے، کہا جشنِ ولادت، کہا کون سی تاریخ تو مسلمانوں کے پاس تاریخ ہی نہیں ہے۔ علامہ اقبال بانی پاکستان خواب دیکھیں انہوں نے صرف خواب دیکھا تو اتنی دھوم دھام کہ نو نومبر کو دن بھر ریڈیو، ٹی وی، اخبار پر اقبال، اقبال رہے گا، صابری قوال شکوہ گائے گا، آپ سنیں گے تو ان کا جب جشن ہو رہا تھا تو پورا بورڈ گورنمنٹ نے بنایا تھا، کسی نے کہا سات نومبر، کسی نے کہا آٹھ نومبر، کسی نے کہا پانچ نومبر تو گورنمنٹ نے کہا جاؤ سیالکوٹ اور پتہ لگاؤ صحیح صحیح تاریخ ہسپتال سے نکلوا کے لاؤ، تاریخ صحیح ملی تو اُسی دن سے چھٹی جاری ہے ایک خواب دیکھا، ایک چھوٹے سے ملک کے لئے تو اتنا اہتمام اور جس نے عالم انسانیت کو سجایا اور جس کے سبب کائنات بنی اُس ہستی کی تاریخِ ولادت کی حکومت کو، مسلمانوں کو

فکر نہیں کہ حکومت دانشوروں کو وکلاء کو ادیبوں کو فلسفیوں کو علماء کو جمع کرے اور ایک دن صحیح تاریخ نکالیں تا کہ الگ الگ نہ منائی جائے ، شبلی اور مودودی لکھتے ہیں نو ربیع الاول ہے، مسلمان کہتے ہیں بارہ ربیع الاول کو ولادت ہے اور شیعہ کہتے ہیں سترہ کو پیدا ہوا تو ایک تاریخ کیوں نہیں ملتی اُس کی وجہ ہے تقریر اپنی منزل سے قریب ہے کہ جب پیدا ہوئے تو باپ نہیں تھا، سر پرست نہیں تھا تو راوی کہاں ہے سر پرست کون ہے، جو سر پرست ہے وہی تاریخ بتا سکتا ہے، ولادت تو ولادت وفات کی تاریخ بھی مسلمانوں کے پاس نہیں ہے، کہا اسی تاریخ کو پیدا ہوئے ، اسی تاریخ کو وفات ہوگئی تاریخ صرف ایک ہی بتا سکتا ہے دیکھیے نام ہے بارہ وفات اور ہوتا ہے جشن عید میلاد النبی یعنی ولادت اور وفات جمع کردی مسلمانوں نے نہ اس کا پتہ نہ اُس کا پتہ تو دونوں تاریخوں کا گواہ کون جب پیدا ہوئے تو واحد گواہ ابو طالبؑ جب وفات پائی واحد گواہ علی ایمانِ ابو طالبؑ کا انکار کر کے تاریخ ولادت کھودی اور کُلِ ایمان کے حق کا انکار کر کے وفات کی تاریخ کھودی ادھر ایمان کا اقرار کرو تو تاریخ مل جائے ادھر علیؑ کے حق کو مان لو تو وفات کی تاریخ مل جائے۔

آمنہؑ کی گود میں عبداللہؑ کا چاند آیا سب سے پہلے خبر لانے والی بی بی فاطمہؑ بنت اسد ہیں حجرے سے باہر آ کر تیر کی طرح سب سے پہلے ابو طالبؑ کو خبر دی اے میرے والی، میرے وارث، میرے سر تاج آپ کو مبارک ہو آمنہؑ کو اللہ نے چاند سا بیٹا عطا کیا ابو طالبؑ مسکرائے کہا اے فاطمہؑ تمہیں بھی مبارک ہو، تمہاری پیشانی کا نور یہ بتا رہا ہے کہ تیس سال کے بعد اللہ تم کو بھی ایک ایسا ہی بیٹا عطا کرے گا اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ مولا علیؑ تیس عام الفیل تیرہ رجب

کو پیدا ہوئے'' علیؑ کی تاریخِ ولادت میں کوئی اختلاف نہیں، ابو طالبؑ نے اسلامی کیلنڈر دے دیا یعنی تیس سال بعد جب علیؑ پیدا ہوئے تو اُس سے تیس سال پیچھے جاؤ تو تیرہ رجب عام الفیل تاریخ سے تیس سال پیچھے جاؤ تاریخ جہاں ٹھہرے وہی تاریخ وہی مہینہ کیلنڈر بنانا کیا مشکل ہے تاریخ تلاش کرنا چاہو تو ابو طالبؑ بتائیں گے تاریخ مل سکتی ہے اسی طرح وفات کی تاریخ بھی تلاش کر سکتے ہو لیکن جب مسلمان کوئی فیصلہ کرنا چاہیں تو جب نہ، فرقوں کو ایک جگہ جمع کرانا چاہیں نہ کوئی فیصلہ کرنا چاہیں تو مسلمان یہ چاہتا ہے کہ اختلاف باقی رہے اگر رسولؐ سے دلچسپی ہوتی تو آ رہا ہے ربیع الاوّل دیکھیں گے کیا ہے، مسلمانوں کو دلچسپی ہے یا نہیں؟، ذکر ہے عید میلادالنبیؐ کا اور تقریریں ہو رہی ہیں طلحہ پر، زبیر پر، عبداللہ ابن عوف پر فلاں فلاں پر ارے رسولؐ کی ولادت ہے، یہ طلحہ، زبیر، خالد بن ولید ارے ولادت تو رسولؐ کی ہے ان کا کیا تعلق اگر زیادہ سے زیادہ ذکر کرو یا حلیمہ کا، ارے آمنہؑ کا یا حضرت عبداللہؑ کا ذکر کرو لیکن ہم نے نہیں سنا کہ اعلان آیا ہو آج آمنہؑ پر تقریر ہے، آج عبداللہؑ کا ذکر کر رہے ہیں۔ احسان فراموش مسلمان حضرت ابو طالبؑ کا ذکر نہیں کرتے جس کی گود میں نبیؐ پلے اُسے بھولے جا رہے ہیں جب ماں باپ کو بھولے جا رہے ہیں تو اولاد کو کیوں نہیں بھولیں گے، یعنی نامِ حرم ہیں عبداللہؑ اور عبداللہ سے حسین کوئی نہیں یعنی شبیہ ہیں رسولِ عبداللہؑ کی قد میں شان میں چال میں، رفتار میں، گفتار میں، باپ کی شبیہ ہیں، ابو طالبؑ نے جب بھی محمدؐ کو دیکھا کہا میں نے اپنے بھائی عبداللہؑ کو دیکھ لیا جتنے خوبصورت عبداللہؑ ہیں اتنے ہی خوبصورت، ختمی مرتبتؐ ہیں اور تاریخ نے لکھا کہ بیٹی فاطمہؑ سر سے پیر تک اپنے باپ کی شبیہ

تھیں، وہی شکل، وہی عقل وہی رفتار وہی گفتار وہی انداز تقریر ختم ہو گئی۔

راوی ہے انس بن مالک جو خادمِ رسولؐ مقبول ہے، وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنی ماں سے بچپن میں ضد کی کہاماں مجھ کو بتاؤ کہ فاطمہؑ کیسی تھیں، بحارالانوار مجلسی کی روایت ہے ماں نے کہا بیٹا میں تجھے سراپا نہیں بتاؤں گی فاطمہؑ کا، کہا اماں تم نے شہزادی کو دیکھا ہے مجھے بتاؤ، کہا نہیں تجھے نہیں بتا سکتی تین بار بیٹے نے کہاماں نے انکار کر دیا جب بیٹے نے قسم دی تو ماں نے کہا سنو جب پہلی بار میں گئی کنیزوں نے کہا شہزادی حجرے میں آرام کر رہی ہیں میں صحن خانہ میں انتظار میں زمین پہ بیٹھ گئی کہ میں شہزادی کی زیارت کر کے جاؤں گی سن میرے بیٹے کچھ دیر کے بعد میری نظر در پر گئیؑ میں نے دیکھا سیاہ بادلوں سے چاند طلوع ہو رہا تھا میں اس سے زیادہ کچھ نہیں بتا سکتی کہ درعصمت سرا سے چاند طلوع ہو رہا تھا۔

روایت کے مکمل جملے یہ ہیں:

"کانها قمر فی الیلة البدر او الشمس کفرت غماما أوخرجت من السحاب و کانت بیضاء بضة اشبه الناس برسولؐ الله"

"ان کا چہرہ مثل ماہِ شبِ چہاردھم تھا یا مانندِ آفتاب جب وہ بادلوں سے نکلے اور تاریکی اس کی تابانیوں سے چھٹ جائے۔ چہرے کا نور وضیاء رسولؐ اللہ سے سب سے زیادہ مشابہ تھا۔"

اس سے زیادہ تاریخ نے جملے نہیں لکھے وہ عبداللہؑ وہ محمدؐ یہ فاطمہؑ اب تاریخ نے لکھا کہ حسن مجتبیٰ اپنے نانا اور اپنی ماں کی شبیہ تھے، جدھر سے گزر جاتے لوگ دھوکا کھا جاتے کہ یہ رسولؐ ہیں یا حسنؑ، تاریخ نے لکھا کہ حسنؑ کا چودہ برس

کا بیٹا قاسمؑ اپنے بابا کی شبیہ تھا۔کلب کی نسل میں ایک بیٹے کا نام ہے عدی اور عدی کے بیٹے کا نام ہے امراء القیس، امراء القیس کی دو بیٹیاں تھیں ایک کا نام رملہ،ایک کا نام سلمٰی، رملہ کی شادی حسن مجتبیٰؑ سے ہوئی، سلمٰی کی شادی حسینؑ سے ہوئی، بنی ہاشم کے دستور کے مطابق جب بیٹی بیاہ کر گھر لاتے تھے اُسے خطاب دیتے تھے جب ام البنینؑ کو بیاہ کر لائے نام فاطمہ تھا خطاب اُمّ البنینؑ پایا اور جب رملہ کو بیاہ کر لائے تو علیؑ نے خطاب دیا ام فروہؑ اور جب سلمٰیؑ کو بیاہ کر لائے تو خطاب دیا اُمِ ربابؑ دونوں سگی بہنیں تھیں، اُمِ فروہؑ کا بیٹا قاسمؑ حُسن، اخلاق اور عظمتیں جناب قاسمؑ کو دونوں طرف سے مل رہی ہیں اُمِ فروہؑ چار بیٹے لے کر کربلا آئیں سب سے چھوٹا بیٹا قاسمؑ اور اس بی بی کی بے کسی اور بڑھ جاتی ہے کہ بی بی بیوہ ہے اور چاروں بیٹوں کو قربان کر دیا۔

جنت البقیع سے روضہ رسولؐ تک درمیان میں محلہ بنی ہاشم مکان تمام توڑ دیئے گئے ہیں محلہ بنی ہاشم کو مسمار کر دیا ہے اور اُسے مسجد نبویؐ میں ملایا جا رہا ہے، فہرست میں جو دیکھا تو پتہ چلا کہ یہاں کے جو مکان بنے ہوئے تھے وہ ہر امام کے مکان تھے تاریخ میں لکھا ہے محلہ بنی ہاشم آباد تھا اور بعد کربلا اُجڑ گیا سیّد الساجدینؑ نے پھر آباد کیا اور حضرت امام موسیٰ کاظمؑ تک آباد رہا، جب مامون نے حضرت امام علی رضاؑ کو بلایا تو مدینہ پھر اُجڑ گیا اور حکم یہ آیا کہ مدینے میں سادات نہ رہیں، سادات کے گھروں پر حملے ہونے لگے تو ماؤں نے پچھلے دروازوں سے امام زادوں کو بچوں کو رخصت کر دیا چھوٹے چھوٹے بچے ماؤں سے زادِ راہ لے کر اپنی ماؤں سے گلے مل کر مدینہ چھوڑ کر چلے گئے، مائیں روتی رہیں، بچے رخصت ہوتے رہے، اور مائیں کہتیں تھیں جاؤ نسلوں کو محفوظ کرو،

میں نے اُس اُجڑے محلے کو دیکھا کہ کس طرح ماؤں نے بچوں کو رخصت کیا ہوگا کس کس شاہراہ سے بچے بھٹک کر گئے ہوں گے امام موسیٰ کاظمؑ کے سترہ بیٹے تھے، سترہ بیٹیاں تھیں، علیؑ کی وراثت پائی ہے، وہاں بھی اٹھارہ بیٹیاں اور اٹھارہ بیٹے تھے، امام موسیٰ کاظمؑ کی بھی سترہ بیٹیاں اور سترہ بیٹے تھے چھوٹے چھوٹے بچے گھر سے نکلے ایک کا انجام تاریخ نے یہ بتایا کہ بھٹکتا ہوا باپ کا پتہ لگاتا ہوا بغداد پہنچا پتہ چلا کہ اولادِ فاطمہؑ ہے ننھا سا بچہ حکومت نے پکڑا اور بغداد کی دیوار میں چُن دیا بچّے کو دیوار میں چنا جا رہا تھا، ننھی ننھی زلفیں ہوا میں اُڑ رہی تھیں ایک مسافر وہاں سے گزرا رو کر آواز دی اے مسافر جب مدینے جانا ہو تو محلۂ بنی ہاشم میں پہنچنا تو ایک گھر سے رونے کی آواز آئے گی، اس دروازے پر رُک جانا اور پکار کر کہنا کہ ماں اب بیٹے کا انتظار نہ کرنا اب بیٹا نہیں آئے گا، اب میں اُس منزل پر لانا چاہ رہا ہوں اور ایک بیٹا اُس کا نام تھا قاسمؑ، قاسمؑ نے ماں سے کہا اماں ہم بابا کے پاس جائیں گے بغداد میں قید سے انہیں چھڑائیں گے، بابا کو گھر واپس لائیں گے، ماں نے کہا جاؤ شہزادہ گھر سے نکلا راستہ بھٹک گیا بغداد کی بجائے شہر حلّہ نکل گیا، جس جگہ جا کر پناہ لی وہ ایک بہشتیوں کا محلہ تھا وہ مومنین تھے، شریف لوگ تھے انہوں نے پناہ دی اور وہیں پر اُن لوگوں کے ساتھ مزدوری کرتا گھروں میں پانی بھرتے بھرتے جوان ہو گیا جس بہشتی کے گھر کام کرتا تھا، ایک دن اُس نے کہا اگر تم چاہو تو میں اپنی بیٹی کی شادی تم سے کر دوں شادی ہو گئی لیکن امام زادے نے شہزادے نے یہ نہ بتایا کہ ہم کون ہیں اپنے کو چھپائے ہوئے ہے نہ نام بتایا نہ خاندان بتایا اسی دوران ایک بیٹی کی ولادت ہوئی بچی بڑی ہو گئی جوان ہو گئی کچھ دنوں کے بعد بیمار پڑ گئے

آخری وقت کو اپنے محسوس کیا اپنی زوجہ کو بلایا اور کہا اب میرے بچنے کی امید نہیں ہے چاہتا ہوں کہ میں اپنے جانے سے پہلے تمہارے لئے سہارا کر جاؤں میں اپنی بچی کو کیسے بتاؤں کہ اس کے جسم میں کس کا لہو ہے ایک بار کہا اپنے باپ کو بلاؤ کہ کچھ لکھوا دوں، زوجہ گئی اور واپس آئی روتی جاتی ہے اور کہتی ہے کہ بابا نہیں آ سکتے کہا پھر جاؤ بلا کے لاؤ بس تقریر کے آخری جملے اُس نے پھر آ کر کہا کوئی ضروری کام ہے بابا نہیں آ سکتے شہزادے نے رو کر کہا میں تمہارے باپ کو بلا رہا ہوں، میں مر رہا ہوں کیا اس سے بھی زیادہ کوئی ضروری کام ہے کہا ہم تمہیں نہیں بتا سکتے اس لئے کہ تم غیر ہو ہم تمہیں اپنا راز نہیں بتا سکتے زوجہ کہتی ہے آپ کو کیا معلوم ہے کہ آج ہم پر کیا گزر گئی کہا تم میری زوجہ ہو تمہیں میری حق کی قسم بتاؤ کیا ہوا جو تمہارا بابا نہیں آتا کہا اچھا میرے وارث

سنو آج ہمارا ساتواں امام بغداد میں مارا گیا ہمارا سارا قبیلہ اس امام کے غم میں سوگ وار ہے بس یہ سننا تھا ایک بار سینے پر ہاتھ مارا اور کہا بابا آپ کے پاس بیٹا بھی آ رہا ہے بابا میں تو تلاش کرنے نکلا تھا، مجھ سے پہلے چلے گئے اچھا میرے قریب آؤ زوجہ قریب آئی سنو جب میں مر جاؤں مجھے دفن کر کے میری بیٹی کو لے کر مدینے جانا اور جب محلہ بنی ہاشم پہنچنا بیٹی کو آگے آگے رکھنا یہ خود تلاش کرے گی بس میری بیٹی جس مکان پر رُک جائے سمجھ لینا وہ میرا گھر ہے میرے گھر والے میری بیٹی کی حفاظت کریں گے قاسمؑ نے انتقال کیا انتقال کے بعد زوجہ برقعہ اوڑھ کر بیٹی کو لے کر چلی محلہ بنی ہاشم میں پہنچی اُجڑا ہوا محلہ کربلا کے بعد اُجڑ چکا، موسیٰ کاظمؑ کے بعد اُجڑ چکا اُداسی چھائی ہوئی کہا بیٹی آگے بڑھو بیٹی آگے بڑھی چلتے چلتے اک دروازے پر رُک گئی، دروازے پر دستک دی،

دروازہ کھلا گھر کی عورتوں نے کہا اے بی بی کہاں سے آئی ہو کون ہو نام بتاؤ کس سے ملنا ہے ماں بھی خاموش بیٹی بھی خاموش اک بار مجمعے کو ہٹا کر اک بی بی عصا کا سہارا لئے آواز دیتی ہے ہٹو ہٹو میں بھی تو دیکھوں کون آیا ہے بیبیوں نے کہا ہٹو حمیدہ خاتون آرہی ہیں مادر امامؑ آرہی ہیں ادب سے بیبیاں جھک گئیں، مادرِ امامؑ آگے بڑھیں اک بار بچّی کے چہرے کو دیکھا پہچان گئیں ارے یہ تو میرے بیٹے قاسمؑ کی نشانی ہے ماں نے پہچان لیا حمیدہ بی بی آپ نے اپنی نشانی پالی، اُمِ فروہؓ سے پوچھو قاسمؑ ابن حسنؑ کا پامال لاشہ آیا ہے، ماں کو بیٹے کی نشانی کیا ملی، ہائے قاسمؑ ہائے قاسمؑ بس آخری جملہ سن لیجئے جب شہزادہؑ قاسمؑ کی ماں مدینے پہنچیں تو پہلی مجلس جب مدینے میں ہوئی تو وہ اُمِ فروہؓ کے گھر ہوئی سب بیبیاں اُمِ فروہؓ کو تعزیت دینے گئیں، جب قاسمؑ کا حجرہ خالی دیکھا ہوگا ہائے قاسمؑ ہائے قاسمؑ۔

پانچویں مجلس

محسنینِ اسلام

حضرت خدیجہؑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ کے لیے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے

عشرۂ چہلم کی پانچویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں نصف عشرے تک آج ہم پہنچے عنوان آپ حضرات کو معلوم ہے "محسنینِ اسلامؑ" پہلی تقریر میں میں نے عرض کر دیا تھا کہ عنوان بہت وسیع ہے، اور جب تک عنوان وسیع نہ ہو پڑھنے کا لطف آتا ہے نہ سننے کا لطف آتا ہے اور میں ہمیشہ ایسے ہی عنوانات کا انتخاب کرتا ہوں جس میں بے شمار علم کے ذخیرے ہوں تاکہ مجھے خود انتخاب کرنے میں مشکل ہو جائے اور انتخاب کرنے میں اس لئے مشکل ہو جائے کہ آپ نے دیکھا کہ آیت کے ذیل میں گفتگو اور پہلی تقریر تمہید آغاز میں مَیں نے حضرتِ عبدالمطلبؑ پھر دوسری تقریر اُن ہی کی بارگاہ میں نذر کی تیسری تقریر جناب ابوطالبؑ کی نذر تھی، اور اُس کے بعد جو تقریریں ہوئیں جیسا کہ کل آپ نے دیکھا کہ ایک ایسا موضوع جسے مجلس کا موضوع بنانا بہت ہی مشکل ترین امر تھا جنابِ عبداللہؑ اور جناب آمنہؑ اور اس کے ساتھ ساتھ ہونا تو یہ

چاہئے کہ جناب عدنان فرزندِ جنابِ اسماعیلؑ سے لے کر اور جناب عبدالمطلبؑ تک تمام اجداد نبیؐ پر ایک ایک تقریر کی جائے جو اب تک نہیں ہوا لیکن اب ظاہر ہے کہ اس سال موقع نہیں تھا پھر بھی میں نے کل جنابِ کلابؑ کا ذکر کیا جو ساتویں پشت پیچھے ہیں ختمی مرتبت کے اجداد سے ایک ایک جد نبیؐ کا ایسا ہے کہ اگر آپ اُن کے حالات زندگی دیکھیں تو کوئی ثبوت ہو یا نہ ہو تاریخ کا مورخ کا حدیث کا حوالہ ہو یا نہ ہو صرف تاریخ میں اُن کی حیات پڑھ لیں تو کوئی نہ کوئی ایک واقعہ خود آپ کو بتا دے گا کہ یہ ولی بول رہا تھا، یہ ولی بول رہا ہے، اُس کا کوئی بھی عمل اُس کا کوئی بھی فعل اُس کی کوئی بھی ایجاد اُس کی کوئی بھی رسم ہو دراصل یہ تہذیب تھی عرب میں کہ نبیؐ کے آنے سے پہلے حالات سازگار بنائے جائیں اور کیونکہ ابراہیمؑ کی دعا تھی کہ ایک اُمت ایسی باقی رہے کہ جس میں وہ آئے کافروں میں اُس کو نہیں آنا ہے اُسے آنا ایک پاکیزہ اُمت میں ہے اور امت جو ہے وہ ظاہر ہے کہ لاکھوں کی نہیں ہوا کرتی قرآن کی نظر میں اگر ایک آدمی بھی ہے تو وہ پوری اُمت ہے۔ (نعرہ صلوٰۃ)

اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا (سورہ نحل آیت ۱۲۰)

"ابراہیم ایک فرد ہوتے ہوئے بھی تنہا ایک اُمّت تھے۔"

بھئی آدمؑ آئے حوّاؑ آئیں نبی آ گیا اُمت کہاں ہے بتایئے بھئی آدمؑ آئے نبی بنا کر زمین پر بھیجے گئے، اُمت کہاں ہے، حوّا اُمت، آپ دیکھتے جائیں کہ اجدادِ نبی میں ماؤں کا یہ مرتبہ ہے ایک پوری اُمت کے برابر وزن ہے یہ ہے مرتبہ اور جیسا کہ میں نے کل کہا تھا کہ اجدادِ نبی میں دادیوں کے نام بھی شجرے میں محفوظ ہیں جو دنیا کے کسی انسان کو شرف نہیں ملا، ماؤں کے نام تاریخ میں

شجروں میں کسی کے محفوظ نہیں کیئے، سوا ختمی مرتبتؐ کے اور یہ شرف یعنی تاریخ نے لکھا کہ حضرت ابو طالبؑ کو یہ شرف ملا کہ ابوطالبؑ کی ماں کا نام فاطمہؑ، ابوطالبؑ کی دادی کا نام فاطمہؑ، ابو طالبؑ کی پردادی کا نام فاطمہؑ، ابوطالبؑ کی زوجہ کا نام فاطمہؑ بنت اسدؑ، ابوطالبؑ کی ساس کا نام فاطمہؑ، ابوطالبؑ کی بہو کا نام فاطمہؑ ابوطالبؑ کی پوتی کا نام فاطمہؑ، ابوطالبؑ کی بیٹی کا نام فاطمہؑ، فاطمہؑ کے معنی ہیں نارِ جہنم سے بچانے والی، اتنی فاطمہؑ ہیں جو محشر میں آئیں گی۔ (نعرہ حیدری)

اور پھر ایک بیٹی کا نام بھی فاطمہؑ ہے، کنیت اُمِ ہانیؑ ہے نام فاطمہؑ ہر امام نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہؑ رکھا، کتنی پوتیوں کے نام فاطمہؑ ہیں ابو طالبؑ کے شجرے میں یہ شرف ہے ابو طالبؑ کا تو اتفاق سے یہ عجیب بات ہے کہ جنابِ خدیجہؑ کی والدہ کا نام بھی فاطمہؑ یعنی اس خاندان میں خاندان الگ نہیں ہیں شاخ الگ نہیں ہے کل آپ سن چکے جناب آمنہؑ کا ذکر شجرہ ایک ہے پھر سے یاد دلا دوں تا کہ زحمت نہ ہو آگے جو الفاظ میں کہوں گا اور جو چیزیں آئیں گی کلاب کا بڑا بیٹا زُہرہ اور زُہرہ کے بیٹے عبد منافؑ عبد منافؑ کے بیٹے وَہبؑ وَہبؑ کی بیٹی آمنہؑ تنہا بیٹی ایک ہی بیٹی ہے وَہبؑ کی آمنہؑ اور قدرت نے اپنے خزانے میں رکھا تھا کہ یہ نبی کی ماں بنے گی اکیلی بیٹی وہب کی کلابؑ سے اور کلابؑ کے چھوٹے بیٹے قصیؑ اور قصیؑ کے بیٹے عبدمنافؑ اور اُن کے بیٹے ہاشمؑ، ہاشمؑ کے بیٹے عبدالمطلبؑ، عبدالمطلبؑ کے بیٹے عبداللہؑ اور ابوطالبؑ۔ (نعرہ صلوٰۃ)

قدرت کو منظور یہ ہے کہ اب جو شجرہ چلے تو اتنا پاکیزہ ہو کہ نبیؐ کے لئے یہ اہتمام کلاب سے دو شاخیں نکلیں تو اب کلاب کے بیٹے قصیؑ اب قصیؑ سے پھر دو شاخیں نکلیں قصیؑ کے بڑے بیٹے تو ہیں عبد مناف لیکن چھوٹے بیٹے ہیں

عبدالعزیٰ، اب دونوں ساتھ چل رہے ہیں قصیٰؑ کلاب کے بیٹے، قصیؑ کے چھوٹے بیٹے عبدالعزیٰ، عبدالعزیٰ کے بیٹے اسدؑ، اسدؑ کے بیٹے خویلدؑ، خویلدؑ کی بیٹی خدیجہؑ دیکھیے اب دونوں شجرے برابر چل رہے ہیں تو خدیجہؑ کہیں الگ سے نہیں آئیں، قریش میں سے ہیں انتخاب ہوگا تو خاندان سے پاکیزہ نسل سے ہوگا کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ نبیؐ کے گھر جو پہلی زوجہ آئی قدرت کو منظور یہ ہے کہ بعد میں تیرہ آئیں، پندرہ آئیں، جتنی بھی آئیں، آئیں کہیں سے آئیں کسی قبیلے سے آئیں لیکن یہ پاکیزہ صدف آئے اس لئے کہ عصمت کا سلسلہ یہاں سے چلنا ہے ایک بیٹی نبیؐ کو عطا ہوگی جو کوثر ہے اُس کا سلسلہ چلانا ہے تو پاکیزہ نسل چلے تو اس طرح پاکیزہ رکھا قریش میں کہ پورے عرب کی تاریخ نے لکھا کہ ایاّم جاہلیت میں عالَمِ کفر میں واحد بی بی تھیں جس کو پورا عرب طاہرہ کہہ کر پکارتا تھا کفر کے اندھیروں میں خدیجہؑ کو طاہرہ کہہ کر پکارا جائے عرب کے کسی آدمی نے نام نہیں لیا جب بھی کہا ہماری سردار ملیکۃ العرب طاہرہ۔ جو طاہرہ کا لقب پالے تو میں کیا تاریخ سے پوچھوں یا مسلمانوں سے پوچھوں کہ جس کا لقب طاہرہ ہو وہ مسلسل چار شادیاں کرے اور پھر عرب یہ نہ کہے کہ اب اس کو طاہرہ کیوں کہیں، تاریخ میں یا تو مریم کو طاہرہ کہا گیا سارہؑ کو طاہرہ کہا گیا یا پھر فاطمہؑ کو طاہرہ کہا گیا تو اگر خدیجہؑ کو طاہرہ کہا تو یہ عرب بار بار طاہرہ کہہ کیوں رہا ہے اس لقب نے بتایا خدیجہؑ بی بی کی صرف ایک شادی رسولؐ اللہ سے ہوئی اس سے پہلے کوئی شادی نہیں ہوئی ابھی باتیں آئیں گی یہ اس لئے تسلسل دے رہا ہوں کہ ابھی یہ نہ سمجھئے گا کہ ایک تقریر جائے گی اس لئے کہ آج پانچویں تقریر ہے اور میرے لئے مجبوری یہ ہے کہ محسنین اسلامؑ میں ابھی تک مردوں کا ذکر تھا۔ آج میں چاہتا

ہوں ایک ہی تقریر میں ساری محسنائیں آ جائیں، کل آمنہؑ بی بی کے ذکر سے آغاز کر چکا آج خدیجہؑ کا ذکر، لیکن چاہوں گا یہ کہ جتنی محسنائیں آج آ جائیں اس لئے کہ مجھے بہت آگے جانا ہے، حمزہؑ ہیں جعفر طیارؑ ہیں مالک اشترؑ ہیں محمد حنفیہؑ ہیں مقدادؑ ہیں، کمیلؑ ہیں، ایک پورا سلسلہ ہے تاریخ کا ہمارے سامنے اور مجلسیں ہمارے پاس کل پانچ ہیں ہمیں سمیٹنا ہے ہمارے سامنے آئمہ کے اصحاب بھی ہیں اُن کی اولاد بھی ہے اُن کے بیٹے بھی ہیں، موضوع بڑا وسیع ہے اس لئے تسلسل اُس وقت تک نہیں مل سکتا، جب تک کہ نسل میں عورتوں کا ذکر نہ ہو جائے تقریر آگے نہیں بڑھ سکتی، جنابِ خدیجہؑ نے اپنی دولت دے کر اسلام پر احسان کیا ہے، لیکن تاریخ نے کہا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ہم نے سب کا احسان اُتار دیا، لیکن ابوبکر کا احسان نہ اتار سکے، اتنی دولت انہوں نے دی تھی اخبار میں لکھا ہوا دیکھیں گے آپ ربیع الاوّل کے میلادوں میں سنیں گے حضورؐ نے کہا ان کا ہم احسان کیسے اُتار سکتے ہیں ان کا ہم احسان نہیں اتار سکتے تو وہ دولت جس کے انبار تھے حضورؐ کو دے دیئے گئے حضورؐ احسان نہ اتار سکے سمجھ میں نہیں آتا وہ دولت کہاں سے آئی تھی کب دی گئی اور کس بات پر خرچ ہوئی، تاریخ یہ بات لکھنے سے بالکل قاصر ہے نہیں بتاتی کہ دولت آئی کہاں سے، جو چھوٹا کام کرتے ہوں چھوٹے موٹے کام، کپڑا بیچتے ہوں، اُونٹوں کو آختہ بناتے ہوں، جو چھوٹا موٹا کام یعنی جن کے پاس سرداری نہیں ہے عرب کی، کبھی انہیں سردار نہیں مانا گیا وہ کتنی دولت جمع کرتا ہے کہ اُٹھا کر اسلام کے لئے دے دیتا ہے، تو جو محسن نہیں تھے وہ محسن بن گئے اور جو محسن تھے اُن کا ذکر نہیں ہوتا کل بھی میں نے عرض کیا کہ جو محسن نہیں ہے اُن کا ذکر عید میلادالنبیؐ میں ہوتا ہے، وہ جسے دنیا

ملیکۃ العرب کہہ کر پکارے اور جس کے مقابل عرب میں کوئی دولت مند نہ ہو اُس کی دولت کا کوئی ذکر نہیں۔ اچھا چھوڑیئے دولت مند وہی تھے دولت اسلام کو انہوں ہی نے دی خدیجہؑ کے پاس دولت نہ خدیجہؑ نے دولت دی ایک دولت اگر مائنس (Minus) کر دیں تو کتنے احسان اسلام پر گنواؤں میں مائنس کر دیں آپ کہتے ہیں کہ خدیجہؑ نے دولت نہیں دی انکار کر دیجئے کہ دولت نہیں دی، چلئے اب ہم احسان گنواتے ہیں، خدیجہؑ کے احسان دولت کو مائنس کر دیجئے، سات سال کی عمر ہے بی بی کی اور مکّے کی قریش کی چھوٹی بچیوں کے ساتھ اپنے قصر کے سامنے کھڑی ہوئی ہیں بچیاں کھیل رہی ہیں لیکن ساری بچیاں کھیل رہی ہیں واحد یہ ایک بی بی جس نے اپنے دوپٹے سے اپنے چہرے کو چھپایا ہوا ہے، ایک یہودی راہب اُدھر سے گزرا اُس نے بچیوں کو کھیلتے ہوئے

دیکھا زمین پر بیٹھ گیا، بچیاں چلی گئیں اُس نے قریب آ کر کہا بی بی یہ تم نے اپنے چہرے پر کیا ڈالا ہے اس جملے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا تصور مکہ میں نہیں ہے کہ چہرہ چھپایا جائے۔ بی بی یہ چہرے پر کیا ہے کہا یہ پردہ ہے، سات سال کی بچی جواب دے رہی ہے یہ پردہ ہے کہا کیسا پردہ کہا جب کبھی میں گھر سے نکلتی ہوں میرا دل مجھ سے کہتا ہے کہ خدیجہؑ چہرے کو ڈھانپے بغیر باہر نہ جا یہ الہام ہے یعنی پردے کی پہلی بنیاد رکھنے والی بی بی خدیجہؑ، اسلام پر ایک احسان پردے کا اصول دیا فخر کرے دنیا عالم انسانیت فخر کرے کہ پردہ کرنا سکھایا سب سے پہلے خدیجہؑ نے بعد میں اسلام میں سورہ تحریم آئے گا، سورہ احزاب آئے گا، اے نبی کی بیبیو حجرے میں پردہ کر کے بیٹھو، ایکی بی پہلے پردہ کر چکی حکم کی موجد ہے خدا بعد میں کہے گا خدیجہؑ پہلے پردہ کریں گی پردہ کرنا یہ

بتا رہا ہے کہ خدا کا رابطہ اس بی بی سے بھی قائم ہے اور ایسا رابطہ قائم ہے بی بی کا، کیا کہنا بی بی کا کہ عرب کے فقیر جب مکے آتے تو گلیوں میں جب بھیک مانگتے تھے تو یہ گیت گاتے تھے اے قریش کی بیٹیو! ایک نبی آنے والا ہے دعا کرو تم میں سے کوئی قریش کی بیٹی اُس کی زوجہ بنے یہ گیت گاتے تھے عرب کے فقیر مکے کی گلیوں میں، تو جب خدیجہؑ کے قصر کے پاس سے ایک فقیر یہ گیت گاتا ہوا گزرا قریش کی بیٹیو ایک نبی آنے والا ہے تو قریش کی بیٹیاں مسکرا دیتیں اور فقیروں کو کنکریاں مارتیں لیکن تاریخ نے لکھا واحد بی بی خدیجہؑ تھیں جو ساکت ہو جاتیں ان الفاظ کو سن کر فقیر پر کنکری نہ پھینکتیں، شہزادی طاہرہ کا لقب پا چکی ہیں دل پاکیزہ خبر ہے اور ایسی خبر ابو طالبؑ آ کر کہیں کہ خدیجہؑ تمہارے قافلے جاتے ہیں شام و مصر میں چاہتا ہوں کہ میرا بھتیجا بھی تمہارا مال لے کر جائے کہا سیّد العرب آپ کا کہنا میں کیسے ٹال سکتی ہوں اب ذرا دیکھئے بنی ہاشم کا اسٹیٹس (Status) دیکھئے کہ چار تقریریں آپ سن چکے اُن کا مرتبہ دیکھئے ابو طالبؑ کو سید العرب کا لقب پاتے ہوئے دیکھئے عبد المطلبؑ کی شان دیکھئے، اور بنی ہاشم کا سردار خدیجہ کے پاس جا کر کہے میرے بھتیجے کو مال دے کر بھیجو اب خدیجہؑ کا اسٹیٹس دیکھئے کہ خدیجہؑ نے فرمایا ہاں بھیج دیں کل سے، آپ پہنچ گئے، پچیس سال کی عمر ہے عبد اللہؑ کے فرزند آمنہؑ کے لختِ جگر کی، خدیجہؑ نے کہا غلام کو بلا کر میسرہ ناقہ تیار کرو، مال ناقوں پر لدوا دیا جائے، اور شام کی جانب سفر ہوگا میسرہ جو ناقہ لایا جو اونٹ لایا وہ بڑا سرکش تھا خدیجہؑ بام سے دیکھ رہی تھیں جب قافلہ آیا حمزہؑ نے کہا دیکھو یہ سرکش ناقہ ہے میرے بھتیجے کے سامنے نہ لاؤ، دوسرا ناقہ لایا جائے حمزہؑ بگڑ گئے، چچا بگڑ گیا اب خدیجہؑ دیکھ رہی ہیں پس پردہ کہ کیا واقعہ

ہو رہا ہے میسرہ ناقہ لایا سرکش ناقہ حمزہؑ بگڑ گئے ختمی مرتبت مسکرائے، برابر کا چچا ہے جب حمزہؑ پہ تقریر آئے گی تو انشاء اللہ آپ سنیں گے دو سال بڑے ہیں بھتیجے سے حمزہؑ دو سال کا فرق ہے چچا اور بھتیجے میں ایک بار مڑ کر مسکرا کر کہا چچا رہنے دیجئے، رہنے دیجئے ناقہ آ گیا قریب گئے ناقے کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا کہ گردن جھکا دی گھٹنوں کو ٹیک کر وہ سرکش ناقہ سامنے بیٹھ گیا، خدیجہؑ دیکھ رہی ہیں محمدؐ عربی ناقے پر سوار ہوئے ایسا چلا جیسے پانی پر کشتی چلتی ہے، ناقہ جا رہا تھا، میسرہ کو بلا کر آواز دی، کہا میسرہ آواز بلند نہ کرنا اس پر ارے عبداللہؑ کا بیٹا ہے، عبدالمطلبؑ کا پوتا ہے، ابو طالبؑ کا بھتیجا ہے خدیجہؑ یہ کیسا اہتمام ہے غلاموں کو بلا کر کہنا جہاں ٹھہرنا چاہیں ان سے پوچھنا خود قافلے کو نہ ٹھہرانا، جہاں پر وہ چاہیں بڑھ کر وہ چیز پیش کر دینا، ان کے اوپر سبقت نہ کرنا، غلاموں کو سمجھا کر

بھیجا تھا قافلہ گیا سامان سب لے کر گئے ابو جہل بھی قافلہ لے کر گیا، ابولہب بھی قافلہ لے کر گیا، بنی امیہ بھی قافلہ لے کر گئے، ابو سفیان بھی قافلہ لے کر گیا، بازار میں عکاظ کے میلے یا شام کے بازار میں مال لگ گیا مال بک گیا لیکن عبداللہؑ کے بیٹے کا مال رکھا ہے سب خوش کہ ہمارا مال بک گیا جب سب کا مال بک چکا تو دستور کے مطابق اب یمن کے قافلے پہنچے اب حبش کے قافلے پہنچے تو دوسرے دن بازار میں صرف عبداللہؑ کے بیٹے کا مال بک رہا تھا سب ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے تھے۔

حسرت سے دیکھ رہے تھے کہ ایک صرف ایک بیچنے والا اتنے خریدار بازار گرم تھا، یہ خدائی بازار تھا، مال بکا اور ایسا بکا کہ مال پر لوگ ٹوٹ پڑے ایک ایک مال کی قیمت بڑھ گئی سب کا مال ایک طرف عبداللہؑ کے لال کا مال ایک

طرف رختِ سفر باندھا، سواری واپس چلی مکّے میں خدیجہؑ بے قرار ہیں کہ آج میسرہ کو آنا چاہئے، آج قافلے کو واپس آنا چاہئے ایک دن بام پر کھڑے ہوکر دیکھا کہ دُور سے ایک ناقہ نمودار ہوا قریب آتا جا رہا تھا، دیکھا کہ دھوپ بہت تیز ہے لیکن ناقے پر ایک بادل کا ٹکڑا سایہ کئے ہوئے ہے، ناقہ بڑھتا ہے تو ساتھ میں بادل کا ٹکڑا بھی بڑھتا ہے، خدیجہؑ بی بی نے کنیزوں کو آواز دی ذرا آکر دیکھو میری نظر کا دھوکا ہے جو میں دیکھ رہی ہوں وہی تمہیں نظر آتا ہے کہ نہیں کنیزیں آئیں کہا ہم نے تو عجب قدرت کا تماشہ دیکھا یہ آنے والا ناقہ سوار جیسے جیسے قریب آ رہا ہے بادل کا ٹکڑا اس پہ سایہ کئے ہوئے ہے ناقہ قریب آ گیا اب دیکھا تو عبداللہؑ کا لال تھا، محمدؐ سامان اتروار ہے تھے بادل کا ٹکڑا سایہ کئے ہوئے تھا (صلوٰۃ پڑھئے)

خدیجہؑ بی بی نے اپنے غلام سے کہا میسرہ ہمارا اسلام کہو اور کہو گھر جب جائیے گا اور فرصت پائیے گا تو ذرا آ کر ہماری بات سن لیجئے گا۔ میسرہ نے پیغام پہنچایا تھکا ہوا مسافر اپنے گھر محلہ بنی ہاشم پہنچا اُدھر میسرہ کو پس پردہ بلایا کہ میسرہ سفر میں کیا گزری بتا، کہا بی بی کیا بتاؤں مکے سے شام تک جدھر سے ناقہ جاتا درخت کی شاخیں جھکتیں درود پڑھتیں سلام کرتیں۔ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا اور پہاڑوں کی چٹانیں سلام کرتیں بی بی ہم نے ایسا شخص نہیں دیکھا اشتیاق بڑھتا جاتا ہے دن گزرتا جاتا ہے محمدؐ عربی نے لباس بدلا وعدہ کیا تھا شام ہو رہی تھی، قصر خدیجہؑ کے دروازے پر آکر کھڑے ہوئے بی بی کو اطلاع ہوئی کہ آ گیا ماہِ عربؐ، آ گیا عبداللہؑ کا چاند ایک بار قصر کی قندیلیں روشن کر دیں آفتاب و مہتاب جیسی قندیلیں قصر خدیجہؑ میں روشن ہوتیں تو مکہ پورا منور ہو جاتا

مخمل و دیبا کے پردے پڑے ہوئے مخمل کے قالین دروازے سے لے کر قصر کے اندرون خانہ تک بچھے ہوئے ایک بار کہا پردے کھول دیئے جائیں پردے گرا دیئے گئے پردوں کے درمیان سے ہوتا ہوا جانِ عبداللہؑ قصر خدیجہؑ کی جانب بڑھ رہا تھا پردہ گرا، کرسی رکھی گئی عبداللہؑ کا بیٹا بیٹھ گیا ہلکی سی سانس کی آواز آئی میرا اسلام قبول کیجئے، سلام کا جواب دیا کہا کیسے یاد کیا ہے آپ نے خدیجہؑ بی بی نے کہا میں نے آپ کو بلایا ہے یہ پوچھنے کے لئے کہ آپ اب ہمارے حصہ دار ہو گئے تجارت میں یہ بتایئے جو مال منافع میں کمائیں گے اُس مال کا آپ کیا کریں گے، محمدؐ عربی نے کہا چچا نے مجھے راہ دکھائی ہے تجارت کی اور چچا نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ بیٹا جب تمہیں خدیجہؑ کے یہاں سے مال کا منافع ملے گا تو اُس منافع میں ہم تمہارے لئے کچھ ناقے خریدیں گے اُن ناقوں پر رکھ کر تم تجارت کا مال لے جانا تمہاری اپنی تجارت ہوگی اپنا مال ہوگا، جو پیسہ بچے گا اُس پیسے میں ہم قریش کی کوئی باعصمت بہترین صاحب عفت خاتون سے تمہارا عقد کر دینگے، تمہارا گھر بسا دیں گے، یہ کہہ کر چپ ہو گئے، خدیجہؑ بی بی نے کہا اچھا اگر آپ کے چچا کا یہ خیال ہے تو کیا خیال ہے اگر میں آپ کو صاحبِ عصمت صاحبِ عفت عظیم خاندان کی بیٹی کا پتہ بتاؤں تو آپ اُس خاندان کی بیٹی سے شادی کریں گے۔ کہا آپ نام بتائیں لیکن بغیر چچا سے پوچھے میں جواب نہیں دے سکتا، ابو طالبؑ تمہیں میرا اسلام نبوت بڑی اہم بات ہے شادی نبی کی زندگی میں اور وہ کہے چچا کے پوچھے بغیر میں جواب نہیں دے سکتا، اگر وہاں آپ اعتراض کر دیں کہ آ کر بھی یہ کہ بارِ نبوت میرے دوش پر آ گیا ہے آپ کی کیا مرضی ہے بار کو اُٹھاؤں یا نہ اُٹھاؤں اُس سے انکار کیجئے اور

یہاں بھی انکار محمدؐ عربی نے کہا چچا سے پوچھ کر بتاؤں گا، لیکن آپ نام تو بتائیں، کہا کنیز کو خدیجہؑ کہتے ہیں اُس کنیز کو خدیجہؑ کہتے ہیں سرکارِ دوعالم کا چہرہ سرخ ہو گیا حیا سے آنکھیں جھک گئیں، کہا ہم چچا سے عرض کریں گے محمدؐ باہر نکلے اُسی شان سے جیسے عبدالمطلبؑ مکّے کی گلیوں میں نکلتے تھے، نعرہ صلوٰۃ......!

سیدھے چچا کی خدمت میں پہنچے اور سر جھکا کر بیٹھ گئے ادب سے کہا چچا آج عجیب واقعہ ہوا، انہوں نے تو اپنے قصر میں بلایا تھا اور مجھ سے عقد کی خواہش کی ہے بس یہ سننا تھا ابو طالبؑ کھڑے ہو گئے چہرے پر مسرت کے آثار تھے، لیکن عجیب اتفاق تھا جب یہ گفتگو تھی سارے چچا بیٹھے تھے، ایک بار ابولہب اُٹھا اور بگڑ کر کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے مجھے یقین نہیں ہے کہ خدیجہؑ جیسی ملیکۃ العرب تمہارے مفلس بھتیجے کو پیغام دے اس پر بگڑ کر ابوطالبؑ کھڑے ہو گئے کہا مجال تیری کہ تو کوئی حق رکھے میرے بھتیجے پر۔ یہ بتا کہ عصمت میں عظمت میں خاندان میں وجاہت میں کس چیز میں میرا بھتیجا کم ہے کیسے تو نے کہا کس چیز کی کمی ہے بگڑ گئے ابو طالبؑ لیکن قدرت چاہتی تھی کہ یہ جملہ کہا جائے کہ مفلس بھتیجے سے خدیجہؑ کیسے شادی کر سکتی ہیں قدرت یہ ہی چاہتی تھی محمدؐ کی طرف سے پیغام نہیں گیا بلکہ خدیجہؑ کی طرف سے پیغام آیا۔ نعرہ حیدری!

اگر محمدؐ پیغام دیتے تو تاریخ لکھتی کہ دولت کی لالچ میں پیغام دیا تھا دولت کی لالچ میں پیغام گیا تھا مفلس نے آنکھ لڑائی تھی خزانوں سے۔ قدرت چاہتی تھی کہ پہل ادھر سے ہو، خدیجہؑ کا دوسرا احسان کہ اب اسلام میں عقد ہو تو پہل عورت کی طرف سے ہو اُدھر سے ایجاب ادھر سے قبول مولوی پہلے لڑکی کے پاس جائے لڑکی مرضی دے دے تو بیٹے سے کہا جائے کہ لڑکی نے ہاں کر دی

پہل لڑکی کرے، پہل اُدھر سے ہو یہ سنتِ خدیجہؑ ہے پہلا احسان پردہ سنت خدیجہؑ دوسرا احسان، عقد دوسری سنتِ خدیجہؑ۔ اسلام پر احسان یہ محسن اسلام، ہٹاؤ دولت کو بات کرو آنکھ ملا کر بغیر دولت کے سنتِ خدیجہؑ جب تک سنتِ خدیجہؑ پر عمل نہ ہو جائے پردے کو بھی ہٹا دو اس لئے کہ چھوڑے جا رہے ہو لیکن کیا نکاح بھی چھوڑ دو گے خدیجہؑ دشمنی میں چھوڑ دو، (صلوٰۃ پڑھیئے) سنتِ خدیجہؑ اس شان سے جو خدیجہؑ نے بنیاد رکھی ہے عقد اسی طرح ہوگا۔ ابوطالبؑ نے ابولہب کو ڈانٹ کر آواز دی اپنی بہن صفیہ کو کہا آپ جائیں عبدالمطلبؑ سردار عرب کی بیٹی پہلی بار قصرِ خدیجہؑ میں جا رہی ہے مکہ میں شور ہو گیا اور حاجب و دربان نے پکار کر کہا کہ سردار عرب کی بیٹی آ رہی ہے صفیہ کی سواری آ رہی ہے خدیجہؑ اپنے حجرے میں آرام کرنے جا رہی تھیں ایک بار گھبرا کر آواز دی کہ میں استقبال کو در تک جاؤں گی خدیجہؑ بی بی در تک گئیں کنیزیں بھی چلیں در تک آ کر تعظیم و استقبال وسلام کیا عبدالمطلبؑ کی بیٹی کو ساتھ عزت کے مسند پر لا کر بٹھایا چاروں طرف گاؤ تکئے لگا دیئے گئے خدیجہؑ سامنے ہاتھ باندھ کر بیٹھ گئیں سردار کی بیٹی آئی ہے حالانکہ خود ملیکۃ العرب ہیں، ہاتھ باندھ کر کہا شہزادی کیسے زحمت کی کہا میرا بھتیجا آیا تھا تمہارے قصر میں کہا ہاں آیا تھا۔ کہا کیا تم نے عقد کا پیغام دیا ہے آنکھیں نیچی کر کے بے اختیار جواب دیا ہاں، شہزادی یہ بات سچ ہے میں عقد کرنا چاہتی ہوں لیکن میں محمدؐ سے ابھی کچھ بات کرنا چاہتی ہوں انہیں بھیج دیجئے، محمدؐ آئے پھر گفتگو شروع ہوئی، اب جو گفتگو شروع ہوئی تو بات یہ تھی کہ ابولہب کے طعنے سن چکے تھے مکہ والوں کے طعنے سن چکے تھے یہ طعنے بتا رہے تھے اس پیغام پر حسد سے جل کر کوئلہ ہو گئے تھے، سینوں پر سانپ لوٹ

رہے تھے سینوں پر یہ سانپ لوٹ کر بتا رہے تھے کہ عقد کے خواہش مند تھے وہ بیوہ نہیں تھیں (نعرہ حیدری) اور اب مہر ثبت ہونے جا رہی تھی بات تاریخ میں اب لکھی جائے گی گفتگو شروع ہوئی کہا یہ سب کچھ آپ کا ہے بے اختیار کہا خدیجہؑ تمہارے لئے کوئی صاحب تخت وتاج شوہر ہونا چاہئے، میرا جیسا مفلس محمد عربیؐ کے اس جملے نے بتایا جو اسٹیٹس (Status) تمہارا ہے شوہر ویسا ہو۔ یعنی صاحب تخت وتاج ہونا چاہئے۔ اگر خدیجہؑ بی بی نے چار شوہر کئے تھے اگر وہ صاحب تخت وتاج ہوتے تو یہ جملہ محمدؐ عربی نہ کہتے یعنی خدیجہؑ کے لئے ایسے شوہر کی ضرورت ہے جو صاحبِ تخت وتاج ہو، نبوت کی زبان سے یہ جملہ دلیل ہے، تاریخ نے یہ بھی کہا چالیس کی خدیجہؑ پچیس کے محمدؐ حالانکہ دو یا تین سال کا فرق تھا ستائیس یا اٹھائیس برس کی عمر خدیجہؑ کی پچیس سال کے محمدؐ، خدیجہؑ کے

دشمنوں نے تاریخ میں چار شادیاں کروادیں، اولاد بھی دکھادی، طبقات ابنِ سعد نے لکھا کہ اٹھائیس کی خدیجہؑ پچیس کے محمدؐ اور اب تو جب آج سے تین سال پہلے میں نے یہ بات ثابت کی تھی خدا کا شکر ہے کہ بلیغ الدین نے بھی یہی کہا کہ اٹھائیس کی بیوی پچیس کے محمدؐ، جنگ میں چھپا پچھلے سال میں نے تین سال پہلے انچولی کی تقریر میں رضائے حسینؑ کی شب بیداری میں کہا تھا، انہوں نے پچھلے سال کہا، کیوں کہا اس لئے کہ اُن کی کتاب طبقاتِ ابن سعد پچھلے سال برنس روڈ سے چھپ گئی پڑھ لیا انہوں نے پہلے نہیں پڑھی تھی اب پڑھی تو اب کہا تو اب پتہ چلا کہ اٹھائیس سال کی عمر میں چار شادیاں نہیں ہوسکتیں اور نہ اتنی اولادیں ہوسکتی ہیں تو بات کیا ہے یہ راز کیا تھا یہ چالیس کی عمر کیوں بنی یہ چار شادیاں کیوں دکھائی گئیں خدیجہؑ بی بی کو بیوہ کیوں بتایا گیا، عمر رسیدہ کیوں دکھایا

گیا صرف اتنی سی بات کہ شادی ہوئی اور شادی کے پہلے ہی سال بیٹا پیدا ہوا بیٹے کا نام قاسمؑ ہے اُس کے ڈیڑھ سال کے بعد بچے کی وفات ہوگئی ایک اور بیٹا پیدا ہوا اُس کا نام طیبؑ رکھا اُس کی بھی وفات ہوگئی تیسرا بیٹا پیدا ہوا، اُس کا نام طاہرؑ رکھا، اُس کی بھی وفات ہوئی، دس سال تک کوئی اولاد نہیں ہوئی بڑے غور سے سنئے گا، فکری بحث ہے، بڑی تحقیقی بحث ہے، بہت مشکل ترین بحث ہے، دس سال کوئی اولاد نہیں ہوئی جس سال پہلا بیٹا پیدا ہوا نبیؐ کے یہاں اُسی سال اُسی مہینے میں ابو طالبؑ کا آخری بیٹا پیدا ہوا جس سال قاسمؑ پیدا ہوئے یعنی جس کی وجہ سے کنیت ابوالقاسمؑ ہے آپ کا بڑا بیٹا اولادِ اکبر اُسی سال خانہ کعبہ میں ابو طالبؑ کا بیٹا علیؑ پیدا ہوا یعنی اگر قاسمؑ زندہ رہتے تو علیؑ کے ہم سن ہوتے اور جب دونوں ساتھ نظر آتے تو علیؑ کا کیا اسٹیٹس ہوتا بتایئے نبیؐ کا بیٹا زندہ رہتا تو علیؑ کیسے اُٹھ کر کہتے کہ میں جانشین نبی ہوں قدرت کو کیا منظور ہے بیٹا دینگے واپس لیں گے علیؑ کا مرتبہ نہ گھٹے حکمِ الٰہی ہے قاسمؑ واپس آ جاؤ طاہرؑ واپس آ جاؤ طیبؑ واپس آ جاؤ اب ممتا کی ماری ماں کی فطرت کیا ہے اگر چھٹ پن میں بچہ مر جائے گود خالی ہو جائے تو گود کی گرمی کم نہیں ہوتی جب تک کسی اور کے بچے کو اُٹھا کر سینے سے نہ لگا لے ابو طالبؑ اور عبداللہ دونوں بھائیوں کا صحن ایک تھا حجرے آمنے سامنے تھے قاسمؑ کو دفن کر کے آئے خدیجہؑ نے گود کی گرمی کم کرنے کے لئے فاطمہ بنت اسدؑ کی گود سے بچے کو اُٹھا کر سینے سے لگا لیا۔

(نعرہ حیدری) علیؑ خدیجہؑ کی گود میں پلے؟ بہت کم یہ بات آتی ہے ہاں محمدؐ کے سینے پر سو کر پروان چڑھے ماں کون بنی، اب تاریخ نے کیا دیکھا تماشا، انہوں نے کہا ہاں بہت غریب تھے ابو طالبؑ مفلس تھے، اتنے مفلس کہ نہ کاروبار نہ

مال اولادیں بہت زیادہ تاریخ کا یہ دیکھئے جھوٹ دیکھئے تاریخ کا۔ اولادیں بہت زیادہ ارے عبدالمطلبؑ کے دس بیٹے، عباس بن عبدالمطلبؑ کے بارہ بیٹے ایک ایک عرب کے گھر میں بارہ بارہ سترہ سترہ بیٹے، ابوطالبؑ کے تو چار بیٹے تھے کون سی زیادہ اولاد تھی دیکھئے اب جھوٹ لکھنا ہے نا بہت اولاد تھی، کثیرالعیال پورا نہیں پڑتا تھا تو کس کی شرارت پہلے بنی امیہ نے شرارت کی انہوں نے کہا اتنے غریب تھے کہ محمدؐ نے دیکھا کہا ایک بیٹے کو لے کر ہم پال لیں تاکہ ان کا بار ہلکا ہو جائے، جب عباسیوں کی حکومت آئی تو انہوں نے کہا یہ کیا ایک پر احسان یعنی محمدؐ نے ابوطالبؑ کے بیٹے کو لے کر پال لیا تو کیوں نہ ہم بھی اس میں شامل ہو جائیں انہوں نے کہا ہاں تو جب عباس بن عبدالمطلبؑ نے دیکھا تو ایک بیٹا انہوں نے لے کر پال لیا۔ انہوں نے کہا ہم پالے لیتے ہیں جعفرؑ کو تو بار ہلکا کیا ابوطالبؑ کا یہ شرارت کی دکھانے کے لئے کہ عباسیوں کا احسان بھی ہو جائے ابوطالبؑ پر، اب شرارت پر شرارت تو اب کیونکہ علیؑ کو پالا تھا تو راز کیا ہے اس لئے لے کر نہیں پالا کہ ابوطالبؑ مفلس ہیں یا غریب ہیں، شعب ابی طالبؑ سے واپس آئے تو ستر اونٹوں کی قربانی دی تھی، ابوطالبؑ نے، یہ غریب ہے، مورخ نے کہا غریب تھا حقیقت یہ ہے اس لئے پالا کہ خدیجہؑ کے گود کی گرمی یعنی ممتا پکار رہی تھی بیٹے کو گود لے لیا اور پھر اچانک ایک بچہ پیدا ہو وہ مر جائے دوسرا بچہ پیدا ہو وہ بھی مر جائے تو اب کیا ہو اب تو یہی بچہ پلے گا اب تو نگاہوں کے سامنے بار بار علیؑ ہی رہیں گے یہاں تک کہ دس سال تک خدیجہؑ کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی، دس سال کے بعد فاطمہؑ پیدا ہوئیں ابھی سات سال کی عمر تھی کہ خدیجہؑ بی بی کی وفات ہوگئی جاتے جاتے دنیا

سے یہ کہا کہ بیٹا تو بنالیا چاہتی یہ ہوں کہ یہ رشتہ مستحکم ہو جائے محمدؐ اگر میں دنیا میں نہ رہوں تو علیؑ سے بیٹی کو بیاہ دینا (نعرہ صلوٰۃ) کیا کہنا خدیجہؑ کا یہ احسان ہے اسلام پر یہ احسان ہے اسلام پر کہ پروان چڑھائیں تیرہ سال علیؑ کو خدیجہؑ اپنے گھر میں بڑا مشکل ہے کسی اور کے بیٹے کو ایسی محبت دینا یہ خدیجہؑ جیسی بیوی کی اعلیٰ ظرفی کا کمال ہے تو حق ادا کیا۔ دیوانِ امیر المومنین اُٹھا کر پڑھیے وہ مرثیہ خدیجہؑ کی وفات پر لکھا کہ تاریخ حیران ہے وقت نہیں ورنہ عرض کرتا مجھے بہت آگے جانا ہے وہ بی بی خدیجہؑ جس کے کردار پر بولنے کے لئے اور لکھنے کے لئے وقت چاہئے کیا کروں میں مسلمانوں کی اس بد ذوقی کو کہ جس بی بی کی سیرت میں حالات میں اتنی خوبصورت چیزیں اُن پر کچھ نہ لکھا جائے اُن پر نمبر نہ نکلیں اخبار کے ایڈیشن (Edition) نہ نکلیں اور ایسی بی بیوں کی باتیں ہوں جن کی نہ کوئی سیرت میں خوبصورتی نہ کوئی حُسن، طبقات ابن سعد نے یہ لکھا کہ بی بی اٹھائیس سال کی تھیں جس بیوی کو چھ سال کا کہا وہ انتیس سال کی تھی پلٹ کر تاریخ کو رکھ دیا، اور ایسا پلٹا کہ ہمارے والے بھی یہی سمجھنے لگے دیکھئے جھوٹ ایسا بولا جائے کہ سچ بن جائے تو جھوٹ بولنے والے جھوٹ کو سچ بنا دیتے ہیں اب بات کیا تھی مؤرخ نے کہا کہ دیکھو اب گیپ (Gap) ہے تین بچے پیدا ہوئے دس سال تک اولاد نہیں ہوئی اُس کے بعد فاطمہؑ ہوئیں یہ وقفہ جو ہے اس کو کور (Cover) کرو قاسمؑ کی جگہ زینبؑ کو رکھا طاہرؑ کی جگہ کلثومؑ کو رکھا، طیبؑ کی جگہ رقیہؑ کو رکھا اور فاطمہؑ کو چوتھے نمبر پر کہا چار بیٹیاں تھیں وقفہ کور کیا کیسے کور کرتے ہیں اگر فاطمہؑ کے بعد بیٹیاں دکھاتے تو خدیجہؑ زندہ کتنے دن رہیں تو کہا یہ چار بیٹیاں ہیں اب جو چار بیٹیوں کا مسئلہ چلا تو تاریخ اسی میں الجھ کر رہ گئی یہ نہ

دیکھا ایک کی عظمت کیا ہے اور آپ کو حیرت ہو جائے گی نبیؐ کے چار بیٹیوں سے ہمدردی نہیں ہے نبیؐ کی چار بیٹیوں پر اصرار اس لئے ہے کہ داماد ثابت ہوں یہ ہے چکر کہ کسی کو ذوالنورین کہہ سکیں، بیٹیوں سے اگر محبت ہوتی تو فاطمہؑ سے بھی ہوتی ویسی محبت جیسی تین سے ہے تین پر اصرار چوتھی کا احترام نہیں جب دیکھئے اُٹھا کے اخبارات کو یہی کہتا ہے چوری کا مسئلہ آیا انہوں نے کہا ہاں کہا تھا منبر سے اگر میری بیٹی فاطمہؑ بھی چوری کرے تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹ دوں گا، تو بھئی بیٹیاں اور تھیں یہ کیوں نہیں کہا زینب کے ہاتھ کاٹ دوں گا، رقیہؓ کے ہاتھ کاٹ دوں گا، ایک فاطمہؑ ہی کیوں منبر سے فاطمہؑ کا ذکر کیوں بیٹیاں تو اور بھی ہیں میرے جگر کا ٹکڑا بس ایک ہی ٹکڑا زینب ٹکڑا کیوں نہیں، رقیہ ٹکڑا کیوں نہیں کلثوم ٹکڑا کیوں نہیں، مسئلہ یہ انہوں نے کہا ایک گئی ایک گھر میں پھر دوسری گئی ایک گھر میں ذوالنورین وہ تو ڈبل (Doubble) نور ہو گئے، اور محمدؐ خاص نوری نہیں یعنی بیٹیاں گھر میں جائیں تو وہ نوری بنیں اور جس کی بیٹیاں ہیں وہ نوری نہیں (نعرہ صلوٰۃ) چار بیٹیاں اور جب جائیں آپ جنت البقیع میں تو اتنا اصرار ہے اتنا اصرار ہے کہ جو عرب میں زیارت کی کتابیں ہیں وہاں سے چھپتی ہیں باقاعدہ اُن میں زینب کی زیارت رقیہؓ کی بھی زیارت کلثوم کی بھی زیارت اور پاکستان میں جو کتاب چھپی ہے اُس کا حال یہ ہے کہ حج کی کتاب اُس میں جنابِ فاطمہؑ کی زیارت غائب ہے اب بتایئے ہم کیسے سمجھیں کہ مسلمان احترام کرتے ہیں دیکھئے نا اکثر لوگ کہتے ہیں صاحب یہ سب نہ پڑھا کیجئے وہ لوگ بہت اہلِ بیتؑ کو مانتے ہیں ہم سے کہتے ہیں لوگ ارے یہ سب نہ پڑھا کیجئے اہلِ سنت بھی اور میں تمام وہابی یہ سب لوگ سب اہلبیتؑ کا احترام کرتے ہیں

ارے حکومت آپ کی جو ہے مسلمانوں کی وہ کیا احترام کر رہی ہے یہ بتایئے کتابِ حج میں جناب فاطمہؑ کی زیارت غائب ہے اور وہاں تاکید یہ ہے کہ زیارت پڑھے بغیر نہ جاؤ تو اب یہ تاریخ کی بد دیانتی قدرت دیکھ رہی تھی کہ تم یہ سب کچھ کرو گے ہم بیٹے دینگے واپس لینگے یہ عجیب بات ہے بیٹیاں بنا دیں مگر بیٹے نہ بنا سکے یہ قدرت کا تازیانہ دیکھا آپ نے مشکل کیا تھا بیٹا بناتے بیٹیاں بنائیں تو کیا پایا اس لئے کہ نواسے تو نہ مل سکیں گے ملے نواسے، نواسے تو دو ہی ہیں حسنؑ یا حسینؑ تیسرا نواسہ تو نہیں ہے۔ بڑی کوشش کی ایک سوتیلا نواسہ بلیغ الدین بنا دیتے بنایا ہے ایک بنایا ہے اُس نے یعنی پہلے شوہر سے ادھر سے اُدھر سے پتہ نہیں کہاں سے ملا کے لائے کہا ایک اور نواسہ بنا دیا اُس نے چھاپ بھی دیا تھا وہ شجرہ لیکن وہ بیا اور ختم بھی رہیں گے دو ہی نواسے تو سوال یہ ہے کہ جب نواسہ نقلی بنا سکتے ہو تو کیا دیر کیا ہے بیٹا بنا دو اور بیٹا بناؤ بھی تو قاسمؑ، طاہرؑ، طیبؑ یا ابراہیمؑ ان چاروں بیٹوں کو چھوڑ کر کسی اور بی بی سے بیٹا بنا دو بھئی تمہارے لئے سب کچھ ممکن ہے تم تو داماد بنا دیتے ہو تم تو تم تو ایسے کسی جانور کو شیر بنا دیتے ہو جو شیر نہیں تھا پڑھوں آیت پڑھوں سورہ المدثر کی آیت پڑھوں۔ كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ۔ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ تین وحشی گدھے بھاگ رہے ہیں جنگل میں ایک شیر سے ڈر کر، حُمُرٌ تین گدھے تو قرآن نے خود بتایا گدھے اور شیر (نعرہ صلوٰۃ) خیبر میں علیؑ نے کہا تھا مرحب کے سامنے میں قسورا ہوں تو قرآن نے بتایا قسورا کو پہچان لو اور حُمُرٌ اور قرآن کی گرامر بھی بڑی عجیب ہے، حمار ایک گدھا حمرین دو گدھے حُمُرٌ تین گدھے دیکھا آپ نے كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ (سورہ مدثر آیت ۵۰، ۵۱) تین

وحشی گدھے بھاگ رہے تھے ذکر سے منہ موڑ کر شیر دوڑائے ہوئے اب تک دوڑائے ہے دوڑ رہے ہیں، بھٹک رہے ہیں انہوں نے کہا بھاگتے ہوئے گدھوں کو شیر بنا لو تو تم شیر بنا سکتے ہو تو ایک رسولؐ کا بیٹا بنا لو۔ معاملہ ہی ختم ہو جائے دِکھا دو پیدا ہوا مدینے میں بڑی شان سے پرورش ہوئی کچھ بھی بنا دو افسانے بنانے تو تمہارے لئے بہت ہی آسان ہیں بیٹا نہیں کیسے بنائیں ارے بیٹا تو اللہ دینا ہی نہیں چاہتا تھا اور چاہتا تھا کہ بیٹا دے تو ایک تازیانہ پڑے تمہارے اوپر، خدیجہؑ کے بیٹوں کو زندہ رکھتا لیکن نہیں خدیجہؑ کو دنے کر جس نے احسان کیا اسلام پر اُس سے بیٹے واپس لے لئے اب چاہا کہ شادیاں ہوں صفیہؓ سے شادی ہو، حفصہ سے شادی ہو، عائشہ سے شادی ہو، اُم سلمیٰؓ سے شادی ہو، زینب بنت جحشؓ سے شادی ہو سودہ سے شادی ہو ریحانہ سے شادی ہو آخر میں ماریہ قبطیہ سے ایک بیٹا ہوا، اب درمیان میں سناٹا آخری دور میں بیٹا ہو گیا چار سال زندہ رہے ابراہیمؑ گود میں یہ پلٹ کر نہ کہہ سکو کہ بعد خدیجہؑ صلاحیت کہاں تھی یہ نہ کہہ سکا کوئی عرب کا انسان ابراہیمؑ کو عطا کر کے بتایا اور کہا کہ جاؤ بیٹے کو شان سے پالو تو تاریخ نے لکھا کہ بیٹے کو یعنی ماریہ قبطیہؓ کو وہ عزت ملی آج بھی اگر جائیں مدینے میں آپ زیارت کرنے تو آپ دیکھیں گے ماریہ قبطیہؓ کا دو منزلہ مکان بنا ہوا ہے اُس کا نام ہے مشربہ اُمِ ابراہیمؑ مشربہ یعنی جہاں نبیؐ کے پینے کا پانی رہے یہ عزت ملی دو منزلہ مکان میں ماریہ کو رکھا گیا اور جب سب سے بگڑے تو وہیں جا کر ٹھہر گئے، ایک ماہ کے لئے جب سورہ تحریم نازل ہوئی بہت عجیب عجیب بحث ہے مولانا مودودی نے اس ساری بحث کو لکھا ہے بیٹے کو کاندھے پر بٹھا کر دن میں تھوڑی دیر کے لئے ہر

زوجہ کے حجرے میں جائیں کیا بتانا چاہتے ہیں یہ ہر زوجہ کے حجرے میں بیٹے کو
کیوں لے لے کر جارہے ہیں چار سال تو جئے گا، تو چار سال میں بتانا ہے بیٹے
کو پہچانو قدرت چاہتی تو ہر زوجہ کی گود بھی آباد کرتی لیکن نہیں اب پہچانو
حُسَیْنٌ مِنِّی وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ (نعرہ حیدری) اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ کُمْ بیٹا
زندہ ہے آیت آئی ابراہیمؑ زندہ ہے مباہلے میں کیوں نہیں لے گئے، ایک کو
لے جاتے ابناء نا ابراہیم کو لے جاتے دونوں نواسوں کو نہیں بیٹا حیات رہے تب
مباہلے کی آیت آئے تا کہ پتہ چلے کہ ابناء نا میں حسنؑ حسینؑ آتے ہیں، نبیؐ کا
بیٹا ہوتا بھی تو ابناء نا میں نہ ہوتا۔ ہوتا بھی تو نہ اُس کو سند ملتی تو قدرت نے چاہا کہ
ہوگا پھر بھی بیٹا نہیں بنائیں گے کیوں ہو بیٹا اور ابناء نا میں شامل نہ ہو قدرت نے
کہا پلٹ کر نوحؑ کو دیکھنا کہ باپ سفینے سے آواز دے رہا تھا بیٹا پہاڑ پر بھاگ

رہا تھا ہم اپنے نبیؐ کے دامن پر ایسا الزام نہیں آنے دیں گے کہ بیٹا سفینے سے
بھاگ جائے تو کنعان بھاگ جائے تو کنعان بھاگا کیوں سفینے سے تو تاریخ نے
لکھا ماں کی گود کا اثر تھا تو یہاں بھی آلِ محمدؐ سفینہ بنائے جارہے تھے کسی ماں کی
گود کا بچہ آتا سفینے سے بھاگتا نبیؐ بدنام ہوتا جب مائیں سفینے سے بھاگ رہی
تھیں تو بیٹا کیسے نہ بھاگتا بیٹا کیسے نہ بھاگتا جمل نے بتایا کہ کیا ہوتا اگر بیٹا ہوتا
اور پھر عرض کیا تھا میں نے ''مدینہ اور فاطمۃ الزہراؑ'' کے موضوع پر پڑھتے
ہوئے کہ ایک بیٹا زندہ رہتا تو کیا ہوتا خدا کی قسم چودہ صدیاں گزرنے کے بعد
اب تک نبوت کا سلسلہ بند نہ ہوتا۔ گلی کوچوں میں نبی ہوتے، ارے نہیں سمجھے
آپ ایک زین العابدینؑ بچ گئے تو کتنے سادات ہونے کے دعوے دار ہو گئے
اور کتنے لوگوں نے شجرے میں گھسنا چاہا بنی عباس بھی اپنے کو سادات کہنے لگے

اور حکومت کے وارث بن گئے تو کتنے لوگ نبیؐ کی نسل میں گھس گھس کر نبی بننا چاہتے، ہر محلہ میں نبیؐ، ارے قادیانیوں کا سلسلہ نہیں دیکھا آپ نے یعنی نسل میں نہیں مرزا ہیں پھر بھی نبیؐ وہ تو سید ہوتے تو نبیؐ بنتے سردار کے بیٹے ہوتے تو نبیؐ بنتے اور یہی نہیں بلکہ میں نے مثال دی تھی کہ بہادر شاہ ظفر رنگون گئے قید ہو کر شہزادیاں قلعے سے بھاگیں کوئی کہیں نکل گئی کوئی کہیں نکل گئی تو کنیزیں جو تھیں وہ واپسی پر جب دہلی واپس آئیں تو وہ بھی شہزادیاں بن گئیں، اور جس کی گود میں بچہ ہوتا ہے وہ کہے مغل پرنس (Mughal Prince) ہے گورنمنٹ سے وظیفہ لینے کے لئے، اتنے پرنس بن گئے مغل شہزادے بن گئے سلسلہ اب تک ختم نہیں ہوا، گورنمنٹ عاجز آ گئی، وظیفہ دیتے دیتے اور اُدھر اودھ ایک چھوٹی سی حکومت ہے تو ہندوستان کی حکومت یعنی اودھ میں میں نے خود دیکھا کہ نسل واجد علی شاہ میں یہ عالم کہ وہ تو کلکتے چلے گئے گرفتار ہو کر تاریخ نے لکھا تاریخ اودھ میں کہ تین سو حرم تھے اچھا اگر تین سو حرم تھے جائز کام تھا متعہ کئے تھے، وہ سب تاریخ میں موجود ہے اُن کی پاکیزگی لیکن بعد کی نسل میں اتنے شہزادے آئے کہ وہ وثیقہ جو مقرر کر گئے تھے بٹتے بٹتے جو میں نے آخری وثیقہ اخبار میں پڑھا کہ وہ ڈھائی آنے رہ گیا ہے شہزادے جو ہیں وہ کورٹ ڈھائی آنے لینے جا رہے ہیں، تو بٹتے بٹتے شہزادوں میں وثیقہ اتنا کم ہوا کہ آخری ڈھائی آنے تھا تو فدک بٹتے بٹتے (اشارے ہیں) (نعرہ صلوٰۃ) فدک پر ہمارا حق فدک پر ہمارا حق کتنے بیٹے ہوئے نسل میں کہا بیٹا نہیں دینگے ایک بیٹی دیں گے، ایک بیٹی اور شرف خدیجہؑ کو ملے گا اور اب تقریر خاتمے پر پہنچی، اور یہ شرف خدیجہؑ کو ملے گا اور خدیجہؑ کے بعد اگر بی بیوں میں کوئی شرف پائے گی

تو اُس کا نام اُم سلمیٰؑ آؤ چادر کے قریب آ جاؤ تم چادر کے قریب آ سکتی ہو دوسری اس کے قریب بھی نہیں آ سکتی، دور حجرے سے دور، تم چادر تک آ جاؤ، اس لئے کہ تمہارا سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ تم نے فاطمہؑ کی معرفت اپنے میں پیدا کر لی تم نے امام کو پہچان لیا اور راز دار رسالت بن گئی بی بی۔ بی بی کو واقعہ کربلا میں راز دار بنایا ہے اُم سلمیٰؑ کو رسولؐ نے پوری تاریخ گواہ ہے پچھلے سال ریڈیو سے تقریر لکھنے کے لئے مجھے چھ محرم کو موضوع دیا گیا تھا کہ تین موضوعوں میں سے ایک موضوع خود ریڈیو پاکستان نے مجھے دیا تھا کہ ازواجِ نبیؐ کی نظر میں حسینؑ تو کل تین بیبیاں ایسی نکلیں کہ جنہوں نے حسینؑ کے بارے میں کچھ کہا ہو۔ ایک جناب عائشہ ایک جناب اُم سلمیٰؑ اور جناب زینب بنت جیش اُس دن میں نے مضمون لکھ کر بھیج دیا تھا، لیکن راز دارِ امامت اُم سلمیٰؑ ایسی

راز دار امامت بیٹا یعنی پہلے شوہر سے اولاد ہے، بیٹا بھی بیٹیاں بھی جمل میں شہید ہوا بیٹا ہاتھ اُس کے قطع ہو گئے۔ قرآن لے کر اُس کو بھیجا تھا علیؑ نے گواہی کے لئے اُم سلمیٰؑ کا بیٹا، بیٹے کو بھیجا خلافت کا پہلا دن تھا اُم سلمیٰؑ نے کہا بیٹا جاؤ خاموشی سے مسجد میں بیٹھ جانا دیکھنا کیا ہوتا ہے۔ بیٹا گیا واپس آیا کہا بیٹا کیا ہوا کہا کچھ بھی نہیں میں گیا آ گیا کہا ٹھیک ہے دن گزر گئے دوسری خلافت کا دور آیا کہا جاؤ بیٹا پہلا دن ہے جیسے ہی بیعت ہو مسجد میں جا کے آگے بیٹھ جانا منبر کے سامنے جو ہو وہ بتانا بیٹا واپس آیا کہا کیا ہوا کہا بیٹھا رہا واپس آ گیا کہا ٹھیک ہے ساڑھے دس سال گزر گئے تیسری خلافت کا آغاز تھا کہا بیٹا جاؤ پہلا دن ہے جیسے ہی بیعت ہو منبر کے پاس بیٹھ جانا بیٹا گیا بیٹھ گیا واپس آیا اُم سلمیٰؑ نے کہا کیا ہوا کہا گیا تھا بیٹھا رہا واپس آ گیا کہا ٹھیک ہے جیسے ہی شور ہوا کہ علیؑ کی بیعت

ہوگی کہا بیٹا جاؤ منبر کے پاس جا کر بیٹھ جاؤ جو ہو وہ بتانا بیٹا گیا واپس آیا جیسے ہی حجرے میں داخل ہوا اُم سلمٰیؑ نے کہا بیٹا کیا ہوا کہا جیسے ہی بیعت تمام ہوئی ایک بار علیؑ نے میرا نام لے کر پکارا کہ ٹھہرو میں تمہارے ساتھ تمہارے گھر تمہاری ماں اُم سلمٰیؑ کے پاس چلتا ہوں اور کہا کہ اماں وہ آ ئے ہیں دروازے پر کھڑے ہیں حجرے کے پاس آئیں جیسے حجرے کے قریب آئیں اِدھر پردہ ہلا اُدھر آواز آئی اُم سلمٰیؑ وہ تختی جو لکھ کر دے گئے ہیں رسولؐ، جو تمہارے پاس پچیس برس سے رکھی ہے لاؤ۔ اُم سلمٰیؑ کہتی ہیں میں دوڑتی ہوئی گئی وہ تختی لا کر میں نے حضورؐ کے ہاتھ کی عطا کی ہوئی جس میں بارہ ائمہؑ کے نام لکھے تھے، علیؑ کے حوالے کر دی پچیس سال سے بی بی انتظار کر رہی تھی رسولؐ کہہ کر گئے تھے کہ اگر خلیفہ کو پہچاننا ہے میرے حقیقی خلیفہ کو تو جب پہلے دن منبر پر آئے یہ تختی مانگے جو تختی مانگے وہی خلیفہ برحق ہے (نعرہ حیدری) کیا کہنا بی بی کا راز دارِ رسالت ہیں راز دارِ امامت ہیں بی بی اُم سلمٰیؑ راز دارِ امامت و رسالت یہ مرتبہ کہ حدیثِ کساء بی بی کے نام سے منسوب ہو جائے راویہ بن جائیں حدیث کساء کی اب اس سے بڑا مرتبہ اُم سلمٰیؑ کا، مرتبے کی بات تھی، سارے احسان ایک طرف، بہت غور سے سنئے گا، بہت کام کا جملہ دینے جا رہا ہوں، اُم سلمٰیؑ محسنۂ اسلام، چھوٹا سا جملہ بڑا عظیم احسان خدا کرے ہمارے بچے، جوان اِس جملے کو سمجھ جائیں، بہت عظیم احسان جو اسلام پر اُم سلمٰیؑ نے کیا جمل کی لڑائی چھڑنے والی تھی علیؑ کا لشکر مدینے سے نکل کر جا رہا تھا قیامت کا مقابلہ تھا اس لئے کہ گھبرائے ہوئے تھے مدینے والے ایک طرف نبیؐ کی بی بی ایک طرف چوتھا خلیفہ کیا ہوگا، لوگ گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے کس کا ساتھ دیں کس کا ساتھ نہ دیں

اُمِّ سلمیٰ نے بیٹے کو بھیجا کہا جاوٴ مجمع کے سامنے جا کر اُمِ سلمیٰؓ کا سلام کہنا اور کہنا کہ علیؑ میں تمہارے ساتھ نصرت کرنے اس لڑائی میں چلتی لیکن نبیؐ اگر منع نہ کر جاتا کہ نبیؐ کی بی بی کو حرام ہے گھر سے نکلنا۔ احسان اسلام پر اُمِ سلمیٰؓ کا احسان کہ بتا دیا کہ نبیؐ کی بی بی گھر سے نکلے تو حرام کون بتائے بی بی بتائے برابر کی اسٹیٹس والی بتائے۔ اب ملاوٴ بی بیاں دونوں برابر ہیں نہ یہ جھوٹ بول سکتی ہے نہ وہ جھوٹ بول سکتی ہے فیصلہ کرو احسان ہے اُمِ سلمیٰؓ کا اگر آج یہ جملہ نہ بتاتیں تو ہم کیسے پہچانتے حق کدھر باطل کدھر ازواج میں سے کوئی بتائے (نعرہ صلوٰۃ)۔ کیا کہنا یہ اُمِ سلمیٰؓ کا اسٹیٹس اور وہ اسٹیٹس بڑھایا قدرت نے کہا ساری بیبیاں مر جائیں اسکٹھ ہجری تک، ایک جیئے، گواہ بنا کر زندہ رکھا غور کریں آپ بیبیاں بہت کسی دن عرض کروں گا جب ذکر آئے گا کہ شادیاں کیوں کیں صفیہ خیبر کے سردار کی بیٹی خیبر فتح ہوا وہیں عقد ہوا ساتھ لے کر آئے، اپنے ساتھ لائے قدرت کا حکم ہے کیوں غور کیا آپ نے یعنی ہر شادی میں رازِ الٰہی ہے صفیہ سے شادی یہودی کے سردار کی بیٹی اب پتہ چلا کہ صفیہ سے شادی کیوں کی یعنی سات ہجری میں جنگِ خیبر ہے صفیہ سے شادی کے بعد پھر یہودیوں نے حملہ نہیں کیا نبیؐ پر، کیوں ہمارے سردار کی بیٹی نبی کی زوجہ، اب داماد کا گھر نہیں اُجاڑیں گے، یہودیوں کا یہ ظرف کہ داماد کا گھر نہ اجاڑیں، جمل میں ساس خود داماد سے لڑنے آئے، رسولؐ خدا کس کس کے داماد ہیں، ہمارے داماد کی بات کرو یہ علیؑ کا داماد کسی کو ثابت کرنے سے کیا فائدہ، کس کس گھر کا داماد ہے ہمارا نبیؐ، فاطمہؑ کا باپ کس کس کا داماد ہے یہ بتاوٴ کس کس کا داماد ہے، بھئی یہ تو سادات کو فخر ہونا چاہئے کہ ہم نبی کی اولاد ہمارا جد داماد ہے۔ کس کا ابوسفیان کا

عمر کا ابوبکر کا بھیؐ ہے یا نہیں یہ فخر ہمارے پاس تمہارے پاس نہیں ابوسفیان کا داماد بنی امیہ کا داماد محمدؐ ہے، سادات کی کبھی بیٹی نہیں گئی بنی امیہ میں۔ تاریخ دیکھ کر کہہ رہا ہوں کہ بنی ہاشم کی کوئی بیٹی بنی امیہ میں نہیں گئی۔ تقریر خاتمے پر پہنچ رہی ہے اور اسی پر ختم ہوگی تقریر، بنی ہاشم بیٹیاں لائے بنی امیہ سے بیٹی دی نہیں اُمِ حبیبہ معاویہ کی بہن یزید کی سگی پھوپھی ابوسفیان کی بیٹی بڑا اکڑ رہا تھا، بدر میں آیا تھا اُحد میں آیا تھا، خندق میں خیبر میں، حبشہ میں تھی بیٹی بیوہ ہوئی عقد کر لیا، سرکارِ دوعالم نے ہر ایک کا سر جھکا دیا۔ اُمِ المومنین ہو تو ایسی جیسی اُمِ حبیبہ تھیں ہر ایک کی بیٹیاں ازواجِ نبیؐ ہیں، لیکن اسٹیٹس بڑھا دیا اُمِ حبیبہ نے کہ سب سے سرکش سردار کی بیٹی ہیں لیکن اسلام پر ایک احسان کیا جس کے برابر کوئی بی بی احسان نہ کر سکی۔ ابوسفیان سفیر بن کر آیا تھا، دینے میں معاہدہ ٹوٹ رہا تھا فتح مکہ ہونے والی تھی گھبرایا ہوا تھا کبھی کسی کے پاس جائے، کبھی علیؑ کے پاس، کبھی عباس بن عبدالمطلبؓ کے پاس، گھبرا کر بیٹی کے پاس پہنچا حجرے میں پہنچا بیٹی نے دروازہ کھولا گھر میں داخل ہوا نبیؐ کا بستر بچھا تھا چاہا کہ بیٹھ جائے کہا ہٹو ہٹو ابوسفیان کو دھکا دیا، بیٹی نے بستر لپیٹا کہا بیٹھو کیا مطلب یعنی بیٹی ہو تو ایسی جو باپ کو اپنے نبیؐ کی جگہ پر نہ بیٹھنے دے، اُمِ المومنین ہو تو ایسی!

نعرہ حیدری!

ایسی ہو اُمّ المومنین کہ باپ کو نبی کی جگہ پر نہ بیٹھنے دے کہا یہ کیا کرتی ہے کہا تم نجس ہو نبیؐ کے بستر پر کافر نہیں بیٹھ سکتا، یہاں تاریخ کی بددیانتی بیان کر کے مشہور غلط فہمی دور کر دوں، تاریخِ اسلام میں دو ابوسفیان ہیں۔ ایک بنی امیہ کا ابوسفیان جو رسولؐ اللہ کا دشمن ہے جس کی بیٹی اُمِ حبیبہ زوجۂ رسولؐ ہیں۔

دوسرے ابوسفیان بنی ہاشم میں ہیں، یہ حرث بن عبدالمطلبؑ کے فرزند ہیں ان کا نام مغیرہ ہے اور کنیت ابوسفیان ہے، یہ رسولؐ اللہ اور حضرت علیؑ کے چچازاد بھائی ہیں۔ انہیں ابوسفیان بن حرث بن عبدالمطلبؑ کی ایک بیٹی کا نام میمونہ ہے۔

میمونہ کی شادی ہوئی عبداللہ بن مسعود کے بیٹے مرہ سے عبداللہ بن مسعود جناب مختار ثقفی کے چچا ہیں، بنی ثقیف قبیلے میں بیاہ کر میمونہ گئیں قدرت نے بیٹی عطا کی اُس کا نام ہے اُمِ لیلیٰؑ قبیلہ بنی ثقیف کی تھیں، بیاہ کر حسینؑ کے گھر آئیں خطاب پایا اُمِ لیلیٰؑ، محسنۂ اسلام بیبیوں کا ذکر تھا شاید موقع نہ ملے اس لئے ہم نے تفصیل سے چاہا کہ آج ذکر ہو جائے ابوسفیان کی نواسی ہیں لیکن بنی امیہ کے ابوسفیان سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔ تاریخ لکھتی ہے بیاہ کر بنی ہاشم کے گھر آئیں کبھی زبان پر بنی ثقیف کا نام نہیں آیا یہ ہے اُمِ لیلیٰؑ کی سیرت، زبان پر کبھی قبیلے کا نام نہیں آیا، کیوں نہیں آیا ارے اُمِ لیلیٰؑ کی زبان پر کسی کا نام کیسے آتا شہربانو بیاہ کر آئیں ایران کی شہزادی تو کنیز نے کہا بی بی تکلیف تو ہوتی ہوگی اس گھر میں شہزادی ہے ایران کی شہزادی کہا بڑی اذیت ہوتی ہوگی، شہربانو نے کنیز سے کہا "کیا کہتی ہے کفر سے نکلی ایمان میں آئی دوزخ سے نکلی جنّت میں آئی یہ تو شہربانوؑ کا بیان ہے یہ تو اُمِ لیلیٰؑ کے قبیلے کی بات ہے وہاں تو پوری اسٹیٹ (State) چھوڑ کر آئی ہے شہزادی تھی ایران کی، یزدجرد کی بیٹی نوشیروانِ عادل کی پوتی خسرو پرویز کی پوتی شہربانوؑ اور یہ اُمِ لیلیٰؑ ہیں وہ زندگی گھر میں گزاری جو بے مثال ہے۔ بیبیوں کا ذکر بہت کم ہوتا ہے شہزادوں کا ذکر تو آپ دس دن سنتے ہیں یہ تو بیبیوں کے مصائب کا زمانہ ہے صفر کا مہینہ ہے تو انہیں کا ذکر ہے ابھی میں نے راہِ شام کا ذکر نہیں کیا قید خانے کا ذکر نہیں کیا

جیسے جیسے چہلم قریب آئے گا ابھی صرف تعارف کروا رہا ہوں اُن قیدیوں کا، ایک ایک بی بی کا حال آپ سنتے جائیں پہلے بی بیوں کا تعارف ہو جائے، موقع نہیں ملتا پھر ہم حالات پڑھیں گے قید خانے کے بھی مدینے کے بھی کربلا واپسی کے بھی چہلم تک عشرہ ہے آج اس بی بی کا ذکر کر رہا ہوں جو شہزادہ علی اکبرؑ کی مادرِ گرامی ہیں۔ شب جمعہ ہے علماء نے کہا شب جمعہ آئے تو علی اکبرؑ کا ذکر ضرور کرو علی اکبرؑ کا ذکر مادرِ گرامی کے حوالے سے تاریخ نے لکھا کہ ہر قبیلے کو ایک ایک چیز ملی کسی کو شجاعت کسی کو سخاوت کسی کو کچھ لیکن بنی ہاشم کو سب کچھ ملا، لیکن جو کچھ بٹا تھا اُس میں قبیلہ بنی ثقیف کو حُسن عطا ہوا تھا علی اکبرؑ کا ننھیال تھا، قبیلہ بنی ثقیف اور بنی ثقیف طائف میں آباد تھے طائف علی اکبرؑ کا ننھیال ہے، ددھیال بنی ہاشم، شجرہ آپ سن چکے کلابؑ سے لے کر قصیؑ، قصیؑ سے ہاشمؑ، ہاشمؑ سے عبدالمطلبؑ، عبدالمطلبؑ سے ابوطالبؑ، ابوطالبؑ سے علیؑ، علیؑ سے حسینؑ حسینؑ سے علی اکبرؑ شجرہ پورا اور بنی ثقیف بنی کلاب سے شجرہ آ رہا ہے اُمِ لیلیٰؑ کا اور اس طرح بی بی بیاہ کے اس گھر میں آئیں، پہلا سال تھا کہ قدرت نے بیٹا عطا کیا، حسینؑ مسجد میں تشریف فرما تھے کنیز نے اطلاع دی کہ اللہ نے اُمِ لیلیٰؑ کو ایک چاند سا بیٹا عطا کیا ہے اُٹھ کر حجرے میں آئے بیٹے کو اُمِ لیلیٰؑ کی گود سے لیا ایک بار کنیز کو آواز دی کہاں ہے میری بہن زینبؑ کو بلاؤ میری بہن زینبؑ کو بلاؤ شہزادی زینبؑ آئیں بیٹے کو گود میں لے لیا بیٹے کو دیکھا بے اختیار کہا بھیا نانا سے مشابہ ہے کہا ہاں زینبؑ یہ تو ہم بھی دیکھ رہے ہیں، بہن نے پوچھا کہ بیٹے کا کیا نام رکھا کہا بہن تمہیں تو معلوم ہے ہم نے تو یہ منت مانی ہے اللہ جتنے بھی بیٹے دے گا بابا کا نام رکھوں گا اس کا نام بھی علیؑ رکھا ہے بڑے بیٹے کا نام بھی علیؑ رکھا،

اس کا نام بھی علیؑ رکھا تو زینبؑ نے بے اختیار کہا کہ علی ابن الحسینؑ تمہارا بیٹا اجازت ہے کہ میں چھوٹے بیٹے کو پالوں، حسینؑ نے کہا خوشی سے زینبؑ یہ تمہاری گود میں رہیں گے، پھوپھی اور ماں کے پیار کے سائے میں پروان چڑھے کیسے پروان چڑھے میں حالات علیؑ اکبرؑ نہیں پڑھوں گا کیسے پروان چڑھے چھوٹے سے تھے بس سنتے جائیں بیان اور آگے بڑھتا جا رہا ہوں۔ چھوٹے سے تھے ابھی پیروں سے چلے نہیں تھے علی اکبرؑ حسینؑ گھر میں آئے ماں کی گود سے لے لیا ایک طرف در پر پھوپھی کھڑی تھی ایک طرف ماں کھڑی تھی ایک بار انگلیاں پکڑ کر بیٹے کو چلایا تھا تھوڑی دور چلایا تھا کہ ہاتھ چھوڑ دیئے اُدھر زینب کا کلیجہ دھڑکا اُدھر لیلیٰؑ لرزی دوڑ کر چاہا کہ ڈگمگاتے قدم سے بیٹے کو سنبھالیں، اُم لیلیٰؑ کو روک دیا کہا بیٹے کا پہلا قدم اُس کی جیت ہے ٹھہرو، اُم لیلیٰؑ

بہت دور جانا ہے بیٹے کو بہت لمبا سفر ہے ٹھہرو میرا بیٹا ہے پیروں چلنے لگے گا۔ اللہ ماں دیکھ کر بیٹے کو جیتی ہے بہنیں دیکھ کر بھائی کو جیتی ہیں، پھوپھی کی تمناؤں کا سہارا۔ کربلا جاتے ہوئے سفر میں خواب دیکھتے ہیں علی اکبرؑ کہ بابا آپ پر حملہ ہوا ہے داہنا ہاتھ قطع ہو گیا بایاں ہاتھ قطع ہو گیا خواب کی تعبیر کہا بیٹا ذرا آگے بڑھو در پر ماں کھڑی ہے آگے بڑھو آگے بڑھکر کہا بیٹا ایک ہاتھ عباسؑ ہے اور ایک ہاتھ تم ہو، لیلیٰؑ کا احترام حسینؑ کی نظر میں اور وہ علی اکبرؑ میدان میں جا رہے ہیں میدان میں پہنچے پہلوان شامی لڑنے آیا حسینؑ دیکھ رہے تھے طنابِ خیمہ کو پکڑے ہوئے بیٹا پہلی بار لڑ رہا تھا، پہلی بار جنگ کر رہا تھا کیا تمنائیں تھیں باپ کی بنی ہاشم کی شجاعت باپ داد دے گا، بیٹا لڑے گا، پہلوان مقابل ہے اور حسینؑ طناب پکڑے بیٹے کی لڑائی دیکھ رہے تھے بیٹا

لڑ رہا تھا پردے سے ماں حسینؑ کے چہرے کو دیکھ رہی تھی یعنی اُمِ لیلیٰؑ آئینہ رُخ حسینؑ میں بیٹے کی لڑائی کا حال دیکھ رہی تھی تاثرات سے سمجھ رہی تھی ایک بار اُمِ لیلیٰؑ نے پردے سے دیکھا کہ حسینؑ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا آواز دی میرے والی! میرے بیٹے کی خیر تو ہے۔ مرثیے کے دو بند یاد آئے یہ آرزو لکھنوی کا مرثیہ ہے:

اُدھر جدال پہ سرگرم تھے علی اکبرؑ   قریب خیمے کے دل تھامے ماں کھڑی تھیں اِدھر
غرض یہ تھی کہ ملے دم بدم پسر کی خبر   جگر پہ ہاتھ تھا اور روئے شاہِ دیں پہ نظر
تغیّراتِ رُخِ بے مثال دیکھتی تھیں
اُس آئینے سے لڑائی کا حال دیکھتی تھیں

یہ تھا خیال پڑے گی اگر کوئی مشکل   ضرور ہوگا تغیّر کہ ہے یہ باپ کا دل

ظفر کی راہ میں ہوگا جو کوئی امرِ مخل   گھٹے بڑھے گا یہ اُمید و بیم کا ساحل
کتابِ وحی تھی صورت امامِ ذیشاں کی
کھلی تھی سامنے آنکھوں کے فال قرآں کی

بہت روئیں گے آپ شب جمعہ ہے ماتم کریں گے کل تو امامِ رضاؑ کی شہادت اُن کا تابوت نکلے گا کل اُن کی شہادت پڑھوں گا، آج کربلا کا ذکر سنئے کل آٹھویں امام کو پرسہ دیجئے گا آٹھویں امام کا پرسہ جناب فاطمہؑ کو دیجئے گا اُن کا تابوت اُٹھے گا، میرے بیٹے کی خیر میرے وارث، میرے سرتاج ایک بار پلٹ کر کہا ہاں اُمِ لیلیٰؑ بیٹا خیریت سے ہے بڑی شجاعت سے لڑ رہا ہے گھبراؤ نہ، لیکن اُمِ لیلیٰؑ ایک بڑا نامی گرامی شامی پہلوان میرے بیٹے کے مقابل آیا ہے سنو اُمِ لیلیٰؑ میں بیٹے کی شجاعت سے واقف ہوں، میں گھبراتا نہیں پر بات اتنی ہے

کہ وہ سیر ہے میرا بیٹا پیاسا ہے، میرا بیٹا تین دن کا پیاسا ہے، اُمِ لیلیٰؑ میرے نانا نے بتایا ہے حدیث ہے کہ بیٹے کے حق میں ماں کی دعا قبول ہوتی ہے اس لئے اُمِ لیلیٰؑ میرے بیٹے کے لئے دعا کرو، بہت عجیب روایت پڑھ رہا ہوں، میرے بیٹے کے لئے دعا کرو ماں کی دعا قبول ہوتی ہے کیا حسینؑ کو نہیں معلوم کہ علی اکبرؑ کی شہادت ہو جائے گی جملہ سنیں گے آپ یہ کا ہے کی دعا چاہتے ہیں اُمِ لیلیٰؑ دعا کریں بیٹا بچ جائے گا نہیں کچھ دیر کے بعد جو ہونے والا ہے در سے ماں کو ہٹایا ہے دَر سے ماں کو ہٹایا ہے جاؤ خیمے میں جاؤ اب تم نہ دیکھ سکو گی میں معصوم ہوں میں دیکھوں گا میں دیکھوں گا ہٹو اُمِ لیلیٰؑ جاؤ دعا کرو بیٹے کے لئے ایک بار ماں آئی صحنِ خیمہ میں آئی آواز دی رقیہؑ آؤ شہزدی زینبؑ آؤ میں دعا کرتی ہوں تم آمین کہنا بی بیاں آئیں ماں نے ہاتھ پھیلائے زیر آسمان آواز دی دعا سنیں گے آپ، ہاتھ پھیلائے آواز دی اے یعقوبؑ کو یوسفؑ سے ملانے والے، اے یعقوبؑ کو یوسفؑ سے ملانے والے میرے بچھڑے بیٹے کو ماں سے ملا دے ماں کی دعا قبول ہوگئی علی اکبر نے پہلوان کو قتل کیا واپس آئے باپ کے پاس آئے کہا بیٹا کیا بات ہے کہا بابا پیاسا ہوں تھوڑا سا پانی، دعا قبول ہوئی شاید در خیمہ پر منع کر دیا ہو کہ اب دعا نہ کرنا اگر قیامت تک ماں دعا کرتی رہتی بیٹا پلٹ پلٹ کر آتا رہتا، ماں بیٹھ گئی خیمے میں خاموش ہو کر زمین پر بیٹھ گئی لاشہ آیا ماں نہ نکلی پھوپھی نکلی پالنے والی آئی ماں اپنی جگہ سے نہ اُٹھی بی بی تو محسنِ اسلام تجھ پر میرا اسلام تاریخ میں نہیں ملتا کہیں پکار کر روئی ہوں نہ وائے علی اکبرؑ کہا نہ ہائے علی اکبرؑ کہا آخری جملے سنیں گے، بڑا صبر کیا بی بی اٹھارہ سال والے کو کہیں یاد کر کے نہ روئیں نیزے پر سر تھا مگر روئیں نہیں لیکن واپسی ہوئی مدینے آئیں تو اب

عالَم یہ ایک ناقہ سوار کوفے سے آیا تھا اُس کا ناقہ چلتے چلتے گلی میں رُک گیا چاہا کہ تازیانے مارے ناقہ نہ بڑھا دیکھا تو آنکھ سے آنسو بہہ رہے ہیں گھبرا کر کبھی ادھر دیکھا کبھی اُدھر دیکھا رونے کی آواز آئی، جیسے جیسے وہ بی بی روتی ہے ناقہ روتا ہے دیر تک سوچتا رہا ایک کنیز باہر آئی کہا میرا ناقہ رو رہا ہے کون رو رہا ہے کہا علی اکبرؑ کی ماں رو رہی ہے۔ علی اکبرؑ کی ماں رو رہی ہے، ارے مدینے میں مشہور تھا ماں کیسے روتی ہے۔ آخری جملے سنیں گے، ہاں روئی اور بہت روئی لیکن وہ دن قیامت کا دن تھا واقعۂ کربلا پہلی عید آئی تو تمام بی بیاں بنی ہاشمؑ کی روضۂ رسولؐ پر گئیں یہ بیبیوں کی عید تھی پہلی عید تھی بعد واقعۂ کربلا پہلی عید تھی موزخ کہتا ہے راوی کہتا ہے روضۂ رسولؐ پہ ہم نے دیکھا ایک بلند قد کی بی بی سیاہ چادر اوڑھے ہوئے باہر نکلی اُس کے ساتھ کنیزیں پیچھے پیچھے نکلیں، ابھی بقیع کے راستے میں تھیں کہ ایک بار راستے میں کلیجے کو تھام کر بیٹھ گئی اور رونے لگی میں آگے بڑھا پوچھا کون ہے تڑپ کر کیوں رو رہی ہے کنیز نے کہا پہچانا نہیں ارے اُمِ لیلیٰؑ ہے مادرِ علی اکبرؑ ہے، جوانو آخری جملہ سنو اور بعد میں ماتم کرنا تو راوی نے کہا بی بی کیا کہتی ہے تو کنیز نے کہا بی بیؑ کہہ رہی ہے، مدینے کے جوان آپس میں عید کے دن گلے مل رہے ہیں کاش میرا علی اکبرؑ ہوتا تو اپنے دوستوں سے عید کے دن گلے ملتا۔ ہائے علی اکبرؑ ہائے علی اکبرؑ۔

چھٹی مجلس

محسنینِ اسلام

حضرت امام علی رضاؑ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے

عشرۂ چہلم کی آج چھٹی تقریر ہے، عنوان جیسا کہ آپ کو علم ہے "محسنین اسلام" ہے ترتیب کے لحاظ سے ہم جس طرح سلسلے وار اپنے موضوع کو لے کر چل رہے تھے اُس میں ایک کڑی درمیانی یہ سترہ صفر کی وجہ سے اہم ترین تاریخ آ گئی اور آج مجلس کے بعد معصوم کی شبیہ تابوت برآمد ہوگی اُنیس صفر شبِ چہلم نذرِ امام حسینؑ اور ذوالجناح، تابوت اور علَم کی زیارت ہوگی، اب آج کے بعد چار تقریریں ہمارے پاس رہتی ہیں اور اُس میں اپنے عنوان کی وسعتوں کو سمیٹتے ہوئے جو چیزیں رہ جائیں گی اُنہیں ہم الوداعی عشرے میں انشاءاللہ امام بارگاہ چہاردہ معصومینؑ انچولی سوسائٹی میں پیش کریں گے، اٹھائیس صفر سے سات ربیع الاوّل تک وہاں ہم امیر مختار کے کارناموں کا ذکر کریں گے اور اُس کے ساتھ ساتھ تمہیدی طور پر جو موضوعات "محسنین اسلامؑ" کے باقی بچیں گے ہم وہاں عرض کریں گے، آج موضوع ہمارا وہی ہے محسن اسلام آیت سرنامہ کلام کی

وہی ہے جو ہم روز پیش کرتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ یٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ○ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ... (سورہ یٰسین آیت ۱ تا ۴)

یٰسین اے سیّد و سردار اے انسانیت کبریٰ پر فائز اے ایک لاکھ چوبیس ہزار کے فخر تیری قسم اور قرآنِ حکیم کی قسم تو نبی مُرسل ہے تو صراطِ مستقیم ہے۔ مامون رشید کا دربار تھا اور مشہور عالم یحییٰ بن اکثم بیٹھا ہوا تھا، درباری عالم اُس عہد کا بڑا عالم اُس وقت آپ کا آٹھواں امام (نعرہ صلوٰۃ) امام علی رضاؑ صلوٰۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے پلٹ کر اُس سے پوچھا قرآن میں ہمارے جد کا نام کہاں پر آیا ہے اُس نے کہا کئی مقامات پر تو آپ نے کہا کہ نہیں جہاں قرآن کی گواہی کے ساتھ نام لیا وہ کون سی جگہ ہے قرآن میں، یحییٰ بن اکثم خاموش ہو گیا اُس نے کہا مجھے علم نہیں تو آپ نے فوراً یہ آیت پڑھی یٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ یہ ہے میرے جد کا نام قرآن کی گواہی کے ساتھ خاموش ہو گیا کچھ دیر کے بعد اُس نے پوچھا کہ یہ بتایئے کہ اس نام پر آپ کو اتنا اصرار کیوں ہے، وجہ کیا ہے کہا :صرار اس لئے کیا ہم نے کہ تو نے سورہ الصّٰفّٰت پڑھی ہے اُس نے کہا ہاں پڑھی ہے کہا تو نے پڑھا۔ سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ کہا ہاں پڑھی ہے، کہا سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ ہاں یہ بھی پڑھا، کہا سَلٰمٌ عَلٰی مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ کہا ہاں یہ بھی پڑھا کہا کیا ہر آیت کے بعد یہ بھی ہے سلامٌ علیٰ آلِ نوح، سلامٌ عَلٰی آلِ ابراھیم، سلامٌ علیٰ آلِ موسیٰ و ھارون، اُس نے کہا نہیں بے اختیار کہا سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ ا اُس کے بعد کی آیت کہا اس لئے اصرار تھا کہ معصوم نے چاہا کہ پہلے یہ اقرار کر لے کہ

ہمارے جد کا نام یٰسین ہے پھر آیت پڑھی کہ دیکھ ابراہیمؑ پر سلام نوحؑ پر سلام موسیٰؑ اور ہارونؑ پر سلام لیکن جب یٰسین کا نام لیا سورہ صافات میں تو اس کی آل پر سلام کیا کسی نبی کی آل پر سلام نہیں کیا سوا ہمارے جد کی آل کے کسی اور پر سلام نہیں کیا (نعرہ صلوٰۃ) تقریر کر رہا تھا میں اور اس واقعے کو میں پڑھ رہا تھا مکّے میں ایک بہت عالم فاضل عربی کے ماہر ڈاکٹر ابوجعفر صاحب تقریر کے بعد انہوں نے مجھ سے کہا آپ نے یہ کیسے کہا کہ سلامٌ علیٰ آل یٰسین ہے قرآن میں اس لئے قرآن میں آلِ یٰسین نہیں لکھا اِل یٰسین لکھا ہے سلام علیٰ اِل یٰسین میں نے کہا بالکل ٹھیک ہے جب آپ قرأت کریں گے تو وہاں پر آلِ یٰسین ہی پڑھیں گے زیر نہیں ہے لام میں زیر ہے الف کے نیچے اِل یٰسین صحیح ہے آپ کو اِل یٰسین ہی کہنا ہے تلاوت میں لیکن ہم کیا کریں یہ حکم معصوم ہے واقعہ ہم نے

اس لئے پڑھا کہ تاریخ کا واقعہ ہے معصوم کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے مستند ترین آیت معصوم نے اس طرح پڑھی اس لئے ہم نے پڑھا لیکن اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں پوری گفتگو ہم آپ کو سنا رہے ہیں، اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ آلِ یٰسین کے تو معنی ہیں ہم کو اِل یٰسین کے معنی بتا دیجئے، آپ تو عربی کے ماہر ہیں آپ نے تو یہاں پر عربی کا گہرا مطالعہ کیا ہے لغت عرب بھی آپ نے دیکھی ہے اور ہوسکتا ہے عبرانی زبان کی لغت بھی دیکھی ہو۔ میں نے خود اُن کو ہنٹس (Hints) دیں کہ شاید معنی بتا دیں عبرانی کا کہہ کر میں نے چاہا کہ شاید وہ سمجھ جائیں بات کہ میرا اشارہ کدھر ہے میں نے کہا اس کے معنی بتایئے اِل یٰسین کے کیا معنی ہیں یعنی یہ سارے قرآن کے ترجموں میں لکھا ہوا ہے کہ سلام ہو الیاسؑ پر تو میں نے کہا الیاس نام کا اِل یٰسین کیوں بنا دیا، اللہ نے بھیؑ

سیدھا سیدھا نام تھا سلام ؑ علیٰ الیاس پیغمبر کا نام ہے تو اِل یٰسین کہنے کی کیا ضرورت تھی، الیاسؑ کہتا اگر یہاں مراد الیاس پیغمبر ہیں تو سلام جس ترتیب سے چل رہے ہیں اُسے دیکھیں آپ بہت غور سے سنئے گا، بڑی علمی بحث ہے تقریر کا آغاز ہو گیا، ہے تمہید میں ہی علمیت چھڑ گئی ہے مجبوری ظاہر ہے کہ معصوم کا ذکر اور سرنامہ کلام کی آیت یٰسین ترتیب یہ ہے کہ پہلے نوحؑ پر سلام پھر ابراہیمؑ پر سلام پھر موسیٰؑ اور ہارونؑ پر سلام انبیاءؑ کی ترتیب یہی ہے نوحؑ کے بعد ابراہیم، ابراہیمؑ کے بعد موسیٰؑ اور ہارونؑ، اَلیاسؑ، نوحؑ سے پہلے کے پیغمبر آدمؑ اور نوحؑ کے درمیان میں الیاسؑ آخر میں سلام ہو پہلے والے پیغمبرؑ پر مقصد کیا الیاس جو نوحؑ کا جد ہے اُس کا نام آئے موسیٰؑ اور ہارونؑ پوتوں پر دتوں کے بعد ایک بات دوسری بات یہ کہ میں نے یہ کہا کہ اگر آپ کی نظر عبرانی کہنے سے وہاں تک پہنچ جاتی اور لغت عبرانی پر آپ کی نظر ہوتی تو تب میں آپ سے پوچھتا کہ اِل کے معنی عبرانی میں کیا ہیں اور اِل کا لفظ عبرانی سے آیا ہے عربی میں عبرانی سے آیا ہے اور ظاہر ہے کہ آپ اِل کے معنی نہیں بتا سکتے اس لئے کہ عبرانی میں یہ بحث ہے کہ خلقتِ ابراہیمؑ سے پہلے جب یہ زبان بولی جارہی تھی تو بابل جو نینوا کا دارالحکومت تھا اور دنیا کی سب سے بڑی حکومت تھی جہاں کی ثقافت اور تہذیب میں اِل کا لفظ مخفف تھا ایلی کا اور ایلی پکار کر ہر صحیفے نے یہ کہا کہ ایلی نام ہے اُس کا جسے دنیا علیؑ کہتی ہے۔ ایلی نام ہے انجیل میں توریت میں اور تمام صحیفوں میں علی کا اور یہ ایلی نام اتنا طاقتور تھا کہ ہر عہد میں کسی نہ کسی لفظ کے ساتھ جوڑا جاتا تھا اس لئے کہ جب دعا مانگی جاتی تھی تو ایلی کا حوالہ اور واسطہ دیا جاتا تھا، ابراہیمؑ کے پیدا ہونے سے پہلے تاریخ ہے بابل ونینوا کی، دارالحکومت

کا کیا نام ہے بابل بابِ اِل بابِ عبرانی میں دروازہ اِل یعنی ایلی معنی علیؑ دروازہ کس کا علیؑ کا (نعرۂ حیدری) عبرانیؑ میں اسماء کہتے ہیں مانگنے کو دعا کرنے کو دعا قبول ہو جانے کو مراد پا جانے کو اسماء اِل اِل نے مراد پوری کی بچہ دیا ابراہیمؑ نے کہا اسماعیلؑ بچہ ملا تو کہا ایلی نے بیٹا دیا، اسمائیل، عبراتی کا لفظ تو میں نے کہا اگر آپ کو معلوم ہوتا عبرانی پر عبور ہوتا تو پتہ چلتا کہ اِل یٰسین علیؑ اور محمدؐ کا نام ساتھ لیا اللہ نے سلامٌ علیٰ اِل یٰسین علیؑ پر سلام محمدؐ پر سلام (نعرہ صلوٰۃ) تو یہی تو کہا ہے امام رضاؑ نے آلِ یٰسین آل بھی آ گئی علیؑ کے ساتھ محمدؐ بھی آ گئے چاہے انہیں اِلِ یٰسین کہو یا آلِ یٰسین کہو مطلب ایک ہی ہے مطلب ایک ہے اب یہ قرأت کا پورا ایک مسئلہ ہے بحث ہے کہ قرآن میں جو قرأت ہے یہ درست ترین ہے یا نہیں عبداللہ بن مسعود کی قرأت کچھ اور ہے حضرت عثمان کے دور کی قرأت کچھ اور ہے حضرت عمر کی قرأت کچھ اور ہے پوری کتابیں بھری پڑی ہیں کہ بحثیں ہوتی تھیں کہ اس آیت کو ہم ایسے پڑھتے ہیں انہوں نے کہا حضورؐ سے ہم نے ایسے سنا ہم نے ایسے سنا تو ان تمام مباحث میں اگر ہمارا معصوم بولے کہ آیت ایسے تو نصِ صریح ہے، پھر کسی اور کو نہیں مانیں گے جب سارے صحابی یہ کہیں کہ یہ آیت ایسے یہ آیت ایسے، یہ آیت ایسے، تو اگر معصوم کہہ دے کہ آیت ایسے تو بس ایسے، سلامٌ علیٰ آلِ یٰسین بھرے دربار میں معصوم نے بتایا کہ ہم پر سلام ہوا یہ زمانہ ہے کونسا دو سو تین ہجری حضورؐ کو گئے دو سو تین برس ہو چکے اور آٹھواں امامؑ تیس برس کا۔ ابھی بغداد کے قید خانے میں بابا کے لاشے کو نکلتے بیٹے نے دیکھا ہے ہارون رشید کا دور ہے مشہور عباسی خلیفہ زہر دے چکا لاش کو اٹھوا کر کر جسرِ بغداد پر پھینکوا دیا لیکن ابھی ظُلم سے دل نہیں بھرا اُس کا دل

نہیں بھرا، تاریخ میں ہے کہ دو بیٹے تھے ہارون کے امین اور مامون، امین منصورِ دوانقی کی پوتی کا بیٹا یعنی امین کی ننھیال بھی عباسی ددھیال بھی عباسی، عراق، کوفہ، عرب چاہتا تھا امین خلیفہ ہو یعنی مامون کنیز کا بیٹا تھا کنیز عجمی ایرانی تھی۔ ایران چاہتا تھا کہ مامون خلیفہ ہو، دونوں بھائیوں کی جنگ میں ہارون پس کر رہ گیا اور راوی ہے صباح، طبری کہتا ہے میں ساتھ تھا ہارون رشید کا لشکر بھی ساتھ تھا ایک مقام پر قافلہ رُکا میرا ہاتھ پکڑا صباح میرے ساتھ آؤ ایک درخت کے پیچھے لے گیا اور کہا بہت جلد میں مر جاؤں گا کہا نہیں ایسا نہیں ہوسکتا اے امیر المومنین کہا نہیں اور یہ کہہ کر وہ کہتا ہے کہ اپنے عبا کے دامن کو کھول لیا اور اپنے پیٹ کو دِکھا کر کہا کہ دیکھو ریشمی کپڑا بندھا ہوا ہے اتنی تکلیف ہوتی ہے میرے جسم میں اور پیٹ میں کہ میں راتوں کو تڑپتا ہوں اور بیمار کر ڈالا ہے میرے بیٹوں نے اس لئے کہ جب میں سواری کے لئے گھوڑا مانگتا ہوں تو اڑیل ٹٹو پر مجھے بٹھایا جاتا ہے، خچر پر بٹھایا جاتا ہے، میں بیمار پڑ گیا ہوں اگر کہو تو ابھی دِکھاؤں سواری منگوائی کہا دیکھا وہ خچر لایا جا رہا ہے یہ بیٹے چاہتے ہیں کہ میں جلدی مر جاؤں جاسوس میرے آگے پیچھے ہیں تاریخ یہاں پر خاموش ہوگئی اس لئے کہ یہ واقعہ لکھ کر تاریخ نے بتایا کہ خلافت خود اظہار کر رہی ہے کہ وہ بسترِ خلافت پر شاہی بستر پر تڑپ رہی ہے، موت و زندگی کے درمیان، بیٹے جان کے دشمن کیوں امامِ وقت کو نہیں پہچانا، سکون کہاں سے ملے اور عالم یہ ہے کہ جب مدینے میں کسی عہد میں امامِ جعفر و صادق صلوٰۃ اللہ، سلام اللہ علیہ کے بیٹے محمد بن جعفرؑ اتنے متقی اتنے پرہیز گار کہ مسجد نبویؐ سے نماز پڑھ کر نکلیں تو دوست اور متقی پرہیز گار چاروں طرف ہوں اتنا پرہیز گار امام کا بیٹا اور چچا ہیں آٹھویں

امام کے چچا اتنا پرہیز گار بزرگ اچانک خروج کرتا ہے ہارون کے خلاف دنیا حیران رہ گئی کہ خروج کیوں ہوا یہ لشکر کیوں بنا یہ بغداد پر حملہ کیوں ہے یہ سیّد کو جوش کیوں آ گیا تاریخ نے لکھا کہ صبح کو گھر سے نکلے تو دیکھا پورے مدینے میں ایک ایک دیوار پر پوسٹر لگے ہیں جس پر علیؑ و فاطمہؑ کو گالیاں لکھی گئی تھیں ایک ہی وجہ تاریخ نے بتائی کہ وہ اتنا متقی پرہیز گار صابر سیّد اپنی دادی اور دادا پر گالی کو برداشت نہ کر سکا تلوار لے کر آ گیا قدرت کا امتحان اسی طرح ہوتا ہے کہ اولاد اپنے جدا اپنے ماں باپ کے لئے گالی برداشت کر سکتی ہے کہ نہیں، پاکستان کے شیعوں کا امتحان ہے عقدِ اُمِ کلثومؑ (نعرۂ حیدری) اس سے زیادہ نہیں کہوں گا، بس اب کسی چیز پر اکڑنا نہیں کہ ہم بڑے مجمعے لگا لیتے ہیں ہم بڑے جلوس نکال لیتے ہیں، یہ امتحان ہے تمہارا کہ علیؑ اور فاطمہؑ پر یہ گالی تم برداشت کر رہے ہو خاموش ہو نہ منبر سے آواز نہ قلم سے آواز نہ جوانوں کو جوش آئے اتنا ذہنوں کو پست بنا دیا کہ یہ سب کچھ نظر نہیں آتا بس یہی تو گری ہوئی حالت ہے ذہنوں کی۔ یہی تو سمجھتے ہیں کہ جنگ اخبار میں گالی آئے تم سن لو پڑھ لو کوئی بات نہیں یہ وہ سیّد تھا تلوار لے کر نکلا امام رضاؑ دعا کر رہے تھے تو کیا ہوا نکلے تو کیا ہوا خروج کر کے بتایا کہ ہم سن نہیں سکتے، اب وہ دور نہیں ہے کہ ہم برداشت کر لیں ہم باہر نکلیں گے اس کے خلاف آواز بلند کریں گے، کوئی مدینے میں پوسٹر لگائے فاطمہؑ کو گالیاں لکھے بیٹا بیٹھا رہے سادات بیٹھے رہیں، امام نے دعا کی لیکن کیا ہوا ہارونؑ نے بدلہ کس سے لیا، کس سے لیا، گھر اُجڑ گیا، بنی ہاشم کے محلے میں امام رضاؑ کے گھر پر لشکر آیا اور کہا حکم یہ ہے ہارون رشید کا کہ سب کو گرفتار کر لیا جائے اور خود لشکر گھر میں گھس کر عورتوں کی چادریں اور زیور

اُتارے جائیں یہ انتقام لیا گیا امام نے کہا جب تک میں ہوں کسی کی مجال نہیں کہ ہمارے گھر کی چوکھٹ پر لشکر قدم رکھ سکے نام کیا ہے علیؑ بتایا کہ جب تک میں ہوں امامِ زمانہ ہے کوئی اندر نہیں جا سکتا ٹھہر جا ہم اپنے ہاتھ سے چادرے اور زیورات لا کر دے دیں گے، تاریخ میں لکھا ہے امام گئے سب کچھ اُتار کر لا کر حوالے کر دیا لیکن پھر چین سے بیٹھنا نصیب نہیں ہوا۔ لیکن کچھ دنوں کے لئے امام کو موقع ملا کہ علومِ طب دے دیں جو عیسائیوں اور یہودیوں نے بحثیں چھیڑی ہوئی ہیں اُن سے علمی جواب دے دیں اس لئے کہ جب ہارون رشید نے اپنے کو پایا موت و زیست کے درمیان تو اُس نے فیصلہ کیا آدھا ملک امین کو دے دیا جائے اور آدھا ملک مامون کو دے دیا جائے ایران مامون کے حصے میں آیا بغداد امین کے حصے میں آیا عرب امین کے حصے میں آیا آدھا آدھا ملک بٹ گیا دو حکومتیں ہو گئیں ہارون مر گیا لیکن جب ہارون مرنے والا ہے تو یہ ہمارے امام کا کمال ہے کہ حج کرنے اُسی سال آٹھویں امام بھی گئے ہارون بھی آیا تھا تاریخ نے لکھا کہ ایک دروازے سے امام باہر جا رہے تھے دوسرے دروازے سے ہارون جا رہا تھا امام کی نظر پڑی تو دیکھا جو گرد حاجیوں کے قدموں سے اُٹھ رہی تھی اُس گرد سے بچانے کے لئے رومال کو اپنی ناک پر رکھا تھا امام نے کہا دیکھو اس کو حج کی گرد سے بچا رہا ہے اپنے آپ کو یہ نہیں معلوم کہ چند مہینوں کے بعد خاک میں ملنے والا ہے، انجام نہیں پتہ ہارون کو کہا بہت جلد اصحاب کو بتا دیا بہت جلد تم دیکھو گے کہ میں اور یہ ایک مقبرے میں دفن ہونگے، میرے پیروں کے پاس ان کی قبر ہوگی اس کے سرہانے میری قبر بنے گی پہلے بتا دیا جو تاریخ بتائی تھی جو مہینہ بتایا تھا ہارون مر گیا مامون کو حکومت

ملی جب تک دونوں بھائی لڑتے رہے امین اور مامون امام آرام سے مدینے میں علم پھیلاتا رہا، امین کو مامون نے قتل کروادیا حکومت مامون کے قبضے میں آئی پورا ملک مامون رشید کو مل گیا امین مارا گیا لیکن ایران ایسا ملک کہ مامون پریشان ہے اب تک ایران کا کوئی گورنر مقرر نہیں ہوا اس لئے ایرانی یہ کہہ رہے تھے مامون سے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ حکومت آلِ محمدؐ کا حق ہے انہیں دی جائے جب یہ آواز بلند ہوئی تو وزراء کو بلایا شوریٰ کمیٹی بٹھائی گئی، تمہیدی منزلیں ہیں میں بہت آگے آپ کو بڑی عجیب بحث میں لے جانا چاہتا ہوں تاکہ اُس دور کی سیاسی حالت کو آپ سمجھ لیں خاص طور سے بچے اور جوان، شوریٰ کمیٹی بلائی گئی مامون نے کہا کہ تم کیا کہتے ہو کیا آلِ محمدؐ کے کسی فرد کو حکومت حوالے کر دی جائے، وزراء نے کہا کہ مصلحت دیکھ کر آپ ایسا کریں، چار اپنے معتمد

بلائے اور کہا یہ خط لے کر جاؤ مدینے اور علی رضاؑ سے کہو کہ فوراً آ جائیں، وہ خط لے کر امام کی خدمت میں پہنچے، امام نے خط دیکھا اصحاب یہ سمجھے کہ بڑا اچھا پروانہ ہے مگر امام نے کہا خوشی مت منانا یہ میری موت کا پیغام ہے، لوگ سمجھیں گے بادشاہ نے بلایا ہے ولی عہدی ملے گی لیکن امام کا یہ عالم ہے کہ روضہ رسولؐ پر جاتے ہیں اور قبر پر اپنے آپ کو گرا دیتے ہیں، کبھی باہر آتے ہیں کبھی قبر پر جاتے ہیں بار بار کہتے ہیں نانا اب واپس نہیں آؤں گا، اب یہ قبر دیکھنے کو نہیں ملے گی لوگوں نے لکھا یا اٹھائیس رجب کو مدینہ میں اتنا شور گریہ سنا گیا تھا یا امام علی رضاؑ جب مدینے سے نکلے تو رونے کی آوازیں آئیں ہزاروں بچے اور عورتیں امام کو رخصت کر رہے تھے یاد رکھئے گا ایک بہن نے بھی رخصت کیا جس کا نام فاطمہؑ ہے، امام رخصت ہوا۔ بس اب میں اپنے موضوع پر آ گیا امام

رخصت ہوا۔ سواری چلی لیکن بصرے کی جانب سے راستہ مقرر کیا گیا تاکہ ایسا نہ ہو کہ رستے میں بغاوت ہو جائے لیکن بصرے سے نکل کر جب آگے سواری بڑھی تو راستے میں نیشاپور آ گیا نیشاپور آیا اور نیشاپور اُس دور کا ثقافتی شہر جب عین چوراہے پر سواری امام کی پہنچی تو چالیس ہزار کا مجمع تھا اب سنتے جائیں آپ، چالیس ہزار کا مجمع تھا اور چالیس ہزار مجمعے میں صرف چوبیس ہزار فقیہ اور محدث تھے، چوبیس ہزار محدث، چوبیس ہزار قلم دان لے کر آئے چوبیس ہزار قلم لے کر آئے اور عالم یہ تھا چاروں طرف سے یہ آوازیں آ رہی تھیں اے فرزندِ رسولؐ جمالِ امامت دکھایئے ذرا اس چالیس ہزار کے مجمعے سے پوچھو شاہی کا جلال دیکھا ہارون کا چہرہ دیکھا مامون کا چہرہ دیکھا اتنے بادشاہوں کے چہرے دیکھے یہ ایک چہرہ دیکھنے کو کیوں ترس رہے ہو، تاریخ خود جواب دے گی

کہ شاہی کا جمال اور ہے امامت کا جمال اور ہے ہم جمالِ امامت دیکھنا چاہتے ہیں عماری کا پردہ اُٹھایا جائے جب اصرار ہوا، عماری کا پردہ اُٹھا، تاریخ نے لکھا کہ وہ رسولؐ کے انداز سے لہراتے ہوئے گیسو وہ ریش مبارک وہ کھلتا ہوا گندمی رنگ وہ چمکتی ہوئی چاندسی پیشانی، ستواں ناک، وہ انداز، رسولؐ کا چہرہ سامنے تھا۔ لوگ چیخیں مار مار کر رونے لگے چہرہ دیکھ کر رونے لگے یہ فضائل بھی ہیں مصائب بھی ہیں اسی طرح ہمارے ساتھ آگے بڑھتے جایئے رونے لگے لوگ اب ایک ہی آواز تھی فرزندِ رسولؐ کچھ سنایئے ہمارے قلم لکھنے کو منتظر ہیں۔ یاد رکھئے گا ایک سو تیراسی ہجری رسولؐ کو ایک سو تیراسی برس گزر چکے ہیں آٹھواں فرزند اُس کی سواری جا رہی ہے چالیس ہزار کا مجمع پکار رہا ہے کچھ بیان کیجئے کیوں کتنے خطبے سنے ہیں بنی امیہ کے بادشاہوں کے خلفاء کے خطبے اور

تقریریں سن چکے کتنے عباسی خلفاء کے خطبے اور تقریریں سن چکے کیوں اصرار ہے کہ کچھ سنایئے تو دنیا یہی جواب دے گی کہ شاہی کا لہجہ اور ہے رسولؐ کی گفتار اور ہے ہم لہجۂ رسالت سننا چاہتے ہیں، فرزند رسولؐ کچھ بیان کیجئے جب اصرار ہوا تو کہا سنو ہم سے سنو ہم نے سنا اپنے بابا موسیٰ کاظمؑ سے (نعرہ صلوٰۃ) ہم نے سنا اپنے بابا موسیٰ کاظمؑ سے، انہوں نے سنا اپنے بابا جعفر صادقؑ سے، انہوں نے سنا اپنے بابا محمد باقرؑ سے، انہوں نے سنا اپنے بابا زین العابدینؑ سے، انہوں نے سنا اپنے بابا حسینؑ ابن علیؑ سے، انہوں نے سنا اپنے بھائی حسنِ مجتبیٰؑ سے، انہوں نے سنا اپنے بابا علی مرتضیٰؑ سے، انہوں نے سنا محمدِ مصطفیٰؐ سے، (صلوٰۃ) اور اُن کے پاس امینِ وحی جبریل امین خدا کا پیغام لے کر آئے کہ لا الٰہ الا اللہ میرا ایک قلعہ ہے، خدا کہہ رہا ہے لا الٰہ الا اللہ میرا ایک قلعہ ہے جو اُس میں داخل ہوا اُس نے امان پائی عماری کا پردہ گر گیا، سواری آگے بڑھ گئی مجمع روتا جا رہا تھا چوبیس ہزار قلم چلتے جا رہے تھے لکھتے جا رہے تھے، مجمع جلو میں عماری کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا مجمع پھر چیخا کچھ اور بیان ہو، سواری تھمی پردہ اُٹھا کہا لکھوایئے کچھ اور لکھوایئے کہا ہاں **وَلٰكِنْ بِشَرْطِهَا وَشُرُوْطِهَا** لیکن اس قلعے میں داخل ہونے کے لئے کچھ شرطیں ہیں پردہ عماری کا گر گیا سواری آگے بڑھ گئی قلم چل رہے تھے مجمع پھر چیخا مولا کچھ اور بیان ہو، سواری آگے بڑھ چکی تھی سواری تھمی پردہ ہٹا امام نے پھر آواز دی، **وَاَنَا مِنْ شَرْطِهَا وَشُرُوْطِهَا** اُن شرطوں میں ایک شرط میں ہوں۔ (نعرہ صلوٰۃ) واقعہ سن لیا نتائج سن لیں ذہنوں میں انہیں محفوظ کر لیں مجمع چیخ رہا تھا کہ کچھ سنا دیجئے سمجھے نا آپ۔ مجمع چیخ رہا تھا مسلمانوں کا کچھ سنا دیجئے مجمعے نے یہ کب کہا تھا سلسلۂ سند سنا دیجئے،

مجمع نے تو کہا تھا کہ کچھ سنا دیجئے امام نے کہا سلسلہ پہلے سنو پھر دوں گا حدیث کیوں آج سلسلہ یاد رکھو، اگر خدا کی سنی ہوئی خدا کی بھیجی ہوئی حدیث جو محمدؐ پر آئی اگر اس سلسلے سے پانا تو سچ ہے سلسلہ اگر دوسرا سلسلہ ہو تو سمجھنا غلط ہے، سلسلہ بھی سن لو، سلسلہ بھی یاد رکھو ہم نے سلسلہ سنا دیا ہے حدیث کی پہچان دیکھ لو علم رجال کو سمجھ لو، جو بعد میں تم ہی یاد کرو گے اُس کے بعد حدیث سنائی آپ نے غور نہیں کیا رسولؐ کے دو سو برس کے بعد چوبیس ہزار قلم آئے اور چالیس ہزار آدمی چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ کچھ لکھوا دیجئے دو سو برس پہلے نبیؐ آواز دے رہا تھا قلم لاؤ کاغذ لاؤ کچھ لکھوا دوں قلم نہ آیا، آٹھویں بیٹے نے دو سو برس کے بعد بغیر مانگے چوبیس ہزار قلم منگوا لیے، یہ محمدؐ کی فتح تھی۔ چوبیس ہزار قلم منگوا لئے مانگا نہیں خود لائے کل ایک قلم مانگ رہا تھا جد ہمارا تم نے نہ دیا اب نہیں مانگیں گے اب تم خود لاؤ گے اور دو سو برس میں جتنے قلم جمع ہوئے سب لے کر آؤ گے چوبیس ہزار قلم آئیں گے۔ لائے قلم خود لائے تو اب قلم آ گئے کہا وہی لکھواؤں گا، جو جد لکھوانا چاہتے تھے، لکھو اب کہو یہ ہے امام رضاؑ کی فتح لکھو کیا لکھوانا چاہتا تھا وہ لکھوانا چاہتا تھا لا الٰہ الا اللہ کے قلعے میں داخلے کے لئے لازمی ہے عَلِيٌّ وَلِيُّ اللهِ۔ علیؑ کے نام کے بغیر کلمہ نہیں کیا کہا۔ وَلٰکِنِ بشرطِهَا و شُروطِهَا اُس کلمے کی شرط میں ہوں میرا نام علیؑ ہے۔ (نعرۂ حیدری) کلمے کی شرط علیؑ ہیں اس گھر میں ہر امام علیؑ ہے، ہر امام محمدؐ ہے آٹھویں نے بتایا کہا دیکھو اُن کو پیش کی گئی خلافت خود کہا گیا لے لیجئے تو قدرت نے انہیں علی مرتضیٰؑ بنا دیا مجھ سے کہا گیا حکومت لے لیجئے میں نے شرط کے ساتھ قبول کر لیا تو میں علی رضاؑ بن گیا وہ مرتضیٰؑ میں رضاؑ ہوں دونوں علیؑ دیکھو پہچانو اب سنتے

جائیے بہت غور سے امام احمد بن حنبل جن کی فقہ پر پورا سعودی عرب چل رہا ہے جو وہابیت کے امام ہیں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بہت غور سے سنیئے گا۔ فرماتے ہیں کہ نیشا پور کی راہ میں امام موسیٰ رضاؑ نے جو حدیث کا سلسلہ پیش کیا وہ اگر مجنون پر دیوانے پر پڑھ کر پھونک دیا جائے تو وہ عاقل بن جائے۔ کون کہہ رہا ہے وہابیت کے امام، امام احمد بن حنبل جو سلسلہ دیا علی رضاؑ نے نیشا پور کے راستے میں اگر وہ مجنون پر پڑھ کر پھونک دیا جائے دم کر دیا جائے تو وہ عاقل بن جائے۔ غور نہیں کیا آپ نے یہ نہیں کہا کہ دیوانہ صحیح ہو جائے، مجنون عاقل بن جائے سلسلہ دم کر دیا جائے کس کی حدیث ہے امام احمد بن حنبل کی آٹھواں بیٹا رسولؐ کا آئے دو سو برس کے بعد اُس کی زبان سے چند الفاظ نکلے وہ دیوانے پر مجنون پر دم کئے جائیں تو عاقل بن جائے جس کے بیٹے کے زبان سے نکلے ہوئے لفظ دیوانے پر پڑھے جائیں تو وہ صحیح ہو جائے عاقل ہو جائے اُس کے جد کو آخر وقت ہذیان کیسے ہو سکتا ہے، ایک صحابی نے کہا تھا مجنون ہو گیا ہے عرب کا بوڑھا شاعر مجنون ہو گیا یہی الفاظ ہیں یہ دیوانہ ہو گیا ہے، ارے اس کا بیٹا چند لفظ کہے تو دیوانہ عاقل بنے تم اس کے جد کو کہہ رہے تھے کل یہ مجنون ہے۔ یہ ایک سفر ہے آٹھویں بیٹے کا تو جد کے اوپر لگی ہوئی تہمتوں پر سے پردہ کو ہٹاتے ہوئے چلے، رسالت کی عصمت کو ثابت کرتے ہوئے چلے یہ ایک علمی کارنامہ ہے، اب تاریخ نے لکھا کہ وضو کے لیے پانی کی ضرورت تھی، چشمہ جاری ہو گیا، قدم پڑے چشمہ جاری ہو گیا، وضو کرنے بیٹھے وضو کر کے اُٹھے سوکھے درخت پر ہاتھ رکھ کر سہارا لیا درخت خشک تھا سبزہ زار بن گیا، آگے بڑھے کمہاروں نے کہا مٹی لانا پڑتی ہے پہاڑیوں سے سنو موم بن

جاتا تھا لوہا داؤد چھوتے تھے میں نے پہاڑی چھو لی مٹی نرم ہوگئی آج بھی وہ مٹی کا پہاڑ موجود ہے لوگ زیارت کرنے جاتے ہیں ایران میں نیشاپور کی راہ میں پہاڑیوں پر ہاتھ رکھ دیا چٹانیں نرم کھاک بن گئیں معجزے دِکھاتے ہوئے چلے اب ایک طرف علم کا معجزہ، دوسری طرف یہ روحانیت کے معجزے، پہچانو میں اس عہد کا امام ہوں پہنچے سواری پہنچی، شہرِ طوس میں مامون رشید نے آگے بڑھ کر استقبال کیا شاہی قصر میں لے جائے گئے، شاہی قصر میں پہنچا دیا گیا مامون رشید ملاقات کے لئے آیا کہا کیوں بلایا کہا خلافت آپ کا حق ہے تخت پر بیٹھئے کہا نہیں مجھے نہیں چاہیئے مجھے نہیں چاہیئے خلافت تو موجود ہے، کہا اچھا خلافت نہیں لیتے تو آپ کو ولی عہدی قبول کرنا پڑے گی کہا نہیں میں نہیں لونگا، اب تاریخ نے لکھا کہ کیا مجبوری تھی، جو قبول کر لی تو مامون نے کہا اگر آپ نے ولی عہدی قبول نہیں کی تو آپ کو قتل کر دیا جائے گا، اب جان کا دفاع ضروری تھا۔ کہا اگر بات یہاں تک آ گئی کہ اگر ولی عہدی نہ لونگا تو قتل کر دیا جاؤں گا لکھ کر دے دیا پروانہ دوسرا دن تھا مسجدوں کے خطبے بدل گئے، ٹکسال سے گڑھے ہوئے سکے بدل گئے، ہر سکے پر علی رضاؑ کا نام اللہ کا نام، پھر محمدؐ کا نام پھر علیؑ کا نام کلمہ پورا ہوگیا سکّے پر کلمہ آ گیا (صلوٰۃ پڑھیئے) اللہ کا نام رُسولؐ کا نام علیؑ کا نام سکّے پر تو جب سکّے ڈھل کر آئے بازار میں تو آپ کو پتہ ہے لوگوں نے سکّے اُٹھا کر آنکھوں سے لگائے ماتھوں پر رکھے محفوظ کر دیئے سفر پر جاتے تو وہ سکّے ساتھ لے کر جاتے۔ امامِ ضامنؑ کی بنیاد پڑی وہ سکّہ ساتھ ہے سفر میں حفاظت امام ضامنؑ کی بنیاد پڑی سکّہ باندھا جائے تو اب حیران نہ ہو دنیا ہم کیوں سکّہ کپڑے میں باندھ کر بازو پر باندھتے ہیں نظر میں ہماری نظر میں سکّہ وہی

رہتا ہے ہمارے ذہن میں نیت میں سکہ وہ ہے سکّہ تمہارا صحیح سکہ تو ہے ہی اُن کا کائنات میں (نعرہ صلوٰۃ) ایک طرف یہ سکّہ امامِ ضامن شاید بات رہ جائے تو اس کی بھی وضاحت کر دوں کہ ابھی ابھی میں نے نیشاپور کی راہ سے یہاں تک آپ کو پہنچایا ہے تو دیکھا ہوگا بچّوں اور جوانوں نے اور بزرگوں کو معلوم ہے کہ جب کسی میّت کو نہلاتے ہیں غسل دیا جاتا ہے تو شہادت نامہ لکھا جاتا ہے آئمہ کے نام لکھے گئے خاک شفا سے اور گواہی میں آپ کا نام اُن کا نام مومنین سے پوچھ کر شہادت نامہ جواب نامہ تیار ہوا وہ ساتھ میں رکھ دیا، یہ رسم کہاں سے پڑی، سلسلہ کہاں سے چلا، یہ بھی یہاں سے شروع، احمد بن حنبل لکھتے ہیں کہ اُس دور کے بڑے بڑے بادشاہوں نے اعلان کیا کہ نیشاپور کی راہ میں جو سلسلۂ حدیث اور حدیث سنایا ہے اس کو ہمیشہ لکھ کر رکھا جائے اور قبر میں ساتھ جائے کفن میں۔ دیکھا آپ نے کیا شہادت نامہ رکھا بادشاہوں نے۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علیؑ ولی اللہ وہ ہی سلسلہ تو سنایا یعنی یہ پورا کلمہ لے کر اُس عہد کے بادشاہ قبر میں جائیں ہم نے فیصلہ کیا کہ شہادت نامہ لکھا جائے گا اب قیامت تک رسم بن گئی کہ شہادت نامہ قبر میں رکھا جائے آئمہ کے نام لکھے جائیں کلمہ لکھا جائے تو امام کی دو چیزیں دی ہوئی اسلام کو تحفہ ہیں امام ضامن اور شہادت نامہ صرف دو عام سی چیزیں یہی احسان اسلام پر کیا کم ہے، اس محسنِ اسلام کا۔ (نعرہ صلوٰۃ) دو چیزیں اور کتنی چھوٹی سی کہ امام ضامن باندھ لیا ہم سفر میں محفوظ ہو گئے شہادت نامہ رکھوا دیا بس اب مردے کو وہ سفر کتنا آسان ہو گیا عالمِ بالا میں کتنا اعتماد ہے یہ ہمارا آٹھواں امام وہ علم کے ذخیرے ایک طرف ابھی ذکر آ رہا ہے وہ گفتگو اُس کی ایک طرف وہ جاثلیق سے اور راس الجالوت

سے مناظرے ایک طرف مامون کا دربار سجا ہوا اور رمضان کی تین تاریخ تھی جب ولی عہدی ہوئی اور ایک بار جشن منایا گیا دربار بھرا ہوا تھا وزراء لباس پہنے ہوئے تھے امام کا آنا تھا، ولی عہدی کے تخت پر اور ابھی خطبے میں نام شامل ہوا تھا سکّے پر نام آیا تھا کہ پوری عرب دنیا کا دستور بدل گیا ابھی تک سیاہ لباس تھا سیاہ جھنڈا تھا، غلاموں کا لباس سیاہ بادشاہ کا لباس سیاہ عباسیوں کا لباس سیاہ اب لباس کا رنگ بدلا جو بنی ہاشم کا رنگ ہے وہ رنگ اب جھنڈے کا رنگ سبز ہو گیا، لباس کا رنگ سبز ہو گیا آج بھی آج بھی سبز ہے رنگ اسلامی جھنڈے کا سیاہ نہیں ہے ہاشمی رنگ ہے لباس بدل گیا جھنڈے کا رنگ بدل گیا لیکن اب تاریخ لکھتی ہے کہ جب امام دربار میں آئے تو شاہانہ انداز سے آئے ظاہر ہے کہ آنا تھا لیکن آج دو سو میں سے اگر ساٹھ گھٹا دیں واقعہ کربلا کے ایک سو چالیس فرض کریں تو آپ دیکھیں گے یعنی ایک سو چالیس ہوتے ہیں شاید اُسّی میں سے اگر ساٹھ جائیں تو ایک سو چالیس ایک سو چالیس برس پہلے آخری بار دنیا نے ذوالفقار دیکھی تھی ایک سو چالیس برس پہلے کربلا میں دنیا نے ذوالفقار دیکھی تھی ایک سو چالیس برس تک پھر کسی نے ذوالفقار نہیں دیکھی کسی امام نے ذوالفقار گھر سے باہر نہیں نکالی امام جب دربار میں آیا تو ذوالفقار تو دنیا نہ دیکھ سکی ہاں ذوالفقار کی نیام کو دیکھا کمر میں دادا کی تلوار حمائل اس شان سے یہ علیؑ علیؑ بنا ہوا ہے فاتح خیبر کی شان سے دربار میں آیا اور اب جو مبارک باد کا سلسلہ شروع ہوا شعراء نے قصیدے پڑھنا شروع کئے قصیدے سب کے تھے لیکن جس قصیدے پر امام نے سب کچھ ساری دولت سارے زر و جواہر نثار کر دیئے وہ کون تھا پتہ ہے آپ کو اُس نے آ کر کہا حضرت عباسؑ کی نسل میں آٹھواں

بیٹا حمزہؑ ہوں عباسؑ کی نسل میں بیٹا آیا حمزہؑ مشہور شاعر حضرتِ عباسؑ کی نسل میں قصیدہ پڑھا کیا کیا یاد آیا ہوگا، کربلا یاد آ گئی ہوگی اور آنکھ سے آنسو بہاتے ہوئے دربار سے اُٹھے اصحاب کو قریب بلایا کان میں جھک کر کہا دیکھو میری اس ولی عہدی پر خوشیاں نہ منانا یہ آغاز ہے میری موت کی تمہید ہے چہرے اتر گئے اصحاب کے چہرے اتر گئے، مامون بڑا خوش ہے کہ ہم نے ایرانیوں کو کنٹرول میں لے لیا، ابھی چند دن گزرے تھے، مامون نے کہلوایا کہ امام عید کی نماز پڑھانے چلیں تو لکھا ہے کہ اس شان سے چلے سفید عمامہ سر پر باندھا سفید لباس پہنا ہاتھ میں عصا لیا پیروں میں نعلین پہنیں گھر سے نکلے ہاتھوں کو بلند کر کے آسمان کو دیکھتے ہر قدم پر ایک تکبیر کہتے بلند آواز سے، بدل کر اس شان سے جب چلے تو دیکھنے والے کہتے ہیں کہ در و دیوار سے تکبیر کا جواب ملتا تھا راہ میں آئے تو درختوں سے تکبیر کی صدائیں گونجتی تھیں، لوگ رو رہے تھے امام کے آنسو جاری تھے آگے بڑھتے جاتے تھے، وہ بڑے بڑے وزراء اور سپاہی جو مقرر تھے چاروں طرف انہوں نے خنجر نکالے خنجر نکال کر اُن خنجروں سے نعلین کے تسمے کاٹے، گھوڑوں سے کودے ننگے پیر امام کے پیچھے پیچھے روتے ہوئے چلے، امام عید گاہ جا رہا تھا عید کی نماز پڑھانے جا رہا تھا وزراء نے بڑھ کر کہا کہ یہ کس طرح نماز پڑھائیں گے کہا ہمارے جد رسولؐ ہمارے دادا علیؑ عید کی نماز اسی طرح پڑھانے جاتے تھے، ہم اسی طرح پڑھانے جائیں گے لوگ دوڑے کہا مامون اگر اس عالم میں گئے امام رضاؑ تو انقلاب آ جائے گا سب تیرے خلاف ہو جائیں گے یہ تو سیرتِ محمدؐ دکھا رہے ہیں، اقرار کر لیا یہ سیرتِ محمدؐ دکھا رہے ہیں دنیا کو بتایا ولی عہد بن کر دکھایا کہ مامون جانشین نبیؐ نہیں میں

جانشینِ رسولؐ ہوں دو سو برس کے بعد بتایا کہ سیرتِ محمدؐ کیا ہے پروانہ آیا واپس آ جایئے آپ عید کی نماز نہ پڑھائیں میں خود پڑھاؤں گا دیکھا اصحاب سے کہا دیکھا یہ ولی عہدی ہمیں کیا دیں گے یہ حکومت ہمیں کیا دیں گے جب ہم سیرتِ محمدؐ پیش کرنا چاہیں گے تو یہ دشمن ہو جائیں گے یہ چاہتے ہیں ہم ان کی طرح بادشاہی کریں یہی تو فرق ہے دنیا کے بادشاہوں میں اور آلِ محمدؐ میں کہ ہم اگر تخت پر آئے تو وہی چاہیں گے جو خدا چاہتا ہے ہم زمانے سے ڈر نہیں جائیں گے مامون تیری ولی عہدی سے تیرے دولت کے خزانوں سے رعب میں نہیں آئیں گے، ہم اُسی طرح جائیں گے جو ہمارے جد کی سیرت تھی تاریخ نے لکھا یہیں سے ذہن میں دشمنی بیٹھ گئی اور اب عالم یہ ہے کہ بھرے دربار میں بار بار یہ کہا جاتا ہے علم کیا ہے ان کا ان کے پاس علم کیا ہے وزراء سے بھرا دربار ہے یعنی شاہی اگر معرفتِ امام نہ رکھے معرفتِ آلِ محمدؐ نہ ہوا سے علم نظر نہیں آتا تو بابِ علم کا ٹوٹا دنیا کو اُس میں علم نظر نہ آیا مامون نے کہا ایسا نہیں ایسا مت سمجھو تم لوگ پھر ایک دن مامون نے تمام درباری علماء مناظرے کے لئے بلائے بھرے دربار میں دکھایا عیسائی عالم آئے، راس الجالوت یہودی عالم آئے، مجوسیوں کے عالم آئے تو اس کمال کی بحث ہوئی کہ دنیا حیران رہ گئی عیسائی عالم آیا اور وہ پورے دارالحکومت میں یہ کہتا پھرے کہ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ عیسیٰؑ کی نبوت پر مسلمان اور ہم متفق ہیں ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ وہ چوتھے آسمان پر ہیں وہ بھی یہ کہتے ہیں چوتھے آسمان پر ہیں ان کی کتاب اقرار کرتی ہے عیسیٰؑ کی نبوت پر ہماری انجیل بھی یہی کہتی ہے ہم سب متفق ہیں لوگ سمجھ گئے کہ متفق ہیں لیکن پلٹ کر یہ کہتا کہ تمہارے نبیؐ کا ذکر صرف تمہارے پاس ہے جس چیز پر اتحاد ہو

مانو جب امام کے سامنے جاثلیق آیا تو آپ کو بھی سمجھا ہوگا کوئی دربار کا عالم پیش کیا گیا ہے تو بے اختیار اُس نے کہا آپ عیسیٰ کی نبوت پر یقین رکھتے ہیں، عیسیٰؑ کو مانتے ہیں، تو کیا کہہ رہا تھا وہ عیسیٰؑ کو مانو محمدؐ نبی نہیں۔ جیسے ہی اُس نے کہا عیسیٰؑ کو مانتے ہیں اُن کی نبوت پر آپ کو یقین ہے تو اُس سے کہا ہم اُس عیسیٰؑ کو مانتے ہیں جو انجیل لے کر آیا تھا لیکن وہ بار بار کہہ رہا تھا کہ میرے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام محمدؐ ہے، جس کی انجیل میں محمدؐ کا ذکر ہے ہم اُس عیسیٰؑ کو مانتے ہیں جو محمدؐ کو مانتا تھا۔ (نعرہ صلوٰۃ) عیسائی علماء خاموش ہو گئے ابھی تک ایسا جواب نہیں سنا تھا جاثلیق خاموش ہوا تو ایک بار پلٹ کر جو جملہ کہا پہلا جملہ اُس کا اب جوابی جملہ پلٹ کر کہا بات سمجھ میں نہیں آئی، تیرا نبی عیسیٰؑ جو تھا نہ نماز پڑھتا تھا، نہ روزہ رکھتا تھا زہد تو اُس میں تھا ہی نہیں، کہہ کر خاموش ہو گئے غصے میں اُس نے کہا کیا بات کرتے ہیں آپ ارے وہ تو دن میں کئی کئی ہزار رکعتیں نماز پڑھتے تھے کتنے روزے رکھتے تھے، اُن کا زہد مشہور ہے آپ کی کتاب میں بھی اُن کی عبادتوں کا تذکرہ ہے کہا جب تو وہ خدا تھے خدا کے بیٹے تھے نماز کس کی پڑھتے تھے پلٹ کر رکھ دیا، سارا عقیدہ پلٹ کر رکھ دیا اُس نے کہا لا الہ الا اللہ ہاتھ بڑھایئے میں بیعت کروں (نعرہ صلوٰۃ) چند لمحوں میں اسی طرح یہودی عالم آیا تو جب اُس نے کہا آدمؑ سے خطا ہوئی ہر نبی پر دلیلیں دیں جن جن انبیاء پر یہودی کہتے تھے گناہ صغیرہ کئے گناہ کبیرہ کئے دلیلیں دیں۔ جب اُس نے کہا آدمؑ نے پھل کھالیا، بے اختیار کہا تو غلط کہتا ہے نہ انجیل میں نہ توریت میں نہ قرآن میں کھانے کا ذکر کہیں نہیں صرف یہ کہا تھا ادھر نہ جانا یہ نہیں کہا تھا اس درخت سے نہ کھانا وہ درخت جدھر اشارہ تھا اُسی طرح کا دوسرا

درخت جس سے کھایا اُس سے نہیں کھایا اور اُس کے بعد جو جواب دیا وہ یادگار ہے جو جواب دیا وہ یادگار ہے اور کہا ئن اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً زمین پر آنے کے بعد نبوت شروع ہونے والی تھی نبوت کا آغاز نہیں ہوا تھا جو بھی ہوا سو ہوا، نبیؑ ہونے کے بعد نہ صغیرہ نہ کبیرہ نبی سے نہیں ہوتا اور جو کچھ ہوا وہ شیطان نے جھوٹی قسم کھائی تھی اُس جیسا درخت تھا جو کچھ کھایا معاملے کو صاف کر دیا خطا نہیں ہوئی ہر نبیؑ کا جو الزام تھا خطاؤں کا یہودیوں کی طرف سے آپ نے سب کی عصمت پر دلیلیں دے کر راس الجالوت کو سمجھایا، زرتشتیوں کو سمجھایا، انبیاءؑ کے معجزات پر دلیلیں دیں کیا کہنا امام کا چوّن برس کی عمر ملی امامت پائی پینتیس برس کی عمر میں اور اُنیس برس امامت کی اور وہ زمانہ وہ دور آ گیا ولی عہدی کے واقعے کے بعد چند مہینے حیات رہے شہر طوس میں لیکن جب تک موجود رہے، اگر محرم کا چاند نظر آیا تو دعبل آئے مرثیہ پڑھا عجیب مرثیہ ہے دعبل کا ظاہر ہے یہاں کے بعد فوراً انچولی میں تابوت ہے امامِ رضاؑ کا ذوالفقار مرتضوی کی طرف سے سالانہ مجلس ہر سال میں پڑھتا ہوں، یہاں سے پہنچ کر پھر مجھے تقریر امام رضاؑ پر کرنی ہے جہاں سے چھوڑ رہا ہوں وہیں سے تقریر وہاں شروع ہوگی اس منزل تک میں آ گیا وہ دور آیا مامون نے بلایا انگور سامنے رکھے کہا میں نہیں کھاؤں گا، اصرار پر اصرار نوش فرمالیجئے، کہا اچھا اصرار کر رہا ہے دو دانے اُٹھا کر امام نے کھالئے انگور کھائے اُٹھے اور چلے مامون نے پوچھا کہاں چلے کہا جہاں تو نے بھیجا ہے۔ اب جو اُٹھے تو قدم تھرا رہے تھے آگے بڑھے ایک صحابی ابوصلت نے بڑھ کر بازو تھام لیا راوی ساتھ تھا صحابی ساتھ گھر میں داخل ہوئے بستر پر لیٹ گئے، ابوصلت کہتا ہے اب عالم یہ ہے کہ

بستر پر کروٹیں لے رہے ہیں تڑپ رہے ہیں، امامؑ نے کہا گھر کا دروازہ بند کردے جلدی جا گھر کے دروازے کو بند کر دے ابوصلت کہتا ہے، ادھر میں نے دروازے کو بند کیا اُدھر میں نے جا کر دیکھا سات سال کا خوبصورت بچہ صحن سے نکل کر حجرے میں آیا میں نے کہا مولا کون ہے کہا تقی جوادؑ میرا لعل ہے کسی کو پتہ نہ چلے میرا بیٹا آ گیا وہ کہتا ہے میں نے دیکھا باپ اور بیٹے گفتگو کر رہے تھے لیکن جو باتیں ہو رہی تھیں وہ ہماری سمجھ میں نہ آئیں، رازِ امامت باپ بیٹے کے حوالے کر رہا تھا ابوصلت کہتا ہے کہ میری نگاہوں سے تقی جوادؑ چھپ گئے میں نہیں دیکھ سکا لیکن جب غسل کا وقت آیا پھر میں نے دیکھا کہ وہ ہی بچہ آیا اُس نے غسل دیا اُس نے کفن پہنایا جنازے کو تیار کیا جنازہ باہر آیا شہزادہ نظر نہ آیا لیکن جب نماز کا وقت آیا پھر میں نے دیکھا کہ جنازے کے آگے وہ ہی بچہ نماز پڑھا رہا ہے، جنازہ چلا تاریخ نے لکھا کہ ایران کی تاریخ میں اُس عہد میں اتنی دھوم سے کسی کا جنازہ نہیں اُٹھا، ولی عہد کا جنازہ اور قاتل خود سیاہ لباس پہنے ہوئے جنازے کے ساتھ ساتھ مامون رشید روتا ہوا چل رہا تھا بادشاہ خود جنازے کے ساتھ چل رہا تھا، مجمع بڑا تھا بڑی دھوم سے امام رضا علیؑ کا جنازہ اُٹھا اور اُس مقام پر پہنچا جہاں آج آپ زیارت کرتے ہیں خراسان میں جہاں جا کر آپ آواز دیتے ہیں السلامُ وعلیکَ یا غریبُ الغُربا، کیوں یہ غریبوں کا غریب کہہ کر پکارا اس لئے کہ بے کسی میں موت آئی، مسافرت میں موت آئی نہ کوئی چاہنے والا نہ بھائی نہ بہن اکیلے میں تنہائی میں بے کس نے اُس غریب نے قضا کی اپنے وطن سے دور خاندان سے دور لیکن دفن ہو گئے، سب تھے شاہی وزراء ساتھ تھے چاہنے والے اصحاب تھے، محبت کرنے والے

چاہنے والی قوم تھی سب ساتھ تھے، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ جس دن سے امام رضاؑ گئے تھے اُس دن سے مدینے میں فاطمہؑ تڑپ رہی تھیں کون امامِ رضاؑ کی چھوٹی بہن جنہیں آج دنیا معصومۂ قم کہہ کر پکارتی ہے جن کا روضہ قم میں ہے فاطمہؑ اتنی بے قرار کہ ایک بار حکم دیا خاندان والوں کو سواریاں تیار ہوں میں خود اپنے بھائی کے پاس جاؤں گی، مجھے کچھ خبر نہیں ملتی کہ میرا بھائی کس عالم میں ہے، سواریاں تیار ہوئیں خادم و غلام ساتھ چلے، کنیزیں ساتھ چلیں سواریاں جب قم کے پاس پہنچیں تو تاریخ نے لکھا کہ قم کا رئیس خود آگے بڑھا آگے بڑھ کر اپنے پیروں سے نعلین اتار دیں سر سے عمامہ پھینک دیا شہزادی کے ناقے کی مہار پکڑ کر خود چلا قم کا رئیس اور اپنے خاندان کی عورتوں کو حکم دیا کہ سیاہ خیمہ نصب کیا جائے سارے خاندان کی عورتیں سیاہ لباس میں آئیں بالوں کو کھول کر آئیں، حلقہ بنالیں پردہ ڈال دیں شہزادی کو احترام سے خیمے میں اتاریں، سواری چل رہی تھی خیمے کی جانب سواری جا رہی تھی ایک بار عماری کا پردہ ہٹا تو پکار کر کہا شہر کے رہنے والو کس کا سوگ ہے، کیسا ماتم ہے سیاہ جھنڈے کیسے ہیں، رونا کیسا، ماتم کیسا سب خاموش شہزادی سیاہ جھنڈے دیکھ رہی تھیں ہر مکان پر کالا جھنڈا شہزادی حیران ہیں ایک بار ناقہ بٹھایا گیا (بس دو چار جملے زیادہ نہیں پڑھوں گا، تابوت آئے گا تو آپ خود روئیں گے) عماری بٹھائی گئی پردے ڈال دیئے گئے، ایک بار خاندانِ رئیس کی عورتوں نے بڑھ کر حلقہ ڈالا شہزادی کو اپنے گھیرے میں لے لیا سب کے بال کھلے ہوئے آنکھ میں آنسو لیکن خاموش ایک ایک کے چہرے کو دیکھا کہا بی بی بتاؤ کون مر گیا، تمہارے شہر کا کون وارث مر گیا کون رئیس مر گیا، ایک بار سردار کی بی بی آگے بڑھی کہا شہزادی بھائی کا پرسہ لو۔

فاطمہ بی بیؑ بھائی مارا گیا امام رضاؑ مارے گئے، سترہ دن بیہوش رہ کر وفات پائی قم میں قبر بنی میں کہوں گا، بی بی زینبؑ کے دل سے پوچھو بلندی پہ کھڑی تھیں بھائی کے گلے پر چھری تھی زینبؑ پکار رہی تھیں اے عمر سعد یہ میرا ماں جایا بس دو چار جملے اور سن لیں تاریخ لکھتی ہے کہ جب زینبؑ کی عماری کوفے میں داخل ہوئی، تو خولی نے پوچھا استقبال کیسے ہوگا، ظالم ابنِ زیاد نے کہا ادھر سے نیزوں پر سر جائیں، بھائی بہن کا استقبال کرے تاریخ لکھتی ہے جب سے سر جدا ہوا تھا حسینؑ کے سر کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں جیسے ہی عماریٔ زینبؑ آئی دیکھا بہن کے بال کھلے آنکھوں کو بند کرلیا۔ اب نیزے پر بھائی کی سواری چلی لیکن اہتمام یہ کہ زینبؑ کی سواری کے سامنے حسینؑ کا سر اُمِّ لیلیٰؑ کی عماری کے سامنے علی اکبرؑ کا سر اُمِ فروہؑ کی عماری کے سامنے قاسمؑ کا سر اس طرح سواری چلی کوفے سے شام تک یہ عالم اور جب شام میں یہ سواریاں پہنچیں میں نے نیہ ربط اس لئے دیا کہ آنے والی تقریروں میں ہمیں قید خانے تک جانا ہے دربار تک جانا ہے، راہ شام میں یہ عالم تھا کہ شادیانے بج رہے تھے ایک بار اُمِ کلثومؑ نے آواز دی کہ تماشہ دیکھنے والوں کو کسی طرح آگے بڑھایا جائے تو بے اختیار کہا شمر ان سروں کو لے کر آگے بڑھ جا تاکہ تماشہ دیکھنے والے ہمارے کھلے سروں کو نہ دیکھیں یہ بہن آئی تھی بھائی کا سر لے کر بھرے شام کے بازار میں آئی تھی...... ہائے امامِ رضاؑ، ہائے غریب الغرباؑ!

ساتویں مجلس

محسنینِ اسلام

جنابِ حمزہؑ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے

عشرہ چہلم کی ساتویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں محسنین اسلام

کے عنوان پر ہم مسلسل گفتگو کر رہے ہیں کوشش یہی رہی کہ وہ چیزیں منظر عام پر آئیں جواب تک منبر سے ڈسکس (Discuss) نہیں ہوئیں اور جس میں ہم سب کی کوتاہیاں تھیں، اور یہ کوشش مسلسل جاری ہے اور جاری رہے گی، اس لئے کہ ہر آن جب فخرِ انبیاء یہ کہے حکم خدا سے کہ رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا اے میرے رب میرے علم میں اضافہ کر تو وہ جس کی نگاہوں سے سارے پردے ہٹا دیئے گئے تھے، جس کے لئے رب نے یہ کہا تھا کہ تمہیں سب کچھ عطا کر دیا ہم نے۔ علم کا جو کچھ بھی حصہ تھا وہ سب ہم نے تم کو دے دیا تو وہ جسے کائنات کا علم مل جائے اُس کے لئے قرآن میں حکم ہو کہ اُس سے رب یہ کہے کہ قُلۡ رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا۔ اے میرے حبیبؐ آپ ہر وقت بس یہی کہا کریں کہ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ کر۔ نعرہ صلوٰۃ۔ جو یٰسین ہے جو طٰہٰ ہے، جو نون والقلم ہے، جو حٰمٓ ہے جس کی قسم مالک کائنات کھائے، یٰسٓ ○

وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ، وہ یہ کہے کہ علم میں اضافہ تو اس لئے نہیں کہ وہ مانگ رہا تھا بلکہ اُمت کو یہ بتا رہا تھا کہ مقصد زندگی یہی ہونا چاہئے کہ ہر آن تم اپنے علم میں اضافہ کرتے رہو دعا مانگتے رہو اس لئے کہ بغیر علم انسان جانور سے بدتر ہے اور اگر جہل کو علم سمجھ کر قبول کرلیا جائے تو پہچان بھی ضروری ہے کہ جہل کیا ہے اور علم کیا ہے اس لئے کہ ابوجہل کا نام ابوجہل نہیں ہے، نہ اُس کی کنیت ابوجہل ہے اُس کی کنیت ہے ابوالحکم بڑی عجیب بات ہے تاریخ کا عجیب یہ چیپٹر (Chapter) ہے کہ نام اُس کا عمرو کنیت اُس کی ابوالحکم، بس ایک بار لسانِ نبوت سے نکل گیا تھا ابوجہل آج تک تاریخ میں ابوجہل ہے اور قیامت تک اسی نام سے پکارا جائے گا، تو وہ جو علم کا مرکز ہو اگر کسی کو ابوجہل کہہ دے تو پھر دنیا اس کا نام نہیں بدل سکتی، اور وہی نام ہو گیا تو اُسی زبان سے اگر یہ کہہ دیا جائے کہ میں شہرِ علم ہوں اور علیؑ اُس شہر کا دروازہ ہیں تو قیامت تک دروازہ نہیں بدلے گا، دروازہ نہیں بدل سکتا ہاں شہر کی دیواریں بن سکتی ہیں، کھڑکی بن سکتی ہے، چھت بن سکتی ہے پرنالہ بن سکتا ہے لیکن در بدل نہیں سکتا، در نہیں بدلے گا اور بہت سے لقب علیؑ کے ایسے ہیں زبانِ پیغمبر سے جو ادا ہوئے چھینے تو لوگوں نے کچھ ویسے القاب بنائے ویسے خطابات بنائے اور کچھ وہی القاب لے لئے جو پیغمبر نے کہے تھے، لیکن بعض ایسے تھے جو سمجھ میں نہ آئے علم ہوتا تو سمجھ میں آتے علیؑ نفسِ پیغمبر ہیں پھر تاریخ میں کوئی نفسِ پیغمبر نہیں بن سکا نفس سمجھ میں آتا تب بناتے کسی کو نفسِ پیغمبر فلسفہ قرآن کی روشنی میں نفس ہی سمجھ میں نہ آیا تو کسی کو نفس کیسے بناتے، اس طرح بہت سی حدیثیں ہیں ایسی کہ جن میں شامل ہو جانا چاہا شامل نہ ہو سکے تو وہ الفاظ لے لئے الفاظ نہ لے سکے تو اُن

حدیثوں کو چھوڑ دیا، ایک لفظ چھوٹا سا خیبر میں کہہ دیا تھا کہ رجُل کو علم دونگا تو آج تک دنیا رجُل کے معنی نہ سمجھ سکی اور کسی کے لئے یہ لفظ استعمال نہ ہو سکا تاریخ نے قرآن نے بار بار رجال کا تعارف کرایا بار بار تعارف کرایا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (الاحزاب:۲۳)
''کچھ ایسے بھی رجالانِ خدا تھے، جنہوں نے خدا سے کیئے ہوئے عہد کو پورا کر دکھایا اور کچھ اُس میں ایسے ہیں جو جا چکے اور کچھ اپنی باری کا انتظار کر رہے ہیں'' معصوم سے پوچھا گیا آیت کس کی شان میں ہے کہا ہمارے جد جناب حمزہ ابن عبدالمطلبؑ کی۔ حمزہ کو رجال کہا ایک رجال یا خیبر میں علیؑ کو رجل کہا کوئی دوسرا مرد نہیں بن سکا۔ یہ تو ہماری زبان کی بے کسی ہے کہ ہم اُس کا ترجمہ مرد کرتے ہیں یعنی آپ کو یاد ہوگا کہ کل علم اُس کو دونگا جو رجُل ہے اور ہو کیا رہا تھا۔ انتالیس دن سے جاتے تھے اور آتے تھے پرچم لے کر لشکر بھی جاتا تھا تو محدث دہلوی نے لکھا کہ وہاں جو تین بھائی تھے سب سے بڑے کا نام حارث پھر مرحب پھر انتر تو حارث جو تھا وہ خندق کے دروازے پر ڈٹا ہوا تھا اور انہوں نے لکھا اُس کے پاس کئی من کا گرز تھا۔ مولا علیؑ نے اُسے قتل کر دیا وہ ایک خیبر کا رجُل علیؑ اور ایک وہ جس کا آیت نے تعارف کروایا یعنی جناب حمزہؓ اور یہ عجیب بات ہے معصوم نے کہا آیت حمزہؓ کی شان میں آئی قدرت کا کمال دیکھئے عبدالمطلبؑ کے بیٹے اور پہلے دن کی تقریر آپ کو یاد ہوگی کہ پہلی تقریر میں ذکر اس لئے کیا تھا اُس ذات گرامی کا تا کہ ذہن میں یہ رہے کہ رب سے رابطہ نہیں ٹوٹا، بیٹوں کے نام رکھے تو اگر ناموں کو دیکھتے چلے جائیں تو کوئی نام ایسا نہیں کہ جو بے معنی کے

ہو، یہ تو آپ کو معلوم ہے نا اُس زمانے میں نام رکھنے کا کیا دستور تھا عرب میں یہ دستور تھا بچہ پیدا ہوا باہر نکلے جس چیز پر پہلے نظر پڑی بچّے کا نام رکھ دیا، کنیت کے ساتھ وہ لفظ استعمال کرتے تھے مثلاً باہر نکلے لومڑی پر نظر پڑ گئی وہی نام رکھ دیا، باہر نکلے بلی پر نظر پڑ گئی ہریرہ نام رکھ دیا، باہر نکلے کتے پر نظر پڑ گئی وہی نام رکھ دیا اب دیکھئے عرب میں ہر چیز کے نام الگ الگ ہیں کتے کا نام الگ ہے کتیا کا نام الگ ہے اگر مادہ پر نظر پڑ گئی تو وہ نام رکھ دیا کاش کہ ہمارے بچوں اور نوجوانوں کو اُن ناموں کے معنی معلوم ہوتے لطف آ رہا ہوتا کہ کس کے نام کے کیا معنی ہیں پتھر کا نام درخت کا نام یعنی شعور نہیں تھا جب کہ کہتے تھے ہم عرب وہ عجم ہماری فصاحت مشہور وہ گونگے۔ پھر بھی نام رکھنے کا شعور عربوں کے پاس نہیں تھا۔ یہ واحد گھرانا بنی ہاشمؑ کا تھا کہ جو نام رکھا بامعنی رکھا۔ جب سے علیؑ پیدا ہوئے خدا نے کہا میں نے ان کا نام علیؑ رکھا ماں نے کہا میں نے اس کا نام حیدرؑ رکھا نانا نے کہا میں نے اپنا نام دیا اسد رکھا اب کسی نام کے معنی نہ ہوں تو بتائیے ماں نے سوچ کر حیدر کہا حیدر کے معنی شیر، نانا کا نام ملا اسد اس کے معنی شیر، عبدالمطلبؑ کا سب سے چھوٹا بیٹا حمزہؑ جس کے معنی شیر (نعرۂ حیدری) حمزہؑ، حمزہؑ کے معنی شیر سب سے زیادہ دلارے نورِ نظر لختِ جگر جب باپ کی وفات ہوئی تو اُس وقت جناب حمزہؑ تقریباً دس یا بارہ سال کے تھے باپ کی وفات کے وقت اور واحد ذاتِ گرامی ہے حمزہؑ کی کہ رسولؐ سے جتنی رشتے داریاں حمزہؑ کی ہیں کسی کی نہیں بڑی عجیب گفتگو سامنے آتی جائے گی بچوں اور جوانوں کے دیکھئے کتنے رشتہ دار، ذرا سے کہیں کچا دھاگا گرہ لگا کر بڑھ جائے تو رشتے داری حمزہؑ ایسا رشتے دار کہ اتنی رشتے داریاں نبیؐ سے کسی کی نہیں کیا پہلی

رشتے داری یہ چچا ہیں محمدؐ بھتیجے ہیں دس بیٹوں میں چھ بیٹے بہت مشہور ہیں عبدالمطلبؑ کے سب سے بڑے بیٹے حرث پھر زبیر پھر ابوطالبؑ پھر عبداللہؑ پھر عباس بن عبدالمطلبؑ اور عبداللہؑ اور جناب حمزہؑ یہ سارے، بھائی زیادہ مشہور ہیں اور دس میں سب سے چھوٹے حمزہؑ ختمی مرتبت کے چچا حمزہؑ پہلی رشتہ داری چچا اور بھتیجے اب دوسری رشتہ داری دیکھئے جناب ختمی مرتبت کی والدۂ گرامی شجرہ آپ کو یاد ہے پانچویں تقریر میں عرض کیا تھا، جناب آمنہؑ کی سگی چچا زاد بہن جنابِ ہالہ جنابِ حمزہؑ کی ماں ہیں، پانچ شادیاں کی تھیں جنابِ عبدالمطلبؑ نے، پانچویں شادی جنابِ حمزہؑ کی والدہ سے کی اُن کا نام تھا ہالہ، جنابِ آمنہ اور جنابِ ہالہ دونوں چچا زاد بہنیں، حمزہؑ اور رسولؐ خالہ زاد بھائی دونوں چچا بھتیجے بھی اور خالہ زاد بھائی بھی اب تیسری رشتہ داری سسرالی یعنی جنابِ حمزہؑ کی زوجہ سلمہ بنتِ عُمیس اور حضورؐ کی ایک بیوی میمونہ بنت عُمیس دونوں سگی بہنیں اس طرح دونوں ہم زلف ہیں یہ تین رشتہ داریاں حمزہؑ کی جو حضورؐ سے ہیں کسی کی نہیں ہیں، یہ تو تھیں رشتہ داریاں، تاریخ میں بعدِ معصومینؑ اگر کسی کا نام زبانِ پیغمبرؐ پر آیا یا ائمہ طاہرین کی زبان پر آیا تو پہلا نام حمزہؑ کا آیا، اس سے بڑھ کے یوں تو آٹھ یا دس حدیثیں جو جناب حمزہؑ کے بارے میں فرمائیں لیکن اس سے بڑھ کر کہ حضورؐ فرماتے ہیں کہ ابھی پہلی وحی نہیں آئی تھی میں غارِ حرا میں تھک کر سو گیا تھا ایک پہلو میں حمزہؑ تھے ایک پہلو میں علیؑ تھے، پیروں کے پاس جعفرؑ سو رہے تھے بنی ہاشم کے چار جوان ایک جگہ تھکے ہوئے سو رہے تھے حضورؐ فرماتے ہیں میں نے ایک بار سوتے میں دیکھا کہ جبریل امینؑ غارِ حرا پر نازل ہوئے ابھی پہلی وحی نہیں آئی حضورؐ ڈھونڈھ رہے ہیں کہ ابھی ملک آیا نہیں غار میں اُس سے ایک

سال پہلے کی بات ہے جبریل امینؑ آئے اُن کے ساتھ ملائکہ آئے اور وہاں پر ٹھہر گئے، ملائکہ نے جبریل امینؑ سے پوچھا کہ ان چاروں میں کون سا ہے جو پیغمبرؐ ہے جس کے لئے ہمیں بھیجا گیا یعنی ان آنے والے ملائکہ کو چار میں ایک کو پہچاننا مشکل ہو گیا۔ اگر جبریلؑ نہ ہوتے سب کا اسٹیٹس (Status) دیکھیں حضورؐ کہیں اور جعفرؓ کے لئے تو یہ ہے کہ اگر راستے سے نکل جاتے تھے تو لوگ السلام علیکَ یا رسولؐ اللہ کہہ کر سلام کرتے تھے پیچھے سے دھوکا ہو جاتا تھا اتنی صورت ملتی تھی جعفرؓ کی اور رسولؐ کی تو ملائکہ جو معصوم ہیں وہ آئیں تو جبریلؑ سے پوچھیں کون ہے ان چاروں میں نبیؐ جن کا اسٹیٹس ایسا ہو کہ نبیؐ کے ساتھ تین نظر آئیں تین تو وہ نبی کے ساتھ ایسے نظر آئیں کہ ملائکہ دھوکا کھا جائیں بس تاریخ نے یہی سازش کی کہ یہ تین ناصر جو آغاز میں ہیں تین مددگار تین کو ہٹاؤ

تین کو لاؤ نعرہ حیدری!...... تین کو ہٹاؤ تین کو لاؤ تو ابھی دیکھئے گا کہ حضورؐ کے ساتھ تین ہی نام آئیں گے، مگر جو آغاز میں نہ صرف جنہیں ملک یہ سمجھے کہ یہ حضورؐ کے اسٹیٹس کے ہیں اُن کا نام نہیں کہاں ہے محفلوں اور میلاد النبیؐ میں حمزہؓ کا ذکر کہاں ہے جعفرِ طیارؓ کا ذکر کیوں نہیں ہے جب حضورؐ یہ کہیں مسجدِ نبویؐ میں منبر پر بیٹھ کر کہا سنو جس طینت سے میں بنا اُسی طینت سے حمزہؓ بھی بنے، جعفرؓ بھی بنے، اس سے بڑھ کر عظمت نہیں ہو سکتی، یعنی رسالت و نبوت کی طینت جو ہے اس سے حمزہؓ بھی بنے اُس سے جعفرؓ بھی بنے اور مسلسل ہر معصوم نے بار بار ذکر کیا، پانچویں امام سے پوچھا گیا۔ (نعرہ صلوٰۃ) کہ علیؑ نے اگر خلافت حق تھا تو تلوار کیوں نہیں نکالی، تو بے اختیار کہا کہ اگر اس سے بڑھ کے عظمت نہیں ہو سکتی، عجیب و غریب حدیث ہے فرمایا اگر حمزہؓ اور جعفرؓ زندہ ہوتے علیؑ کو تلوار

نکالنے کی ضرورت نہیں تھی، حق چھینا بھی نہ جاتا اب سمجھے دیکھئے تقریر آنے والی تبھی سمجھ میں آئے گی جب ان جملوں کو سمجھیں کہ اگر یہ دو زندہ ہوتے تو کسی کی مجال نہیں تھی جو علیؑ کے حق کو چھین لیتا یہ ہے شجاعت حمزہؓ اور جعفرؓ آج ذکر حمزہؓ کل ذکر جعفرؓ۔ عالم یہ کہ بچپن سے صحراؤں میں جانے کے عادی گھوڑے پر بیٹھے وادیوں میں نکل گئے، شام کو حمزہؓ لوٹے شکار کر کے، محمدؐ چچاؤں کی محبتوں میں پروان چڑھے بھتیجے سے محبت ہر آن محنت اور پتہ ہے آپ کو کیا ڈیوٹی لگائی تھی ابو طالبؑ نے کہا تھا کہ حمزہؓ تم ہم عمر ہو کسی لمحہ میرے بھتیجے کو تنہا نہ چھوڑنا، تو بچپن سے محافظت کی ہے رسولؐ کی۔ ایسا محسن اسلامؐ جو بانی اسلامؐ کی حفاظت بچپن سے کرے ایک دن خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے ختمی مرتبتؐ، ابو جہل نے دیکھا قریش کے غنڈوں کو اشارہ کیا اور غلاظت لا کر حضورؐ کے اُوپر رکھ دی پورا

جسم غلاظت سے نہلا دیا گیا نماز تمام کر کے اُٹھے جا کر چچا کے سامنے کھڑے ہو گئے اور ایک بار چچا کو دیکھ کر کہا ابو طالبؑ کو دیکھ کر کہا چچا میں کون ہوں تو جواب نہیں دیا ابو طالبؑ نے سر سے پیر تک بھتیجے کو دیکھا اور اس بات کا جواب نہیں دیا کہ میں کون ہوں باہر نکلے بنی ہاشم کو آواز دی کہا حمزہؓ ذرا میرے ساتھ آؤ، ابھی سب کفار خوشیاں منا رہے تھے کہ آج ہم نے اُس نئے نبیؐ کو جو ہمارے عقیدے خراب کر رہا ہے آج ہم نے اُس کو غلاظت میں نہلا دیا سب فخر کر رہے تھے ایک بار ابو طالبؑ پہنچ گئے پہلو میں حمزہؓ، عباس بن عبد المطلبؓ سب ساکت ہو گئے ایک بار حکم دیا کہا عباسؓ ابو جہل کے بازوؤں کو پکڑ لو اور یہ جتنے کھڑے ہیں سب کے بازو بنی ہاشم تھام لیں، سب کے بازو پکڑ لئے گئے ایک بار کہا محمدؐ آگے بڑھو یہی غلاظت سب کے چہروں پر ملو۔ سب کے چہروں پر خود

محمدؐ نے آگے بڑھ کر غلاظت پھیر دی اُس کے بعد واپس آئے حمزہؑ کی تلوار کے سائے میں بھتیجا واپس آیا۔ جب واپس آ گئے تو اب کہا بیٹا تم نے پوچھا تھا کہ تم کون ہو تم میرے سیّد ہو میرے سردار ہو۔ جب تک ابو طالبؑ زندہ ہے یہ مت سمجھنا دل اپنا چھوٹا مت کرنا، ایک محسنِ اسلامؑ ابو طالبؑ اور ایک محسنِ اسلام حمزہؑ ہیں؛ ایک دن حمزہؑ شکار سے واپس آئے تو کنیز پہاڑ پر کھڑی ہے اور کہتی ہے حمزہ آج تو غضب ہو گیا سب نے محمدؐ کو گھیر لیا تھا تم کہاں تھے یہ سننا تھا کہ گھوڑے کو تیز دوڑایا اور جا کر ابو جہل کے پاس گھوڑے کو روکا، وادی سے آ رہے تھے ہاتھ میں تیر اور کمان تھا کمان کو کھینچ کر اس طرح سر پر مارا کہ سر پھٹ گیا ابو جہل کا لہو بہنے لگا۔ قریش کھڑے دیکھ رہے تھے، اب یہ بتاؤ یہ ہے شیر کردگار یا وہ ہے شیر کردِگار، جواب اب تک آیا نہیں کون ہے شیر کردگار، یہ ہے شیر کردگار، اس کی جوانی دیکھو، اس کا دبدبہ دیکھو اس کا رعب دیکھو اس کا نام دیکھو اس کے نام کے معنی دیکھو اور اس کے مقابل جس شیر کو لائے ہو اُس کا نام دیکھو اُس کے نام کے معنی دیکھو، یہ شیر ہے آؤ مقابل، آؤ یہ شیر ہے کسے مقابل لاؤ گے اللہ نے آواز دی حمزہؑ شیرِ خدا رسولؐ نے آواز دی کہ میرا شیر، شیرِ رسولؐ اور جب ابھی عرض کروں گا جب رجز پڑھتے تھے تو یہی رجز پڑھتے تھے کہ پہچانو میں شیرِ خدا ہوں، ہمیشہ فخر کیا اس پر کہ یہ لقب میں نے خدا سے پایا خدا نے نبیؐ سے کہا تب نبیؐ نے کہا یہ شیرِ خدا ہے، کہیں سند ہے کہ شیر کب نبیؐ نے کہا کراچی کے ایک اخبار نے ایک بزدل کو "شیرِ کردگار" کا لقب دیا ہے کیا وہ نبی ہے بھئی صلوٰۃ پڑھتے رہیں آپ! یہ شیر یہ شیر لاؤ تم اپنے شیر کو لاؤ حمزہؑ کا باپ عبدالمطلبؑ، اس کی ماں ہالہ، آمنہؑ کی بہن، کلاب کے خاندان سے، بنی زہرہؑ سے ماں۔ اس کے

نو بہادر بھائی اس کا بھتیجا محمدؐ جیسا بس شیر کو دیکھتے جاؤ اس نے بت کے آگے کبھی سر نہیں جھکایا چالیس برس اُس نے کبھی اپنی حیات میں شراب نہیں پی، کس سے پوچھیں محمد حسین ہیکل سے پوچھیں شبلی سے پوچھیں عمر ابوالنصر سے، طبری سے پوچھیں، مسلم سے پوچھیں، کس سے پوچھیں الفاظ کیا ہیں خود حضرت عمر اپنے بارے میں فرماتے ہیں رات گزر جاتی ضرورت محسوس کرتا تو مکّہ کے ایک ایک مے فروش کا دروازہ کھٹکھٹاتا اور وہ جیسی بھی دے دیتا گھبرائیں نہیں، کتاب رکھ کر بیٹھا ہوں، آپ صفحہ نمبر پوچھیں گے کتاب کا نام پوچھیں گے رکھی ہوئی ہے اسی لئے لے کر آیا کبھی کتاب لے کر نہیں آتا لیکن مجھے ایک شعر سنانا ہے اس لئے حوالہ لے کر بیٹھا ہوں جس مے فروش کے دروازے پر گیا جیسی ملی میں کیسے واضح کروں، ریاض خیر آبادی اہلِ سنت شاعر ہیں غزل کا ایک شعر اُس شعر سے اگر آپ سمجھ سکیں تو سمجھ جائیں:۔

اچھی پی لی خراب پی لی
جیسی ملی شراب پی لی

مطلع ہے غزل کا!

اور اب یہ ضیا عظیم آبادی کا شعر شاید اس سے سمجھ جائیں بچّے:۔

ہر دریچہ خندہ بلب ہر گلی کہرام
لب سے لگا کر جام ہوئے بدنام بڑے بدنام

یہ مسلمانوں کی تاریخ کا ایک کردار ہے پھر حمزہؑ شیرِ خدا کو اُس سے کیوں ملا رہے ہو، وہ ہر منزل پر نبیؐ کے ساتھ، ہجرت ہو تو آگے کر دیا، کہ تم پہلے مدینے پہنچو ایک شیر کو بستر پر سلا دیا، ایک شیر کو پہلے مدینے بھیج دیا اور جس سے خطرہ تھا اُسے

ساتھ رکھا اور دنیا کہتی ہے کہ بڑا پُر لطف منظر تھا وہ حضورؐ کی دعا تھے وہ حضورؐ کی مراد تھے، حضورؐ کو مراد کی کیا ضرورت تھی، قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰیؕ رسولؐ اللہ نے کبھی کچھ نہیں مانگا، ہاں اُمت سے قربٰی کے لئے مودّت مانگی۔ اُس نے تو شبِ معراج کچھ نہیں مانگا تو بندوں کے لئے کیا مانگے گا بندے خود مانگ رہے تھے کہ شفاعت چاہئے شفاعت چاہئے تب کہا مودّت کرو اہلِ بیتؑ سے مل جائے گی شفاعت اس نے اپنے رب سے کچھ نہیں مانگا تو عام انسانوں کو مانگے گا، یہ چاہئے مجھے اے میرے رب یہ چاہئے قوت بازو اُس کے پاس قوت بازوؤں کی کمی ہے جعفرؑ ہیں، حمزہ ہیں، علیؑ ہیں اُسے کس کی ضرورت ہے کہ وہ کہے میری مراد کیسی مراد کس بات کی مراد عالم یہ ہے کہ جا رہے ہیں اور بات چیت یہ ہے کہ انہوں نے تو ہمارے عقیدے خراب کر دیئے یہ گفتگو ہے یہ گفتگو ہو رہی ہے کہا جاؤ جاؤ تم روز روز سب یہی کہتے رہتے ہو کہ عقیدے خراب کر دیئے۔ ذرا اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن تمہاری کنیز تمہارا بہنوئی سب مسلمان ہو گئے ہیں کہا اچھا تلوار لی تلوار لئے ہوئے گئے بہن تلاوت کر رہی تھی، اب تک کہیں مکہ کی تاریخ میں تلوار نہیں چمکی، پہلی بار تلوار اُٹھی وہ عورت پر اُٹھی اور بہن پر اُٹھی مارا بہت مارا انہوں نے کہا نہیں ہم اس دین کو نہیں چھوڑیں گے، ہم اس قرآن کو نہیں چھوڑیں گے، تم چاہے جتنا مارو تو وہاں سے یہ طے کر کے نکلے کہ یہ کیسا نبیؐ ہے کہ جس نے اتنا زیادہ عقیدہ ان لوگوں کا پختہ کر دیا کہ مار کھا کر کہتے ہیں کہ نہیں چھوڑیں گے، اُسی کو نہ ختم کر دوں اُسی کو نہ قتل کر دوں قصہ تمام ہو جائے، تلوار لہراتے ہوئے چلے تاریخ میں تین جگہ تلوار نظر آئی ہے بس چوتھی جگہ نہیں ہے، تاریخی حوالے سے کہہ رہا ہوں پہلی

بار تلوار نظر آئی اس مقام پر بہن کے گھر سے نکلے تو رسولؐ اللہ کو قتل کرنے کے ارادے سے نکلے دوسری بار تلوار نظر آئی آپ کو یاد ہے کل کی تقریر ابوسفیان جب سفیر بن کر آیا قریش کے کافروں کا اور مدینے کی گلی میں آیا تو ان کی نظر سب سے پہلے پڑی۔ لے کر تلوار دوڑے کہا آج اس دشمنِ دین کو مار دیں۔ عباس بن عبدالمطلبؑ نے کہا پاگل ہو گئے ہو بھئی سب سے بزرگ حضورؐ کے چچا بھی تھے جس کو چاہئے دیوانہ کہیں جسے چاہیں پاگل کہیں حق ہے، اُن کو کہا دیوانے ہو گئے ہو ارے سفیر پر ہاتھ نہیں اُٹھایا جاتا، یہ سفیر بن کے آیا ہے جب بدر میں آیا تو نہیں مارا، جب اُحد میں آیا نہیں مارا، گلی میں آیا، مارلو گلی کے مجاہد ہیں، میدان سے بھاگو گلیوں میں لڑو، گلیوں کے مجاہد اس لئے کہا تھا جب بدر کی لڑائی تھی حضورؐ جب کہہ رہے تھے کہ چلنا ہے تو کہا کہا تھا حضورؐ جایئے نہیں لشکر کو مدینے میں آنے دیجئے گلیوں میں مار لینگے تاریخ ہے گلیوں میں مار لینگے یعنی شوق تھا لڑائی ہو گلیوں میں، تو چاہا ابوسفیان کو گلی میں مار لیں عباس نے اسلام کا بھرم رکھا کہا سفیر ہے ہاتھ نہیں اُٹھا سکتے اور تیسری بار تلوار نکلی حضورؐ کی وفات کے بعد کہ خبردار کوئی یہ نہ کہے کہ نبیؐ مر گیا آسمان پر گیا ہے واپس آئے گا، تینوں مقامات پر تلوار جہاں بھی نکلی ناحق پر نکلی، حق پر نہ نکلی اور یہ دوسرا وقت ہے تاریخ میں جب تلوار نکلی اور لے کر چلے کہاں چلے رسولؐ اللہ کا خاتمہ کرنے یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ بڑا کچا دین ہے تاریخ میں ہے کہ اتنا قدرت نے اہتمام کیا تھا کہ آج کی سیکریٹ سروس کیا کرے گی، کیا سی آئی اے (CIA) وہ اہتمام کرے گی دنیا کا کوئی جاسوسی ڈیپارٹمنٹ وہ نہیں کرسکتا، جو انتظام ابوطالبؑ نے رسولؐ اللہ کی حفاظت کے لئے کیا تھا، ابوذرؓ کہتے ہیں مجھے بشارت ہوئی کہ

نبیؐ آ گیا، بہت غور سے سنیئے گا، چلے ابوذرؓ پتہ لگاتے ہوئے کہ نبیؐ کہاں ہیں مکہ پہنچے اب کس سے پوچھیں دیکھا کہ قریش کے کفار بیٹھے ہیں آپس میں باتیں کر رہے ہیں یہ بھی اُس دائرے میں جا کر بیٹھ گئے، وہاں بیٹھے باتیں سنیں سب حضورؐ کو برا بھلا کہہ رہے تھے یہ سنتے رہے خاموش ڈرے ہوئے بیٹھے تھے کہ میں اتنی دور سے آیا ہوں، دوسرے شہر کا رہنے والا دوسرے قریئے کا رہنے والا کیا معلوم سب مل کے ماریں چپ بیٹھے رہے ابوذرؓ کہتے ہیں کہ اتنی دیر میں میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ بلند قد کہ جن کے چہرے سے وجاہت ٹپکتی ہوئی چہرہ نورانی وہ آتے ہوئے نظر آئے جیسے ہی وہ ادھر آنے لگے سب نے ایک دوسرے سے کہا چپ ہو جاؤ اب نہ بولنا ابوطالبؑ آ رہے ہیں، ابوذرؓ کہتے ہیں جب ابوطالبؑ آ گئے آ کر اُسی حلقے میں بیٹھ گئے اب سب ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں کن انکھیوں سے، بولتا کوئی نہیں، ابوذرؓ کہنے لگے یہ کیسا انسان ہے کہ جس کا اتنا رعب دبدبہ ہے کہ سب کی زبانیں بند ہو گئیں، جب محفل برخواست ہوئی ابوذرؓ کہتے ہیں میں بھی پیچھے پیچھے چلا، کچھ دور میں بڑھا تھا کہ اُس آگے بڑھنے والے کو یہ احساس ہوا کہ میں پیچھے آ رہا ہوں مڑ کر نہیں دیکھا، آگے چلتے ہوئے پوچھا میرے پیچھے کیوں آ رہے ہو، بھئی کافروں کے پاس ابوطالبؑ کو بیٹھنے کی کیا ضرورت تھی بھیجا گیا ہے کہ کوئی آیا ہے جاؤ لاؤ۔ سمجھ رہے ہیں نا آپ سمجھتے جائیں کیا چاہتے ہو کہا ہم نے سنا ہے کہ مکے میں ایک نبیؐ آیا ہے، کہا ہاں آیا ہے میرا بھتیجا ہے کہا ہم اُس سے ملنا چاہتے ہیں ہم کلمہ پڑھنا چاہتے ہیں کہا جاؤ فلاں گلی میں جاؤ فلاں دروازے پر دستک دینا یہ کہہ کر آگے بڑھ گئے کسی گلی میں چلے گئے ابوذرؓ کہتے ہیں ہم نے اُس دروازے پر دستک دی، دروازہ

کھلا ایک جوان باہر آیا کہا کیا نام ہے کہا ابوذرؓ، کہا کیوں آئے ہو کہا اُس نبی سے ملنا چاہتا ہوں کہا اچھا فلاں جگہ جاؤ فلاں دروازے پر دستک دینا آگے بڑھ جاؤ کہا آپ کون ہیں کہا میں اُس نبی کا چچا حمزہؓ ہوں، آگے بڑھ گئے ابوذرؓ کہتے ہیں میں ایک اور گلی میں پہنچا دروازے پر دستک دی، ایک جوان اور آیا بہت خوبصورت اُس نے بھی میرا نام پوچھا، وجہ پوچھی میں نے بتا دی، کہا مجھے ایک بزرگ نے اُن کے پاس بھیجا تھا انہوں نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہا ہاں ٹھیک ہے جاؤ فلاں مقام پر جاؤ دروازے پر دستک دینا، ابوذرؓ کہتے ہیں میں وہاں سے جب چلا میں نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ کہا ''میں جعفرؓ ہوں'' میں اُس نبی کا بھائی ہوں آگے بڑھ گئے ابوذرؓ کہتے ہیں میں ایک اور دروازے پر پہنچا، میں نے دستک دی کہتے ہیں کافی دیر گزر گئی مجھے اس ہی طرح چلتے ہوئے دروازے پر دستک دی اب جو دروازہ کھلا میں نے دیکھا ایک خوبصورت تیرہ سال کا جوان لڑکا باہر آیا کہا کیا نام ہے کہا ابوذرؓ کہا کیوں آئے ہو کہا اُس نبی کی بیعت کرنے کہا میرے ساتھ آؤ، کہا آپ کا نام کہا ''میں علیؑ ہوں'' ساتھ لے کر وہ بچہ چلا ابوذرؓ کہتے ہیں کہ مجھے لئے ہوئے ایک دروازے پر پہنچے، تین بار دستک دی کہا آجاؤ کہتے ہیں دروازہ کھلا وہ بچہ مجھے لئے ہوئے گیا میرے سامنے نورِ رسالت تھا میں آنکھ سے آنسو بہا رہا تھا، سر کو میں نے قدموں پر رکھ دیا۔ ہاتھ کو چومتا تھا تو کبھی پیروں کو چومتا تھا ایک بار میرے سر کو اُٹھا کر کہا ابوذرؓ بس ہوگئی زیارت پڑھ لیا کلمہ جاؤ واپس تمہارا کام وہیں ہے کہتے ہیں میں اُلٹے قدم واپس چلا یہ تھا انتظام جو ابوطالبؑ نے حفاظت کا کیا تھا۔ صلوٰۃ پڑھئے! یہ تھا انتظام جو ابوطالبؑ نے کیا تھا عبداللہؑ کے لعل کو بچانے کے لئے، اللہ کے نبیؐ کو

بچانے کے لئے، ارے یہ ظالم کافر قریش کیسے جینے دیتے یہ ابوطالبؑ کا کمال تھا یہ ابوطالبؑ کی دانش تھی۔ یہ ابوطالبؑ کی عقل کا کمال تھا ایسے عالم میں یہ تلوار لے کر چلے ہیں کہ آج اُسے مار ڈالیں گے یہاں تک لانا چاہتا تھا۔ یہ تلوار لے کر چلے ہیں کہ مار ڈالیں گے، ادھر سے یہ چلے تلوار لے کر آج مار دینگے اُدھر سے سیکریٹ ایجنٹ Secret Agent)) چلے وہاں خبر ہو گئی دارالارقم میں جہ رکان اصحاب سے گھرا رہتا تھا، رشتے دار جس کی حفاظت کرتے تھے وہاں خبر ہو گئی ایک بار آپ کو پتہ ہے جب کبھی بھی کوئی آیا پشتِ رسولؐ پر حمزہؓ تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھے ہوئے کھڑے رہتے تھے، کوئی بھی آیا کلمہ پڑھا چلا گیا سمجھ گئے ہیں نا آپ! شیر ہے حمزہؓ اگر اُس کا ہاتھ تلوار کے دستے پر آ جائے تو پھر کیا عالم ہوگا دیکھنے والے کا دل و جگر کانپتا ہے، پورا مکہ کانپتا ہے پورا عرب کانپتا ہے حمزہؓ سے۔ ایک بار جیسے ہی پتہ چلا آ رہا ہے لوگوں نے کہا آج ہم اسے مار ڈالیں گے۔ حضورؐ نے پلٹ کر چچا حمزہؓ کی طرف دیکھا کہا چچا ان سب سے کہیئے ہٹ جائیں دروازہ کھول دیا جائے۔ دروازہ کھول دیا جائے۔ سب نے کہا یا آج وہ نہیں یا ہم نہیں حضورؐ نے کہا نہیں تمہاری کوئی ضرورت نہیں سب جاؤ صرف حمزہؓ رہیں دروزہ کھول دیا گیا وہ آئے تھے سمجھے تھے کہ دروازہ بند ہوگا تلوار چلے گی اب جو دیکھا سامنے نورِ رسالت کو دیکھا لیکن جیسے ہی نورِ رسالت پر نظر گئی ایک بار حمزہؓ کے ہاتھ کو دیکھا چمکتی ہوئی تلوار کی آب کو دیکھا کہاں تلوار چلتی قدم پر گر گئے کہا لا الہ الا اللہ نعرہ حیدری! کلمہ پڑھا حمزہؓ کی تلوار سے ڈر کے۔ حمزہؓ کی تیغ کی چمک نے کلمہ پڑھوایا قدم پر جھکوایا، وہ شیر جس شیر کردگار سے ڈر کے کلمہ پڑھا جائے آج وہ شیرِ کردگار کیسے ہو گیا۔ (نعرہ حیدری) بلند

قد تھے پہلا علم حمزہؑ کو ملا یہ ہے فضیلت پہلا اسلام کا علمدار حمزہؑ!
میر انیسؒ نے کربلا میں حضرتِ عباسؑ کی علمداری کا ذکر کرتے ہوئے
حضرت حمزہؑ کا ذکر بھی کیا ہے:

عالم میں ہوئے چار اولوالعزم علمدار — اک حضرتِ حمزہؑ تھے تو اک جعفر طیارؑ
بعد ان کے ہوئے زیبِ علم حیدر کرّار — عباسؑ اب اس منصبِ والا کا ہے مختار
کرسی کے بھی پائے سے سوا پایا ہے رتبہ
کیا دست بدست اس کو یہ ہاتھ آیا ہے رتبہ

یہ وہ ہے علم جس کو پیمبرؐ نے اُٹھایا — کس فخر سے حمزہؑ سے دلاور نے اُٹھایا
ہاتھ آیا شرف جب اسے جعفرؑ نے اُٹھایا — وہ اُٹھ گئے دنیا سے تو حیدرؑ نے اُٹھایا
ہوگا یہ ہما سایہ فگن اب نہ کسی پر

بس خاتمہ ہے حضرتِ عباسؑ علی پر

تھا زینتِ سپاہِ پیمبرؐ یہی علم — حمزہؑ جہاد کرتے تھے لے کر یہی علم
ہے افتخارِ حضرت جعفر یہی علم — خود دوش پر اُٹھاتے تھے حیدرؑ یہی علم
صدقے میں شہ کے ہم کو یہ عزت نصیب ہو
سایہ میں اس علم کے شہادت نصیب ہو

بدر کی لڑائی میں علم حمزہؑ کے پاس اور تاریخ نے لکھا اس شان سے آئے تھے
بدر کے میدان میں کہ شترمرغ کے پروں کی کلغی سر پر لگی ہوئی۔ دُور سے جب
دشمن دیکھتے تھے تو سینے پر سانپ لوٹتے تھے یہ جوان حمزہؑ آیا ایک بار جب لشکر
آ گیا اور اُدھر سے تین بہادر نکلے عتبہ نکلا شیبہ نکلا ولید نکلا، عتبہ کون ہندہ کا باپ،
شیبہ کون، ہندہ کا چچا، ولید کون ہندہ کا بھائی، ایک گھر کے تین افراد آئے مانے

ہوئے عرب کے پہلوان ادھر سے تین انصاری جوان معاذ، معوذ اور عوف چلے گئے تینوں جیسے ہی پہنچے عتبہ نے شیبہ نے ولید نے پوچھا تمہارا نام اور قبیلہ کہا ہم سب بڑے اعلیٰ خاندان سے ہیں چھوٹوں موٹوں سے نہیں لڑیں گے سنو ہمارا اسٹیٹس دیکھ کر محمدؐ سے کہو بھیجے ہم صرف بنی ہاشم سے لڑیں گے ہم لوگ چھوٹے لوگوں سے نہیں لڑا کرتے، تینوں سر جھکائے واپس آ گئے اب دیکھا نبیؐ نے اور ایک بار کہا کہ چچا حمزہؑ آپ بڑھیں اور اپنے چچا زاد بھائی عبدالمطلبؑ کے سب سے بڑے بیٹے حرث، حرث کے سب سے بڑے بیٹے عبیدہ ابن حرث بن عبدالمطلبؑ تھے جن کی عمر ستر سال تھی کیونکہ عبدالمطلبؑ کے سب سے بڑے بیٹے کے بیٹے تھے اولاد اکبر کہا بھائی عبیدہؑ آپ بڑھے اور ایک بار بائیس سال کے جوان علیؑ کو دیکھا کہا تم بڑھو تین بڑھے اب جن لوگوں نے میسج پکچر (Mesage Picture) دیکھی ہے عکاظ کی بنائی ہوئی مراکش کی کوشش سے بنی ہوئی پکچر آج سے دس سال پہلے میں نے اُس کا ذکر کیا تھا کسی تقریر میں کیونکہ آج موضوع آ گیا تو اب اُس کا تذکرہ کر رہا ہوں، فلم میں ڈائریکٹر نے یہی دکھایا ہے کہ تین بڑھے تین میں صرف حمزہؑ نظر آتے ہیں اور عبیدہؑ، علیؑ نظر نہیں آتے علیؑ کی صرف ذوالفقار نظر آتی ہے تلوار آگے بڑھ رہی ہے تین سپاہی بڑھے جب تینوں نے اپنا نام بتایا رجز پڑھے تو سب سے پہلے حمزہؑ نے کہا میں شیر خدا ہوں میں اللہ کا شیر ہوں میں رسولؐ کا شیر ہوں اور عتبہ کی لڑائی ہوئی عبیدہ سے شیبہ مقابل آیا حمزہؑ کے ولید مقابل آیا علیؑ کے اب یہ نبوت کا فیصلہ دیکھئے جو عبیدہؑ کی عمر تھی وہی عتبہ کی عمر تھی، جو حمزہؑ کی عمر تھی وہی شیبہ کی عمر جو ولید کی عمر تھی وہی علیؑ کی عمر دیکھ کر بھیجا ہم سنوں کو بھیج کر یہ نہ کہنا چھوٹوں بڑوں کی لڑائی مقابلہ

برابر کا ہے مقابلہ برابر کا ہے اور ایسا مقابلہ کہ عبیدہؓ نے حملہ کیا عتبہ پر اُس نے عبیدہ کے دونوں پیر کاٹ دیئے، اُس کے باوجود عبیدہ جنگ کرتے رہے، اِدھر شیبہ حمزہؓ سے الجھا، شیبہ لڑ رہا ہے حمزہؓ سے اُدھر علیؑ نے پہلے وار میں ولید کی گردن اُڑا دی، گردن اُڑا کر بائیس سال کا ابوطالبؑ کا شیر ایک بار آگے بڑھا اور جا کر عتبہ کا سر قلم کر دیا اپنے چچا زاد بھائی عبیدہؓ کو اُٹھا کر لایا لا کر رسولؐ کے پاس پہنچا دیا اور ایک بار لشکر نے پکار کر کہا علیؑ اپنے چچا کی جنگ دیکھو علیؑ آگے بڑھے گھوڑے کو آگے بڑھایا اور وہاں پر پہنچ کر ایک بار اب جو دیکھا تو شیبہ وار پر وار کرتا ہے حمزہؓ کی تلوار سے تلوار ٹکرا رہی ہے ایک بار پیچھے آئے حمزہؓ کے پیچھے آئے یاد رکھیئے گا حمزہؓ طویل القامت ہیں ایک بار علیؑ نے آواز دی کہ چچا ذرا اپنے سر کو جھکائیے، حمزہؓ نے اپنے سر کو شیبہ کے سینے سے لگایا علیؑ کی تلوار چلی شیبہ کا سر گر گیا (نعرۂ حیدری)! پھر بدر کا میدان تھا دو شیر تھے، لشکر دیکھ رہا تھا حمزہؓ کی تلوار تھی علیؑ کی تلوار تھی۔ جو بھاگا اُس کے پیچھے ایک ملک اور جب اُس سے پوچھا گیا تمہارا پیچھا کون کر رہا تھا کون دوڑا رہا تھا ہر ایک یہ کہہ رہا تھا میرے پیچھے علیؑ تھے، میرے پیچھے علیؑ تھے، (نعرہ صلوٰۃ)......! فرشتوں کا لشکر آیا بدر کا میدان دو شیر لڑ رہے تھے بدر کے میدان میں ہائے صف ماتم بچھ گئی مکہ میں ایک گھر میں باپ بھی مرا بھائی بھی مرا چچا بھی مرا ہندہ نے ماتم کیا ابوسفیان کو گالیاں دیں کہا کہ تم لڑے ہی نہ ہو گے تم نے جنگ ہی نہ کی ہو گی تم بھاگ آئے مکہ کی عورتوں نے قسم کھالی کہ ہم اپنے شوہروں کو گھر میں نہیں آنے دینگے، جب تک تم اس لڑائی کا بدلہ نہ لے لو گے، خوب تیاری کی کافروں نے جبیر ابن مطعم کا غلام سیاہ حبشی نام اُس کا وحشی ہندہ نکلتی راستے میں اب تاریخ تو تاریخ ہے جن کا دل

چاہے جنھوں نے فلم نہیں دیکھی میسج کی وہ دوبارہ دیکھیں اُس میں ہندہ کا کردار اُسی طرح دِکھایا ہے اُس نے جیسا تاریخ میں ہے باہر نکلتی تو جُبیر کا یہ غلام وحشی حدّادب جبیر نے کہا کہ میں غلام تمہیں دیتا ہوں ہندہ نے کہا میں اس کا امتحان لونگی، اس میں کمال کیا ہے کہا جتنی دور سے چاہے نیزہ پھینکے اور کبھی وار خالی نہیں جاتا ہندہ نے کہا اگر ایسا ہے تو میرے پاس بھیجو، وحشی ہندہ کے پاس آیا کہا دیکھو تین آدمیوں کو قتل کرنا ہے جو چاہے گا جو تیری خواہش ہوگی میں پورا کردوں گی محمدؐ کو مارنا ہے علیؑ کو مارنا ہے، حمزہؑ کو مارنا ہے اب اُس جاہل کو جس کا نام وحشی ہے وہ کہتا ہے کہ محمدؐ کو مارنا آسان نہیں چاروں طرف پہرہ رہتا ہے، علیؑ کو مارنا آسان نہیں جیسے سامنے دیکھتا ہے وہ جوان ایسے ہی پیچھے دیکھتا ہے، حمزہؑ کی ذمہ داری میں لیتا ہوں ہندہ خاموش ہوگئی، اور اب جو تیاریاں کر کے لشکر چلا کافروں کا تین ہزار کا لشکر دوسری لڑائی ۲ھ، حضورؐ کے پاس سات سو کا لشکر وہ تین ہزار یہ سات سو لشکر چلا تو اب صرف مرد نہیں چلے عورتیں بھی چلیں اور ہر ایک کے گلے میں ڈھول تھا ناقے پر سوار تھیں گیت گاتی ہوئی چلیں ہندہ کا گیت تھا ہم سب ستارۂ سحری کی بیٹیاں ہیں، ہمارے مقابل کوئی نہیں آ سکتا، ہم نجم السحر کی بیٹیاں، گیت گاتی ہوئی راہ میں چلیں براستے میں مقام ''ابوا'' پڑا پتہ چلا جناب آمنہؑ کی قبر ہے ہندہ مچل گئی کہا قبر کھودو ہڈیوں کے زیور پہنوں گی، جب حضورؐ آ رہے تھے ہجرت کر کے راہ میں جنابِ آمنہؑ کی قبر پڑی تو سرہانے بیٹھ کر رو دیئے تھے بعد میں یہی ہندہ مسلمان ہوگئی، ہندہ کی فکر اسلام میں آئی نبی کی فکر بھی اسلام میں آئی دو فکریں ساتھ چلیں ایک فکر یہ کہ قبر کو اکھاڑ دو، ایک فکر یہ کہ سرہانے بیٹھ کر روؤ، جو بیٹھ کر روئے وہ سنتِ نبویؐ ہے جو قبر کو اکھاڑ دے بے

حرمتی کرے وہ ہندہ جگر خوارہ کے نظریے کی پیروی کرتا ہے۔ ابو سفیان نے سمجھایا کہا کہ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا آگے بڑھو یہاں رُک گئے تو بہت دیر ہو جائے گی، آگے چلے ہٹایا گیا ہندہ کو قبر کے پاس سے یعنی تاریخ نے یہ کردار دکھا دیا کہ یہ اتنی سنگ دل عورت ہے یہ عرب کی ظالم ترین عورت ہے تو بعد میں کیا کرے گی اور جب میدان میں مکّے کے کافر آئے اور لڑائی چھڑی تو حضورؐ نے اس لڑائی میں بڑا انتظام کیا تھا اور سب کو زیارت کرائے خدا اُحد کا میدان میں نے دیکھا اُس درّے کو بھی دیکھا جدھر سے آدھے لشکر کو حضورؐ نے کہا یہاں مستقل موجود رہے آدھے لشکر نے کہا لڑنا اُس آدھے لشکر سے کہا پانی برسے زلزلہ آئے آندھی آئے طوفان آئے کچھ بھی ہو تم یہاں سے نہ ہٹنا، یہ تاکید دیکھیں یعنی اگر ایک لمحے کے لئے تم ہٹ گئے تو گویا دین سے خارج ہو گئے کچھ

بھی ہو جائے تم یہاں سے نہ ہٹنا، وہ وہاں یہ یہاں لڑ رہے ہیں لڑائی جیت لی حمزہ جیسا شیر علیؑ جیسا شیر دو سپاہی لڑ رہے تھے تین ہزار سے میدان جیت لیا ساڑھے تین سو یا تین سو آدمیوں نے دو ہی شیر کافی تھے ایک بار لشکر بھاگا نجم السحر کی بیٹیاں بھاگیں اور ستارے کی بیٹیاں گئیں تو ستارے بھی گئے، ستارے کی بیٹیاں گئیں لیکن اچانک مالِ غنیمت لٹنے لگا تو آدھے لشکر نے کہا یہ تو سب لوٹ لیں گے ہم یہاں کھڑے رہ جائیں گے، کیا کریں آپس میں مشورہ ہوا کس کے خلاف نبوت کی فکر کے خلاف، شوریٰ ہوا کہ چلو لوٹو تو شوریٰ جب بھی منعقد ہو نبوت کی فکر کے خلاف ہوتا ہے چلو لوٹو مال سب بھاگے مال لوٹنے کے لئے جیتی ہوئی جنگ ہار میں بدل گئی وہ خالد بن ولید اُدھر سے تھا اِس لڑائی میں اُدھر سے تھا کافر تھا مسلمان بعد میں ہوا اُس نے دیکھا درّہ خالی ہو گیا وہ تو ٹہل ہی رہا تھا

کہ کسی بھی طرف سے راستہ ملے لشکر نے کر اندر آ گیا یہ مال لوٹ رہے تھے خالد بن ولید نے پیچھے سے حملہ کیا اب جو مسلمانوں نے مڑ کر دیکھا تو چاروں طرف لشکر اب جو بھاگے تو پناہ لی پہاڑ کی چوٹی پر، تاریخ نے لکھا اُحد کے میدان میں صرف دو رہ گئے ایک نبیؐ ایک علیؑ اور نبیؐ پکار رہا تھا واپس آؤ میں تمہارا نبیؐ ہوں آواز دے رہا ہوں واپس آؤ وہ سن ہی نہیں رہے تھے جا رہے ہیں کتنی تیز چڑھے ہوں گے پہاڑ پر، تاریخ طبری کا حوالہ موجود ہے پہاڑ پر چڑھ گئے یہاں کیا ہوا، وحشی نیزہ لئے ہوئے پیدل نشانہ لگائے ہوئے حمزہؑ کے پیچھے پیچھے، حمزہؑ کے ساتھ ساتھ، حمزہ لڑ رہے تھے شجاعت سے لڑ رہے تھے، وہ عرب کے گڑھے جن میں برسات میں پانی جمع ہوتا ہے بعد میں وہ خشک ہو جاتے ہیں ایک بار حمزہؑ کا گھوڑا اُس میں گر گیا اُس گڑھے میں گر گیا وحشی نشانہ لگا چکا تھا نیزہ دور سے چلا تھا مگر حمزہؑ کے سینے کے پار ہو گیا، لشکر بھاگ چکا حمزہؑ گھوڑے سے گر چکے اُدھر ایک ظالم نے عبداللہ ابن مُعیز نے ایسا پتھر مارا کہ نبیؐ کا چہرہ زخمی ہو گیا چہرہ پھٹ گیا خون بہنے لگا۔ اب ایک آدمی تھا، جو پورے میدان میں ڈھونڈتا پھر رہا تھا کہاں ہے میرا نبیؐ زخمی ہاتھ میں ٹوٹی ہوئی تلوار، تلوار ٹوٹ چکی، ساتھی بھاگ چکے، چچا مارا گیا، علیؑ بس یہ کہتے جاتے تھے اگر نبی نہیں تو میں بھی نہیں، اگر نبیؐ نہیں تو میں بھی نہیں، جانے والے جا چکے کیا ہوا یہ بعد میں بتاؤں گا، جب اصحاب واپس آئے مدینے رسولؐ اللہ نے انتظار کیا جانے والوں کا تین دن کے بعد واپس آئے، ایک آیا اُس نے پہلے کا انتظار کیا، دوسرے نے تیسرے کا انتظار کیا کہا اگر الگ الگ جائیں گے تو رسولؐ کا غصہ بڑھ جائے گا، جب ساتھ جائیں گے غصہ تقسیم ہو جائے گا، تو اب ترتیب سے قطار سے

خدمت میں چلے پہنچے سر جھکا کر بیٹھ گئے جلال ہے نبیؐ کا اگر جمال ہے تو جلال بھی ہے، رسولؐ اللہ نے پوچھا کہاں تھے؟ سوال کہاں تھے؟ کہا خوف نے پہاڑ پر بھاگ کے چڑھ گئے تھے صاف جواب دیا۔ سچ بولے کہا خوف سے ڈر کر پہاڑ پر چڑھ گئے تھے قرآن کہتا ہے کہ مومنین کو خوف نہیں ہوتا، اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (سورۂ یونس آیت ۶۲)

خوف سے ڈر کر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے تھے رسولؐ اللہ نے کہا اچھا وہاں پناہ لی تم نے جہاں تمہارا بھائی نوحؑ کا غدار بیٹا کنعان چڑھ گیا تھا رشتہ ملا کر بتایا کہ سفینے میں آنا اور ہے، نوحؑ کے بیٹے کا ساتھ دینا اور ہے، نبیؐ بزم میں بتا رہا ہے رسولؐ اللہ نے کہا کیوں بھاگے تھے اصحاب نے کہا ہم نے آواز سنی تھی کسی نے چیخ کر کہا تھا اب میدان میں نہ ٹھہرو نبیؐ مارا گیا، رسولؐ اللہ نے کہا وہ شیطان کی چیخ تھی، کہا وہ شیطان کی چیخ تھی، نبیؐ نے کہا کہ وہ شیطان کی چیخ تھی، اصحاب نے کہا ہم سمجھے جبریلؑ پکار رہے ہیں، جو شیطان اور جبریلؑ کی آواز میں فرق نہ کر سکے وہ بیٹھے گا نبیؐ کے منبر پر جانشین بن کر، جو ملک کو نہ پہچانے شیطان کی آواز کو جبریل امینؑ کی آواز سمجھے! بتا دیا نبیؐ نے کہ پہچان لو چہروں کو دیکھ لو تاریخ میں آ گیا درج ہو گیا، لکھ لیا اپنوں نے بھی غیروں نے بھی اور ایک بار یہ خبر مدینے میں پہنچ گئی کہ نبیؐ مارے گئے، سب سے پہلے جو بی بی چلی وہ جناب فاطمہ زہراؑ تھیں اور اُن کے ساتھ حضورؐ کی پھوپھی حمزہؑ کی سگی بہن جناب صفیہ ساتھ چلیں مدینے کی تمام عورتیں ساتھ چلیں اُحد کے میدان میں جناب حمزہؑ کی قبر ہے آج بھی چاروں طرف چار دیواری ہے، سامنے وہ درّہ ہے قریب میں امامِ زین العابدینؑ کی مسجد ہے جہاں جا کر آپ نماز پڑھتے تھے، مدینے سے

اُحد کے میدان تک درمیان میں مسجد آتی ہے اُس کا نام ہے مسجدِ فاطمہؑ میں نے پوچھا یہ مسجد کیوں ہے تو لوگوں نے بتایا کہ جب اُحد کے میدان میں جناب حمزہؑ کی قبر بن گئی تو ہر منگل اور جمعرات کو شہزادی فاطمہ زہراؑ مدینے سے اُحد جاتی تھیں چچا کی قبر پر زیارت کرنے نماز پڑھنے، فاطمہؑ: وہ چچا یہ بھتیجی، مسجد آج بھی ہے، یہ مسجد رسولؐ نے اس لئے بنوائی تا کہ اُدھر سے آنے میں اور جانے میں اگر فاطمہؑ تھک جائیں تو تھوڑی دیر اس مسجد میں بیٹھیں اور آرام کریں، رسولؐ نے مسجد درمیان میں بنوائی، بیٹی کا احترام اور پھر یہ کہ ضرور جائے میرے چچا کی قبر پر بیٹی ضرور جائے منع نہیں کیا قبر پر جانے کو روکا نہیں فاطمہؑ کو اور جب چلی بیٹی نبیؐ کی مدینے کی تمام عورتیں ساتھ چلیں، اور جب اُحد کے میدان میں پہنچیں رسولؐ کو پتہ چلا تو لوگوں نے کہا اور خاص طور سے کہا علیؑ فاطمہؑ کو تو میرے

پاس آنے دو وہ مجھے دیکھ لے اُسے سکون ہو جائے گا کہ میں زندہ ہوں۔ میں زندہ ہوں اور تاریخ نے یہ بھی لکھا کہ جب بیٹی پہنچی تو اتنا لہو بہہ رہا تھا کہ چلّو میں لہو لیتے جاتے تھے فضا میں اُس کو بکھیرتے جاتے تھے اور جب بیٹی نے پوچھا تو کہا بی بی! اگر یہ لہو زمین پر گر گیا تو قیامت تک دانہ نہ اُگے گا، رسولؐ یہ تمہارا لہو ہے اور یہی تمہارا لہو اگر کسی شش ماہے کا لہو بن کر آئے، نبیؐ بتا رہا ہے کہ معصوم کے لہو کی قیمت کیا ہے، کیا قیمت ہے کہا علیؑ فاطمہؑ کو آنے دو بہت غور سے سنئے گا، آج آپ بہت روئیں گے۔ ہمیں مصائب میں ذرا آگے جانا ہے، چہلم قریب آ گیا کل کی مجلس شب چہلم پرسوں چہلم اکیس کو الوداعی مجلس ہے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا آواز دی کہا فاطمہؑ کو آنے دو علیؑ، مگر صفیہ بھائی کی لاش پر نہ آنے پائے کیوں نہ آنے پائے اس لئے چھوڑا تھا اُس ٹکڑے کو کہ یہاں پڑھوں گا۔ لشکر

بھاگا پورا لشکر بھاگا نبی تنہا رہ گیا ایک غار میں پناہ لی علیؑ سپر میں پانی بھر کر لاتے نبیؐ کے چہرے پر پانی کو چھڑکتے۔ یہ ہے حفاظت ذوالفقار آئی، لڑائی نہیں پڑھنی، علیؑ نے پھر میدان جیتا فرشتے بھی آئے نبی زخمی ہے اُدھر کیا ہوا، ہندہ چلی وحشی کو لے کر دیکھا حمزہؑ کی لاش پڑی ہوئی ہے حمزہؑ کی لاش پر ٹھوکر ماری اور ایک ہاتھ بڑھا کر وحشی سے کہا خنجر دے وحشی نے ہندہ کے ہاتھ پر خنجر رکھ دیا خنجر لے کر اپنے ہاتھ سے پہلے حمزہؑ کے سینے کو چاک کیا، چاک کر کے دل نکالا دل نکال کر چاہا کہ چبا کر کھا جائے قدرت نے حمزہؑ کے دل کو پتھر کا بنا دیا، یہ حمزہؑ کا دندان شکن جواب تھا جب رسولؐ سے پوچھا گیا تو کہا رب نے چاہا کہ حمزہؑ کے لہو کا کوئی قطرہ ہندہ کے جسم میں نہ جائے ورنہ اولاد ہوگی تو حمزہؑ کا لہو شامل ہو جائے گا، قدرت نے چاہا کہ دل پتھر کا بن جائے لیکن جب اُس نے اُگل دیا تو ملک نے پھر اُس دل کو پھر اُس کی جگہ بنا کر حمزہؑ کے سینے میں رکھ دیا، شہید کے جسم کا ٹکڑا معصوم نے کہا الگ نہیں رہتا ہاتھ کاٹے کان کاٹے اب اس سے آگے کیا کہوں اعضا کاٹ کر گلے میں ہار بنا کر پہنا اور ڈھول پر گیت گاتی جاتی خوشی مناتی جاتی اور کہتی تھی حمزہؑ ہم نے بدلہ لے لیا، ہمارے بھائی کو مارا، ہمارے باپ کو مارا، ہمارے چچا کو مارا دیکھا تم سے ہم نے کیسا بدلہ لیا، یہ دو ہجری اور تاریخ گزرتے ہوئے اُس منزل پر پہنچی کہ ابوسفیان گھوڑے پر بیٹھا ہوا اُحد کے میدان سے گزرا دیکھا سامنے حمزہؑ کی قبر ہے گھوڑے سے اترا قبر پر ٹھوکر ماری اور ایک بار آواز دی کہا حمزہؑ تم ہم سے تلوار چلا رہے تھے لڑ رہے تھے جس چیز کے لئے لڑ رہے تھے اُٹھ کر دیکھو وہ خلافت ہم بنی امیہ کے بچوں کا کھیل بن گئی یہ ہے بنی امیہ کا کردار، دیکھیں حمزہؑ کو سمجھیں کہاں کہاں نام آ رہا ہے کس

جملے کے لئے زحمت دے رہا ہوں، کل تقریر کہاں چھوڑی تھی میں نے قیدی آ گئے شام کے بازار میں آ گئے جملہ یاد رکھئے گا ذکرِ حمزہؑ ہے قیدی آ گئے ایک بار سیّد الساجدینؑ کہتے ہیں جب ہم سب قصر کے دروازے پر پہنچے تو کچھ لوگ ہاتھوں میں رسیوں کے لچھے لئے ہوئے آئے اُن رسیوں سے ہم کو اس طرح باندھ دیا جیسے جانور کو باندھ کر کھینچتے ہوئے لے کر چلتے ہیں سات دروازے تھے مجمع بہت ایک بار مڑ کر آواز دی اُس شہزادی نے جس کی پشت پر شجاعتِ علیؑ تھی پہلو میں صبر حسینؑ تھا، خلقِ حَسنی جِلو میں عباسؑ کی شجاعت ساتھ میں علی اکبرؑ کی شجاعت ساتھ میں اس بہادری کے ساتھ نبیؐ کی نواسی عصمتِ فاطمہ زہراؑ لئے ہوئے چہرے کو بالوں سے چھپائے ہوئے ایک بار آواز دی بی بی سکینہؑ گھبرانا نہ اُم لیلیٰؑ گھبرانا نہ، اُمِ ربابؑ گھبرانا نہ، اُم فروہؑ پریشان نہ ہو، لبابہؑ پریشان نہ ہو میں ہوں آؤ میرے ساتھ آؤ سب کو دلاسہ دیتی رہیں سب کو سمجھاتی ہوئی ایک بار ساتواں دروازہ آ گیا جسے آج دنیا باب الساعات کہتی ہے، سات دروازے طے کئے زینبؑ نے اُس دروازے پر کمر تھام کر بیٹھ گئیں کیوں کیوں بیٹھ گئیں پتہ ہے آپ کو کیوں بیٹھ گئیں جس دربار میں جانا ہے ساڑھے تین سو فٹ لمبا دربار، درمیان میں ایک تین فٹ اونچا چبوترا سونے کا بنا ہوا اُس پر تختِ زر ہے، تختِ زر پر معاویہ کا بیٹا ہندہ کا پوتا ہے سمجھ رہے ہو اُحد سے ربط آپ بدر سے ربط سمجھ رہے ہیں ہندہ کا پوتا پہلو میں بنی اُمیہ کے دربار کی مشہور رقاصہ مرجانہ اُس کے ہاتھ میں سونے کی تھالی اُس میں کچھ انار کے دانے دانوں کو اُچھالتی ہے یزید اپنے منہ میں وہ دانے لیتا ہے اور اشعار پڑھتا ہے ہم نے آج بدر کا بدلہ لے لیا ہم نے آج اُحد کا بدلا لے لیا ہے، کہاں ہیں میرے بزرگ اُٹھ کر

دیکھیں ہم نے بزرگوں کا بدلہ لیا ہے، سامنے سونے کا طشت رکھا ہے اُس پر ایک کپڑا ڈھکا ہوا ہے ابھی وہ کپڑا ہٹ جائے گا یزید کے ہاتھ میں ایک چھڑی ہے جس میں جواہرات جڑے ہوئے ہیں، روئیں گے بہت ماتم کریں گے آپ، ہمیں تقریر کل تک لے جانی ہے، شبِ چہلم کی منزل تک، وہ چھڑی یزید کے ہاتھ میں ہے سنیں:

القصہ انجمن میں حرم بے نقاب آئے پر کانپتے ہوئے صفتِ آفتاب آئے
بزمِ شراب ورقص میں عفت مآب آئے نذرِ یزید کے لئے سب شیخ وشاب آئے
تجویزِ شمر پر ہے محل شوروشین کا
زینبؑ کے آگے نذر دیا سر حسینؑ کا

قیدی آئے دربار میں آئے، کس دربار میں آئے سنتے ہیں آپ سات سو کرسی نشین نہیں سات سو کرسی نشین وہ تھے جو سرخ کرسیوں پر بیٹھے تھے سات سو کرسی نشین وہ تھے جو چاندی کی کرسیوں پر بیٹھے تھے سات سو کرسی نشین وہ تھے جو سونے کی کرسیوں پر بیٹھے تھے، سات سو کرسی نشین وہ تھے جو زریں کرسیوں پر بیٹھے تھے تمام غلام زریں کمر خنجر کمر میں لگائے ہوئے ایک جانب تمام سفراء تیونس کا سفیر، روم کا سفیر ایران کا سفیر حلب کا سفیر، سفراء بیٹھے تھے، اس دربار میں علیؑ کی بیٹی آ رہی تھی اسی لئے تو رکی تھی باب الساعات پر اور بھتیجے نے کہا تھا اتنی ہمت سے آئیں کیوں رکیں کہا بیٹا بابا نے وعدہ کیا ہے میرا بابا شاہِ نجف آئے گا، اُس نے کہا تھا زینبؑ میں آؤں گا میرا بابا آ رہا ہے میرا بابا آ رہا ہے زیادہ نہیں بس تقریر ختم ہوگئی، قیدی آ گئے قیدی آ گئے اور ایک بار قیدیوں کو دیکھ کر اُس نے آیت پڑھی "اللہ جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے اللہ

جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے" بتاؤ یہ قیدی جو کبھی نامحرموں سے بات نہیں کرتے بھرے دربار میں آئے ہیں علیؑ کی بیٹی کیسے بولے گی، علیؑ کی بیٹی کیسے بولے گی خاموش ہے ایک بار یزید نے کہا شمر تعارف کرا اُس نے پکار کر کہا نام لے لے کر تعارف کرایا، ایک بار یزید نے کہا وہ عورتوں کے جھرمٹ میں کون ہے کہا وہی تو علیؑ کی بڑی بیٹی ہے کہا ہٹاؤ کنیزوں کو ہٹاؤ ہٹ گئیں کنیزیں گفتگو شروع ہوگئی:

آئے دربار میں روتے ہوئے جس وقت اسیر دیکھ کر سیّدِ سجاد کو بولا وہ شریر

سرکشی کر کے نہ سر بر ہوئے مجھ سے شبیرؑ شکر کرتا ہوں کہ خالق نے کیا تم کو حقیر

بیٹھنے کا کہیں دنیا میں سہارا نہ رہا

پنجتنؑ اُٹھ گئے اب زور تمہارا نہ رہا

یہ سن کے آ گیا بنت شہ مرداںؑ کو جلال تھرتھرا کر کہا کیا بکتا ہے او بد اقبال

صاحب عزت و توقیر محمدؐ کی ہے آل کبھی ہم لوگوں کی عزت پہ نہ آئے گا زوال

بے قدر جو ہم کو سمجھا تو خطا کرتا ہے

دیکھ مصحف میں خدا کس کی ثنا کرتا ہے

آلِ احمدؐ کو حقارت سے نہ دیکھ او مقہور سب پہ ظاہر ہے کہ ہم لوگ ہیں اللہ کا نور

مار کر سبطِ پیمبر کو یہ نخوت یہ غرور خیر نہ ہم دور نہ تو دور نہ محشر ہے دور

حق کا دریائے غضب جوش میں جب آئے گا

باندھنا ہاتھوں کا سادات کے کھل جائے گا

حضرتِ زینبؑ نے خطبے میں فرمایا تجھ سے انصاف کی اُمید بیکار ہے، اس لیے کہ تو وہ ہے جو ہندہ کا خون ہے تیری دادی نے ہمارے جد حمزہؓ کا جگر چبایا تھا۔

"اگرچہ حوادثِ روزگار نے مجھے تجھ سے کلام کرنے پر مجبور کر دیا ہے، مگر کچھ

پروا نہیں میں تیرے مرتبہ کو حقیر اور تیری ملامت کو گراں سمجھتی ہوں، ہماری آنکھیں گریاں اور ہمارے سینے بریاں ہیں، تو کر جو کچھ کر سکے اور کوشش کر جو ہو سکے مگر بخدا! تو ہمارے ذکر کو مٹا نہیں سکتا، ہماری شرع کو ضائع نہیں کر سکتا، ہماری درازیٔ مدت کو پا نہیں سکتا اور ان مظالم کا ناپاک دھبہ اپنے دامن سے دھو نہیں سکتا۔ تیری رائے ناقص، تیری زندگی کے دن قلیل اور تیری جماعت پراگندہ ہونے والی ہے، خدا کی لعنت ہو قوم ظالمین پر، **الا لعنت اللہ علی الظالمین**"(سورۂ ہود.... آیت ۱۸)

زینبؑ نے کلام کیا دربار تھرانے لگا، بیٹی علیؑ کی بول رہی تھی، ایک بار یزید کی پشت پر جو پردہ پڑا تھا (تقریر ختم ہوگئی) وہ پردہ ہٹا کر بالوں کو بکھرائے ہوئے یزید کی بیوی باہر آ گئی، ہند یہ کہتی ہوئی باہر آ گئی ارے فاطمہؑ کی بیٹی کی آواز سنی ہے میں نے، یزید کون آیا یہ کس کو بلایا آواز دی ارے یہ کون ہے۔ یزید اُٹھا عبا اُتاری کہا ہند تو میری حرم ہے مردوں کے مجمع میں کیسے آئی ایک بار زینبؑ نے پکارا اے میرے بابا آپ کی بیٹی کے پردے کا بچانے والا کوئی نہیں، ایک کنیز کے پردے کا اتنا اہتمام، ماتم حسینؑ!

آٹھویں مجلس

محسنینِ اسلام

حضرت جعفر طیارؑ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے

عشرۂ چہلم کی آٹھویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں شب چہلم ہے اور ہم اِن مجالس میں اُن منازِل تک پہنچے کہ جہاں محسنینِ اسلام کا ذکر ابھی صرف بزمِ پیغمبرہی میں ہے پہلی تقریر آپ کو یاد ہوگی، یعنی ابھی ہم اُن اصحاب کا ذکر بھی نہ کر سکے مکمل کہ جو صحابی بھی تھے اور رشتہ دار بھی تھے، تو اُن اصحاب کا ذکر تو بعد میں آئے گا کہ جو بعد میں آئے ابھی تو اُن کا ذکر ہے کہ جنہیں آنے کی ضرورت نہیں تھی بلکہ انہیں قدرت نے بنایا ہی اس لئے تھا کہ محمد عربی نبوت کا اعلان کریں یہ فوراً تصدیق کریں۔ حمزہؑ کو ایمان لانے کی ضرورت نہیں تھی، جعفرؑ کو ایمان لانے کی ضرورت نہیں تھی، خدیجہؑ ایمان نہیں لائیں بلکہ ہمیشہ سے صاحبِ ایمان تھیں، ابو طالبؑ کوئی ایمان نہیں لائے بلکہ یہ تو منتظر بیٹھے تھے کہ اعلان ہو اور ہم تصدیق کر دیں یہ تو وہ لوگ ہیں تو ابھی ہم اُن ہی کا ذکر کر رہے ہیں کہ جنہوں نے اسلام پر احسانات کئے اور جیسا کہ کل میں نے کہا کہ آج کی

تقریر کس کی نذر ہے آپ کو معلوم ہے کہ آج ہمارا ممدوح کون ہے آج کا محسنِ اسلام کون ہے جس کا ذکر ہوگا ہماری سر نامہ کلام کی آیت یٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ مسلسل میں نے عرض کیا کہ معبود نے قسمیں کھائیں قرآن میں اور اس لئے کھائیں کہ ان قسموں سے تم سمجھو کہ ہم تم سے کیا تقاضے کر رہے ہیں ہم کیا چاہتے ہیں کہ تم کن لوگوں کا احترام کرو کن لوگوں کی عظمت کو سمجھو، کن کو محسنِ اسلام سمجھو، اِن قسموں میں جب وہ ایک قسم اور کھائے تو یہ کہہ کر قسم کھائے کہ:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ وَاَنْتَ حِلٌّ م بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ○ (سورہ البلد، آیت ۱ تا ۳)

یعنی جتنی بھی قسمیں کھائی اب جو قسم کھا رہا ہے اُس میں یہ کہہ رہا ہے کہ یہ قسم جو میں کھا رہا ہوں بڑی عجیب قسم کھا رہا ہوں کسی قسم کو اُس نے یہ نہیں کہا:

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ○ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ○ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ○

''دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی قسم، اُن کے منہ سے نکلتے ہوئے جھاگ کی قسم، اُن کے پیروں سے اُڑتی ہوئی گرد کی قسم'' (سورہ العادیات آیت نمبر ۱ تا ۳)

وہاں نہیں کہا کہ عجیب قسم لیکن یہاں کہہ رہا ہے کہ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ میں قسم کھا رہا ہوں اور بڑی عجیب قسم کھا رہا ہوں اُس زمین کی قسم کھا رہا ہوں حالانکہ تم اُسی سرزمین پر موجود ہو وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ اور اُسی شہر میں جہاں تم رہ رہے ہو وہاں بیٹا بھی ہے اور باپ بھی مجھ کو باپ کی بھی قسم مجھ کو بیٹے کی بھی قسم، مفسر نے کہا کہ ہاں یہ قسم شہر مکہ کی قسم اُس کی چار دیواری کی قسم جہاں تم رہ رہے ہو بڑی عجیب قسم اور اُس کے بعد مفسر نے کہا کہ باپ سے مراد آدمؑ بیٹے

سے مراد اولادِ آدمؑ تو وہاں تمام بیٹوں کا ذکر نہیں ہے، ایک باپ کی قسم ایک بیٹے کی قسم، اب وہ کون ہے مکّے میں رسولؐ کے پاس موجود ہے باپ بھی اور بیٹا بھی اور جب باپ کی قسم کھائی جائے اور بیٹے کی قسم معبود کھائے تو اب سوچئے کہ وہ باپ کس اسٹیٹس (Status) کا ہوگا اور بیٹا کیسا ہوگا، پوری تاریخ میں تلاش کیجئے کہ کیا پیغمبر نے کسی بیٹے کے اسٹیٹس کو بلند کیا جس کے بیٹے کا مرتبہ پیغمبر کی زبان سے بلند ہوا ہو تو بس وہی بیٹا اس بیٹے سے سمجھ لو کہ اُس کا باپ تو پوری تاریخ میں پیغمبر نے صرف ایک کے لئے کہا کہ آج کُلِ ایمان لڑنے جا رہا ہے کُلِ ایمان کی قسم اور اُس کے باپ کی قسم، مجھ کو ابو طالبؑ کی قسم، مجھ کو علیؑ کی قسم!

لَآ أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَأَنْتَ حِلٌّ م بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ (سورہ البلد، آیت ۱ تا ۳)

مجھ کو باپ کی قسم مجھ کو بیٹے کی قسم اور ابنِ ابی الحدید معتزلی نے کہا کہ اسلام کیا تھا بس دو آدمیوں کی کوشش مکّہ میں باپ نے مدد کی مدینے میں بیٹے نے مدد کی معتزلی ہے وہ کہہ رہا ہے تو معبود اُس کی قسم کھائے تو جس کی معبود قسم کھائے اُس کے ایمان پر کیسی بحث، اس کے معنی یہ ہیں کہ معبود جس کی قسم کھائے، اُس کے ایمان کی بات نہیں ہوگی، بلکہ اس پر گفتگو ہوگی کہ وہ ولی تھا وہ وصیٔ عیسیٰؑ تھا وہ پیغمبروں کی امانت لئے بیٹھا تھا کہ نبیؐ آئے اعلان کرے میں امانتیں پہنچا دوں اور چلا جاؤں، یعنی زمانۂ فَترت میں پیغمبر آیا ہے جب کوئی پیغمبر نہیں کوئی پیغمبر نہیں، عیسیٰؑ سے محمدؐ تک کوئی پیغمبر نہیں آئے گا لیکن کیا اوصیاء سے زمانہ خالی رہے گا کیا اولیاء سے زمانہ خالی رہے گا جب پیغمبر نہ ہونگے تو وصیٔ پیغمبر ضرور ہوگا ولیٔ پیغمبر ضرور ہوگا تو وہ کون تھا کہ جو مکّے کا سردار تھا وہ کون تھا جو خانہ کعبہ کا متولی تھا

ایک ہی ہے، عبدالمطلبؑ نے نہ حرث کو جانشین بنایا نہ زبیر کو جانشین بنایا نہ حمزہؑ کو جانشین بنایا نہ عباس بن عبدالمطلبؑ کو جانشین بنایا نہ ابولہب کو جانشین بنایا کم از کم تاریخ اس سے انکار نہیں کر سکتی کہ اپنے بعد اپنا جانشین اور سردارِ عرب ابوطالبؑ کو قرار دیا تھا ایک تھا سردار عرب تو اب سردارِ عرب کا فریضہ ہے کہ معبود جب اُس کی قسم کھائے تو یہ قسم کوئی ایسی ویسی قسم نہیں ہے قسم کھائی کیوں جا رہی ہے قسم کیوں کھا رہا ہے معبود اس لئے قسم کھا رہا ہے معبود کہ پہلی تقریر آپ کو یاد ہوگی اور اُس کے بعد چوتھی تقریر بھی یاد ہوگی، جس میں میں نے کہا تھا کہ وہ بارِ نبوت کو دوش پر اُٹھانا چاہتے تھے کہ چچا سے پہلے پوچھے پیغمبر یہ پوچھ کر بتا رہے ہیں کہ میں مرضیٔ الٰہی سے کام کرتا ہوں معبود نے چاہا ہے کہ میں پوچھوں کیوں پوچھوں اس لئے پوچھوں کہ نبوت کے دو حصے ہیں، ایک مادیت ہے ایک روحانیت ہے روحانیت سے وہ معجزے دِکھائے گا وہ ایسا نبی کہ اشارہ کرے گا چاند کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے وہ اشارہ کرے گا درخت اُڑتا ہوا آئے گا وہ ہاتھ پر سنگے کے ذرّوں کو رکھے گا لا الٰہ کی صدا دینگے۔ وہ اگر جانوروں سے کہے تو وہ کلمہ پڑھیں گے وہ معجزہ دِکھائے گا وہ خشک درخت کو سرسبز و شاداب کر دے گا وہ سوکھے ہوئے کنویں میں تھوک دے گا تو پانی اُبلنے لگے گا، یہ روحانیت کی منزل ہے اور مادیت کی منزل یہ ہے کہ بدر میں کوئی تلوار لے کر مدد کرے اُحد میں کوئی تلوار لے کر مدد کرے خندق میں کوئی آئے، خیبر میں کوئی آئے مرحب کو قتل کرے تو تلوار سے قتل کرے روحانیت سے قتل نہ کرے وہ دس سال کا بیٹا، دس سال کے بیٹے کی ضرورت تو اس لئے پڑی کہ جب دیکھا کفّارِ مکہ نے کہ ہم اگر بڑے مقابلہ کریں گے اس کا ابوجہل ابولہب یا

کوئی اور سردارِ مکہ بڑھ کر اُس کو مارے گا پھر تو مقابل میں حمزہؓ آئیں گے مقابل میں ابو طالبؑ آئیں گے، مقابل میں عباس بن عبد المطلبؑ آئیں گے جعفرؑ آئیں گے عقیلؑ آئیں گے تو اس لیے بڑوں سے لڑائی مول نہیں لینی، بہت خوبصورتی سے یہ آواز بھی تھم جائے اور ہمیں بنی ہاشم سے لڑنا بھی نہ پڑے تو ہر ایک نے اپنے گھر کے بچوں کو بلا کر سکھا دیا کہ جب یہ باہر نکلے پتھر مارنا دیوانہ کہنا، دیکھئے سازش بڑی عجیب سازش تھی کہ بچے نکلیں تو وہ جو بھیج رہا تھا تو کیا وہ ان کافروں کی سیاست کو نہیں سمجھ رہا تھا یہ سیاست بنائی اس لئے تھی کہ جب بچے ماریں گے حمزہؓ آئیں گے بچوں کو مارنے، جعفرؑ آئیں گے بچوں کو مارنے تو عرب کے دستور میں بچوں پہ ہاتھ اُٹھانا برا سمجھا جاتا تھا، تلواریں نکل آتی تھیں اگر کوئی بڑا بچے کو طمانچہ ماردے آج بھی یہ دستور ہے بہت عجیب بات کہہ رہا ہوں، سعودی عرب میں اگر آپ کی کار کھڑی ہے گھر کے باہر کسی عربی بچے نے شیشہ توڑ دیا تو اُسے ہاتھ نہیں لگا سکتے آپ کو سزا ہو جائے گی، جیل کاٹیں گے آپ۔ یعنی عرب کے بچے آج بھی کسی گھر کے دروازے کو توڑ دیں شیشہ توڑ دیں گاڑی توڑ دیں کچھ بھی کریں آپ انہیں مار نہیں سکتے اُنہیں ڈانٹ نہیں سکتے، وہ کفار کے دور کا دستور اب تک باقی ہے، بچے غنڈے ہوں بچے بد معاش ہوں مگر اُن کی حفاظت اُن کی پرورش ہوتی تھی وہ دور اور آج کا دور یکساں ہے تو انہوں نے کہا حمزہؓ آئیں گے ہاتھ اُٹھائیں گے، ہم تلوار نکال کر حمزہؓ کی گردن اُڑا دیں گے، بچے نکلے پتھر چلے نہ حمزہؓ آئے نہ ابو طالبؑ آئے نہ جعفرؑ آئے، نبیؐ پتھر کھا رہا ہے ایک بار گلی کے موڑ سے ایک تیرہ سال کا لڑکا نکلا سب نے کہا بھاگو لال آنکھوں والا آ گیا، بھاگو...... نعرہ حیدری! بھاگو وہ بو طالبؑ کا بیٹا آیا،

ابوطالبؑ کا بیٹا آیا، اب بھاگے بچے اور جو پکڑ میں آ گئے کسی کا ہاتھ توڑا کسی کی ٹانگ توڑی دومل گئے تو سر ٹکرا کر چھوڑ دیئے سر پھٹ گئے، بھاگ گئے، سب بھاگ کر جو گئے تو شکایت کی کسی کی آنکھ سے لہو کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کی ٹانگ ٹوٹی، کسی کی آنکھ پھوٹی ماں نے پوچھا باپ نے پوچھا کس نے مارا کہا علیؑ نے مارا کس نے مارا علیؑ نے مارا کس نے مارا علیؑ نے مارا، اور جب باپ واپس آئے کاروبار سے ماؤں نے شوہروں کو چڑھایا کہا تمہارا لختِ جگر تمہارا نورِ چشم ارے جاؤ ہمارے بچے پٹے ہیں تو عورتوں کے طعنے کھائے ہوئے مرد فوراً نکلتے ہیں باہر بھئی دس ہزار آ گئے تھے جمل میں عورت کے طعنے کھائے ہوئے۔ (صلوٰۃ پڑھیے) سب اپنے زخمی بچوں کو لیے ہوئے آئے اب کیا ہوا اب دیکھیے یہ ہے سیاستِ الٰہیہ کا کارنامہ کہ جنہوں نے بچوں کو آگے کیا تھا ایک طور پر خود چہرے دِکھانے آ گئے بچوں کو لے کر ابوطالبؑ نے چہرے پہچان لئے کہا کیوں آئے کیسے آئے کہا دیکھو آنکھ پھوٹ گئی اس کی اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا، میرے بچے کی ٹانگ ٹوٹ گئی، کہا کس نے کیا کہا تمہارے بیٹے نے کس نے کیا کہا تمہارے بیٹے نے، اس کا سر کیسے پھٹا تمہارے بیٹے نے پھاڑا، آواز دی کہا علیؑ ادھر آؤ تم نے اس کو زخمی کیا سر جھکا کر کہا ہاں بابا اس کا سر تم نے پھوڑا کہا ہاں بابا اس کا ہاتھ تم نے توڑا ہاں بابا، کیوں؟ بابا ان سب سے کہہ دیجئے میرا بھائی جب مکے کی گلیوں میں نکلا کرے اور وہ قولو لا اللہ کہے تو ایک پتھر آج سے نہ چلے یہ سب میرے بھائی کو مارتے ہیں یہ سُننا تھا ایک بار سب کو دیکھا سارے بزرگ سارے بچے آواز دی علیؑ آج سے اجازت اگر اِن کو مارنے میں تمہاری جان بھی چلی جائے تو ابوطالبؑ کو پرواہ نہیں۔ مارو ان کو مارو، نعرہ حیدری! وَوَالِدٍ وَّ

مَاوَلَدَ مجھ کو باپ کی بھی قسم مجھ کو بیٹے کی قسم! مجھ کو ابو طالبؑ کی قسم مجھ کو اُس کے بیٹے علیؑ کی قسم! کیا سمجھے آپ، یہ شیر ہے یہ سید العرب ہے یہ امیرِ عرب ہے تاریخ میں کیا صرف ایک علیؑ ابو طالبؑ کا بیٹا نبیؐ کی خدمت کر رہا ہے ابو طالبؑ خود پوری اولاد پورا گھرانا فاطمہ بنت اسدؑ نے بیٹوں کو پالا تھا دین کی خدمت کے لئے، پتہ ہے کیا جملہ کہا ابو طالبؑ نے ابھی صرف بات کر رہا ہوں فاطمہ بنت اسدؑ کی، پورا گھرانا محسنِ اسلام، ابو طالبؑ نے کہا فاطمہ بنت اسدؑ محمدؐ کا خیال رکھنا، کیسے پتہ چلے فاطمہ بنت اسدؑ نے خیال رکھا، جب بی بی فاطمہ بنتِ اسد کی وفات ہوئی ختمی مرتبتؐ نے جنازے کو قبر تک پہنچایا، پھوٹ پھوٹ کر روئے لوگوں نے پوچھا اتنی بے قراری سے آپ کو روتے نہیں دیکھا تو رو کر کہا تمہیں کیا معلوم اپنے بچوں کے منہ سے نوالہ چھینا ہے اس نے مجھ کو کھلایا اپنے بچوں کے سر میں کنگھی نہیں کی ماں بن کر میرے بال سلجھائے ہیں وہ گھر میں خرمے چن کر رکھتی تھیں میرے لئے اپنے بچوں کو نہیں دیتی تھیں جب تک میں نہ کھا لوں جب تک میں نہ آ جاؤں عقیلؑ بھی بھوکے، جعفرؑ بھی بھوکے، یہ ہے محسنہ اسلام گھر کی ایک فرد جس کا اقرار خود پیغمبر نے کیا اور اب طے کیا ابو طالبؑ نے چار بیٹے تین بیٹیاں سب سے بڑا بیٹا طالبؑ کب پیدا ہوا ایک عام الفیل میں جب ابرہہ نے حملہ کیا خانہ کعبہ پر ایک ہی مہینے میں جب پیغمبر پیدا ہوئے آمنہ کے یہاں تو ابو طالبؑ کے یہاں پہلا بیٹا پیدا ہوا دونوں برابر جس سال طالبؑ پیدا ہوں اُسی سال ختمی مرتبتؐ پیدا ہوئے اگر ایک گھر میں دو بچے پیدا ہوں اور ایک پیغمبر کے ساتھ پیدا ہو تو اُس کے ایمان کا کیا پوچھنا تو قدرت نے یہ کہا کہ پہلا بیٹا ابو طالبؑ ہے، نام عمران ہے پہلے بیٹے کا نام قیامت تک اس طرح زندہ رکھیں

گے تم ابو طالبؑ پہلا بیٹا طالب کنیت یہی قرار پائی طالبؑ کا باپ اس طرح طالبؑ کا نام زندہ رہ گیا تاریخ میں، سیرت ہو نہ ہو طالبؑ پہلا بیٹا بدر میں کفار نے اُسے قتل کر دیا۔ بدر کی لڑائی میں ابوسفیان اپنے ساتھ لے گیا، زبردستی لے گیا کہ تمہیں لڑنا ہے مقابل میں اپنے بھائی کے تو راستے بھر یہ شعر پڑھتے ہوئے چلے بارِالٰہی اِن سب کو منتشر کر دے ان کو شکست دینا میرے بھائی محمدؐ کو فتح دینا طالبؑ کی دعا قبول ہوگئی قتل ہو گئے تو کیا ہوا، یہ ہے ابو طالبؑ کا بڑا بیٹا، طالبؑ کے دس سال کے بعد عقیلؑ پیدا ہوئے کون ہیں عقیلؑ ماہرِ انساب عرب، جس کو عرب کے تمام شجرے زبانی یاد صرف انسانوں کے نہیں گھوڑوں کے شجرے بھی یاد، یعنی قدرت یہ چاہتی ہے کہ ابو طالبؑ کا ایک بیٹا موجود رہے، کہ اگر کوئی بنی ہاشم کے مقابل آئے تو عقیلؑ آگے بڑھ کر کہے کہ اس کا نسب کیا ہے اس کا حسب کیا ہے۔ نعرہ حیدری! اور عرب میں جتنی لڑائیاں لڑی گئیں ہر لڑائی کا حال عقیلؑ کو معلوم زبانی یاد ہے یہ عالم عرب کے صحرا میں جتنے جنگل عقیلؑ سے پوچھو کتنا گھنا جنگل کیسے درخت یعنی انسائیکلوپیڈیا (Encyclopedia) ہے عرب کا انسانوں کا جانوروں کا درختوں کا جمادات، نباتات، حیوانات، انسانات، سب پر اُس کو عبور ایسا عالم بیٹا عقیلؑ۔ عقیلؑ کے پورے دس سال کے بعد جعفرؑ پیدا ہوئے، جعفرؑ کے پورے دس سال کے بعد علیؑ پیدا ہوئے سارے بھائیوں میں دس دس سال کا فاصلہ لیکن طالبؑ سے پہلے ایک بیٹی اُمِ ہانیؑ پیدا ہوئیں قدرت نے دِکھایا کہ ایک گھرانہ اگر محسن ہے تو ہم کس کس طرح نام زندہ رکھیں گے، خانۂ کعبہ میں بابِ عبدالعزیز جو سب سے بڑا دروازہ ہے، خانہ کعبہ میں جب داخل ہوں آپ اُس کے پہلو میں اُلٹے ہاتھ جو بڑا دروازہ ہے وہ بابِ

اُمِ ہانیؑ ہے خانہ کعبہ کا وہ دروازہ باب اُمِ ہانیؑ کیوں ہے؟ وہیں پر اُمِ ہانیؑ کا مکان تھا اُس مکان کو حرم میں لے لیا گیا کتنی خوش قسمت ہے ابو طالبؑ کی بیٹی کہ اُس کا مکان حرم میں شامل کر لیا گیا یعنی حاجی اُس دروازے سے داخل ہوں اُس گھر کی عظمت یہ کہ وہی گھر تھا جس گھر سے محمدؐ کو معراج ہوئی، سمجھ رہے ہیں نا آپ! شیعہ بھی مانتے ہیں، سنی بھی مانتے ہیں، اس لئے کہ محمدؐ دو پہر کو جاتے یا رات کو پچھلے پہر جاتے تو بہن کے یہاں سو جاتے، اس لئے کہ بہن بڑا خیال رکھتی تھی، ٹھنڈا پانی کھانے کے لئے ہر طریقے سے آرام دیتیں محمدؐ کو اُس دور میں پُر آشوب دور میں جب پتھر کھا رہے تھے بہن کے گھر پہنچ جاتے بہن خدمت کرتی لیٹ کر سو جاتے اُس رات ستائیس رجب کی شب میں وہیں سو رہے تھے جبریل امین براق لے کر آئے گواہی دی اُمِ ہانیؑ نے معراج کی پہلی گواہ ابو طالبؑ کی بیٹی، ایسی صدیقہ ایسی صادقہ ابو طالبؑ کی بیٹی سارا کریڈٹ (Credit) جائے گا ابو طالبؑ کو مورّخ نے دیکھا کہ ایک عظمت ابو طالبؑ کی بیٹی کو مل گئی اُمِ ہانیؑ کو کہ معراج اُن کے یہاں سے ہوئی اس گھر سے ہوئی گھر بھی حرم میں شامل ہو گیا، لوگ جاتے ہیں دیکھتے ہیں یہاں سے معراج ہوئی تھی تو ایک بحث شروع ہوئی ابن اسیر، ابنِ کثیر، غزالی وغیرہ نے بحث کرتے کرتے جب اُردو میں یہ بحث آئی تو محمود احمد عباسی نے اور پھر اس دور کا وہ آپ کا خطیب بلیغ الدین جو شر پسند ہے، اُن سب نے مل کر یہ پوری تحریک چلائی کہ معراج وہاں سے نہیں ہوئی تو اُس تحریک کو کنڈم (Condemn) کرنے کے لئے غور سے سنئے گا، بہت عجیب منزل سے لے کر آگے بڑھ رہا ہوں، یہ یاد رکھئے گا آج کی تقریر کس کی نذر ہے یہ تحریک چلائی کہ بات یہ تھی کہ محمدؐ نے

ابو طالبؑ سے یہ کہا کہ چچا اُمِ ہانیؑ کی شادی مجھ سے کر دیجئے، نام بتا دیجیے تاریخ میں مسلسل بحث ہے محمود احمد عباسیؔ نے پوری کتاب لکھی ہے اس موضوع پر، ''اُمِ ہانیؑ اور معراج'' جس زمانے میں اُس کی سازشیں چل رہی تھیں، وہ کتاب بہت بکتی تھی، اور اب بھی ہر سال اس کا ایڈیشن نکلتا ہے، اُسی کتاب سے وہ پڑھتا ہے حوالہ دے کر، محمود احمد عباسی کی کتاب سے مسلسل اُس کی تقریروں کے ٹیپ (Tape) موجود ہیں اور اُس میں بھی بار بار دہراتا ہے کہ محمدؐ نے کہا کہ چچا اپنی بیٹی اُمِ ہانی کی شادی مجھ سے کر دیجئے، جملے یہ ہیں، سب کے جملے یہ ہیں، مقرر کے جملے بھی یہی ہیں، عباسیؔ کے جملے یہی ہیں، کہ ابو طالبؑ نے یہ کہا کہ میں اپنی بیٹی کی شادی تمہارے جیسے مفلس سے نہیں کروں گا، انکار کر دیا، اور بڑے گھرانے میں کافر سے بیاہ کر دیا اُمِ ہانیؑ کو بھتیجا کہتا رہا چچا نے شادی نہیں کی۔ تم اس گھرانے کے رازوں کو کیا سمجھو گے تم کیا جانو گے اگر محمدؐ نے پیغام دیا بھی ہو، اور ابو طالبؑ نے انکار کیا بھی ہو تو خدا نے یہ کہلوایا ہوگا ابو طالبؑ سے کہ انکار کرو۔ اس لئے کہ اگر اُمِ ہانیؑ سے شادی ہو جاتی، امامت علیؑ کو ملنی تھی وزارت علیؑ کو ملنی تھی دامادِ پیغمبر بنا تھا اگر زہراؑ اُمِ ہانیؑ سے پیدا ہوتیں تو سگے ماموں سے شادی کیسے ہوتی، ابو طالبؑ جان رہے تھے تو قدرت نے چاہا کہ چچا کے احسانات کو دیکھ کر محمدؐ شادی کا پیغام دیں، ابو طالبؑ انکار کر کے بتائیں شادی خدیجہؑ سے ہونی ہے آپ کی اس لئے کہ ہم کو وہ شجرہ چاہئے ہمارا بیٹا آپ کے شجرے میں اس طرح ملے کہ نسل آپ کی اور ہماری مل کر چلے آلِ ابو طالبؑ آلِ محمدؐ ایک بن گئے، اُمِ ہانی کا ذکر تاریخ میں دوبارہ فتح مکہ کے روز نظر آیا معراج کی رات تاریخ میں پہلی بار نام دیا، اُس وقت تفصیل سے کہ

جب فتح مکہ کا روز تھا اُمّ ہانی کا تذکرہ تاریخ میں ملتا ہے، کہا محمدؐ نے جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے اُسے چھوڑ دو اور کچھ لوگوں کے لئے آواز دی اگر خانہ کعبہ کے غلاف سے بھی لپٹے ہوں اُنہیں قتل کر دو اُس میں کچھ وہ تھے جنہوں نے منہ پر تھوکا تھا، کچھ وہ تھے جنہوں نے پشت پر اونٹ کی اوجھڑی رکھی تھی، کہا اگر خانہ کعبہ کے غلاف سے لپٹے بھی ہوں تو قتل کر دینا، پناہ نہ ملی بھاگ کر اُمِ ہانیؑ کے گھر میں چھپے ایک بار علیؑ نے اپنے چہرے پر عمامے کے شملے کو باندھا علیؑ چہرے پر نقاب ڈال کر بہن کے گھر پہنچے تلوار ہاتھ میں بہن نے دیکھ کر کہا کون ہے، تو کہا میں کوئی بھی ہوں مجھے گھر میں جانے دو کہا تمہیں نہیں معلوم کہ اعلان ہوا ہے کہ اُمِ ہانیؑ کے گھر میں اگر کوئی پناہ نہ لے یا ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے لے تو اُس کو پناہ دے دی جائے کہا ہوگا اعلان مجھ کو اندر جانے دو ورنہ جو تمہارے گھر میں چھپے ہیں اُن کو واپس لاؤ اُن کو باہر نکالو، کہا تیری مجال نہیں کہ تو محمدؐ کی بہن کے گھر میں قدم رکھ سکے کہا میں رکھ سکتا ہوں کہا تو پھر میں تیری شکایت کروں گی محمدؐ سے کہا جاؤ تم شکایت کرو اب قدرت نے چاہا کہ اُمِ ہانی یہاں سے ہٹیں، اُمِ ہانیؑ وہاں چلیں جہاں خیمے میں ختمی مرتبتؐ تشریف فرما تھے یہاں علیؑ نے اپنا کام کیا، علیؑ واپس آ رہے تھے اُمِ ہانیؑ شکایت کر رہی تھیں کہ ایک شخص آیا ہے میرے گھر میں گھسنا چاہتا ہے رسولؐ نے کہا کس کی مجال کہ تمہاری گھر میں گھسے، کہا پھر وہ کون ہے جو میرے گھر میں چہرے پر نقاب ڈال کر آیا ہے، ختمی مرتبتؐ نے کہا مڑ کر دیکھو کون ہے اب جو پلٹ کر دیکھا بھائی آ رہا ہے کہا قسم کھائی تھی اس لئے شکایت کی مسکرا کر رہ گئیں علیؑ بھی مسکرا کر رہ گئے تاریخ نے محفوظ کیا ابوطالبؑ کی بیٹی کے نام کو ایک بیٹی علیؑ کی اُمِ ہانیؑ کے بیٹے سے بھی بیاہی

گئی، جو کوفے کا گورنر مولا علیؑ کے دور میں ہوا جس کا نام علی ابن ہبیرہ ہے، علی اُمِ ہانی کا بیٹا ہے وہ علیؑ کا داماد بھی ہے، تفصیل میں نہیں جانا چاہتا مجھے آگے بڑھنا ہے ابو طالبؑ کی ایک بیٹی معراج کے حوالے سے پہچانی جائے، فتح مکہ کے حوالے سے پہچانی جائے تو ایک خاندان تو ایسا لاؤ کہ جس کے بیٹے جس کی بیٹیاں سب پلرز (Pillars) بنے ہوئے کھڑے ہوئے ہیں کہ ان کے مقابل کوئی اُمّت کا مسلمان محسنِ اسلام بن کر نہیں آسکتا ابو طالبؑ کے مقابل میں کوئی اور ہے شیرِ کردِگار۔ لاؤ اُس کو مقابل پھر بات کرو ایک بار دیکھا ابو طالبؑ نے کہ ابھی تو آغاز ہے آغاز ہے، بعثت کے آغاز میں دیکھا ایک بار خانہ کعبہ کے پاس محمدؐ کھڑے ہوئے ہیں اذان دی نماز پڑھی ایک سایہ اور نظر آیا شبلی لکھتے ہیں ''سیرت النبیؐ'' میں ایک بی بی چادر میں لپٹی ہوئی آئی وہ بھی کھڑی ہو گئی محمدؐ کے پیچھے ایک بچہ آیا وہ بھی پہلو میں رونق افروز ہو گیا نماز شروع ہو گئی، جماعت ہو رہی ہے ابو طالبؑ نے مڑ کر دیکھا سامنے سے جعفرؑ آ رہے ہیں بائیس سال کی عمر ہے سامنے سے آ رہے ہیں کہا جعفرؑ جاؤ تم بھی کھڑے ہو جاؤ باپ نے حکم دیا جعفرؑ جا کر پہلو میں کھڑے ہو گئے اب نماز میں کتنے لوگ ہو گئے، تین کی جماعت بنی ایک امام، یہ کُل اُمت ہے مکّے میں جماعت کی نماز ہو رہی ہے لوگوں نے واقعہ لکھا، شبلی نے لکھا، سب نے لکھا تاریخ نے کہ جعفرؑ سے ابو طالبؑ نے کہا جاؤ نماز پڑھو، لیکن اب یہ بھی لکھنا ضروری تھا کہ خود جا کر نماز کیوں نہیں پڑھی۔ بہت غور سے سنئے خود جا کر نماز کیوں نہیں پڑھی پھر وہی والی بات اس گھرانے کے رازوں کو جب نہیں سمجھ سکتے تو تبصرہ کیوں کرتے ہو بات یہ ہے کہ سورہ النساء آیت ۱۰۲ میں خدا نے حکم دیا کہ اگر حالتِ خوف ہو اور لشکر حالتِ

خوف میں جہاد کر رہا ہو عالمِ جہاد میں اُمت ہو، عالمِ جہاد میں اُمت کھڑی ہو میدان میں نماز کا وقت آ جائے سورہ النساء آیت ۱۰۲ اگر نماز کا وقت آ جائے تو لشکر دو حصوں میں بٹ جائے ایک حصہ نماز پڑھے ایک حصہ تلوار نکال کر اُس لشکر کی حفاظت کرے، کُل اُمت رسولؐ، خدیجہؑ، جعفرؑ، علیؑ ابو طالبؑ آدھا لشکر نماز پڑھ رہا تھا ابو طالبؑ آدھا لشکر تلوار لئے ہوئے جماعت کی حفاظت کر رہا تھا، آدھے لشکر کے ایمان کی بات کرتے ہو۔ (نعرۂ حیدری) آدھی اُمت کی بات کرتے ہو تلوار لئے ہوئے وہ جماعت کی حفاظت کر رہا ہے اب یہ دوسری بات ہے کہ آدھا لشکر جب پڑھ چکے تو آدھا بعد میں پڑھے تم نے آدھے لشکر کی نماز دیکھی آدھے کی نہیں دیکھی ہم کیا کریں تم نے اس منظر کو محفوظ نہیں کیا تو ہم کیا کریں۔ لیکن نماز ہوئی ابو طالبؑ نے نماز پڑھوائی پہلی نماز تاریخ میں یہی نظر آتی ہے، چیخ چیخ کر تاریخ یہ بھی کہتی ہے کہ ثانی مسلمان ہو کر آئے تو خانۂ کعبہ میں اذان ہوئی ارے کیا اُس سے پہلے اذان نہیں ہوتی تھی وہ آئے، کون آئے، اب کیا کروں میں اشاروں میں باتیں ہوتی ہیں نا آج کل تو سمجھا ہی نہیں سکتے اور کھول دیا تو کہا تبرا۔ وہ آئے تو اذان ہوئی نہیں اذان تو پہلے سے ہو رہی تھی ابو طالبؑ متولی تھے خانۂ کعبہ کے جو چاہتے کرواتے کون روکتا اُن کو، یہ ہے وہ بیٹا جعفرؑ سمجھے آپ۔ آج کی تقریر جعفر طیارؑ کی نذر، ابو طالبؑ کے تیسرے بیٹے جعفرؑ کی نذر آج کی تقریر، کون بیٹا میں نے کل کہا تھا کہ کچھ فضائل حمزہؑ کو ملے جو کسی کو نہیں ملے۔ کچھ ایسے ہی فضائل جعفرؑ کے ہیں جو کسی کو نہیں ملے، جعفرؑ وہ محسنِ اسلام جس نے دو قبلوں کی جانب نماز پڑھی قبلہ اوّل کی طرف بھی نماز پڑھی اور قبلۂ ثانی کی طرف بھی دو قبلوں کی جانب اور یہ عجیب بات ہے

کہ جعفرؑ کے عدد دو ہیں علیؑ کے عدد دو ہیں محمدؐ کے عدد دو ہیں جعفرؑ کے عدد بھی دو ہیں اب جو عدد کا اثر ہے وہ ساتھ چل رہا ہے، دو عدد جعفرؑ کا دو قبلوں کی جانب نماز پڑھی آپ کہیں گے دو قبلوں کی طرف بہت سے لوگوں نے نماز پڑھی تو ٹھیک ہے اس میں برابر ہو گئے کچھ لوگ لیکن اب گریڈ (Grade) بڑھتا جائے گا، دونوں کا تو ہر ایک تو مقابل نہیں آئے گا جعفرؑ نے دو قبلوں کے جانب نماز پڑھی دو ہجرتیں کیں اب آتا جائے جس کا دل چاہے مقابل آتا جائے دو ہجرتیں کیں ایک ہجرت مکہ سے حبشہ ایک حبشہ سے مدینے دو ہجرتیں دو قبلوں کی جانب نماز پڑھی، مورّخ نے کہا اچھا اور لوگ بھی تھے جنہوں نے ہجرتیں کیں حبش کی جانب اور حبش سے مدینے کی جانب اور بھی لوگ ہیں لیکن پھر انہوں نے دو قبلوں کی جانب نماز نہ پڑھی ہوگی یعنی برابری نہیں کر سکتے۔ اچھا اگر

ہر چیز میں برابر تو ابوطالبؑ کا ایک بیٹا علیؑ خانۂ کعبہ میں پیدا ہوا اور مسجد میں شہادت ہوئی ہے کوئی برابر نہیں، جعفرؑ طیار کی موتہ میں شہادت ہوئی اُردن کی سرحد پر فلسطین سے قریب یہ شہر ہے، موتہ کے پاس قبرستان ہے جس کا نام ہے سرائے مزور، پہلی بار یہ چیز مجلس میں آ رہی ہے اس سے پہلے نہ آج تک کسی نے بیان کی اور کسی کتاب میں ڈھونڈو گے تو نہیں ملے گی یہ بھی عجیب بات ہے صرف فِلپ ہٹی (Philip Hitti) نے انگریزی زبان کی کتاب ''تاریخِ شام'' میں تفصیل لکھی اسی سال میں نے تلاش کی تب پتہ چلا ورنہ اس سے پہلے لوگوں کو پتہ ہی نہیں تھا کہ جعفرؑ کی قبر کہاں ہے سینکڑوں علماء سے پوچھ ڈالا کسی نے نہیں بتایا اور اب جو اگلا جملہ کہنے جا رہا ہوں اُس میں تو آپ حیران ہی رہ جائیں گے اس لئے محسنین اسلامؑ کے موضوع کا انتخاب ہوا ہے کہ عوام تو عوام علماء بھی دور

ہیں ان باتوں سے (خدا کا شکر ہے کہ میں نے حضرت بس تلخ بات آئی ذرا سی اور بری لگی تلخ تو ہوتی ہے حقیقت سامنے بیٹھے ہوئے ہیں میرے بچے یہ محمدؑ علیؑ بیٹھے ہوئے ان کے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں میں نے سوال نامے نکالے بچوں کے لئے ہر مہینے جو جواب دے اُس کو پانچ ہزار روپے انعام پورا سوال نامہ تو اب تک کسی نے حل نہیں کیا تو تیسرے مقابلے میں میں نے سوال رکھا کہ جعفر طیارؑ کی شہادت پر علیؑ نے کیا جملے کہے ایک سوال تھا چھوٹا سا آپ بھی سوچ لیجئے اگر جواب معلوم ہو تو کسی سوال نامے میں یہ سوال تھا تو اِن کی ہمشیرہ بہت ہی کتابوں کا مطالعہ کرتی ہیں اور چاہتی ہیں ہر سوال حل ہو جائے تو انہوں نے جتنے کراچی کے علامہ وعلماء تھے سب کو ٹیلیفون کیا اور کہا یہ ایک سوال ہم سے حل نہیں ہو رہا ہے کہ علیؑ نے جعفرؑ کی شہادت پر کیا الفاظ کہے وہ بتادیجئے کسی نے کہا ایک ہفتے میں بتائیں گے، کس نے کہا ہمیں نہیں معلوم، ہم نہیں بتا سکتے، کسی نے کہا ہم ڈھونڈ رہے ہیں، شام تک بتا دیں گے۔ جب پلٹ پلٹ کر پھر فون ہوئے ایک علامہ نے کہا کہ بھئی ایسا ہے کہ جب اس کا جواب آجائے ہمیں بتا دینا ہم نے تلاش کیا ہم کو نہیں ملا اُس کے بعد اُس کا رزلٹ آؤٹ (Result Out) ہو گیا انعامات بٹ گئے وہ ایک سوال رہ گیا اور کوئی اُس کا جواب نہیں دے سکا تو میں نے یہ کہا کہ جن صاحب نے اُن سے یہ کہا ہے کہ ہم کو اس کا جواب بتا دینا اُن سے یہ کہہ دو کہ الٰہ آباد کی چھپی ہوئی وہ کتاب جو حضرت عباسؑ کی سوانح حیات ہے اور ایرانی کتاب کا ترجمہ ہے جو اکثر آپ کے سرہانے رکھی رہتی ہے اُس کے صفحہ تین سو ستاسی پر اس سوال کا جواب ہے مطالعہ یوں ہو رہا ہے تو ہم تو چاہتے ہیں کہ مطالعہ یوں ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب جعفر طیارؑ کی شہادت

کی خبر آئی تو علیؑ نے کہا'' بھائی تمہارے مرنے سے میری کمر ٹوٹ گئی'' دوسری بار کربلا میں یہ جملہ حسینؑ نے دوہرایا یہ ہے جعفرؑ کی عظمت کہ علیؑ نے یہ جملہ کیوں کہا اس لئے کہا کہ جب پانچویں امام حضرت محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ علیؑ نے اپنا حق کیوں نہیں لیا تلوار سے لڑ کر تو معصوم نے جواب دیا کہ اگر جعفرؑ اور حمزہؑ زندہ ہوتے کیا مجال تھی کہ حق علیؑ کا چھنتا، اب سمجھے جعفرؑ کی عظمت اب سمجھے حمزہؑ کی عظمت، تو اس کو اپنے ہی جملے کو نہ ٹال دیں، دونوں جملوں کو ملائیں امام معصومؑ نے کہا اگر جعفرؑ زندہ ہوتے تو حق نہ چھنتا علیؑ نے کہا ''تمہارے مرنے سے میری کمر ٹوٹ گئی'' عربی میں وزر کے معنی ہیں بوجھ وزیر کے معنی ہیں کمر پر بوجھ اُٹھانے والا، بہت غور سے سنئے گا، بڑی علمی بحث ہے، تھوڑی سی بحث ہے وزیر کے معنی کمر پر بوجھ اُٹھانے والا، موسیٰؑ نے کہا ہمارے لئے ایک وزیر قرار دے، اور ہمارے بھائی ہارونؑ کو بوجھ اُٹھانے والا بنادے ہارونؑ موسیٰؑ کے وزیر بنے۔ آغاز میں محمدؐ نے یہی دعا مانگی تھی کہ ایک وزیر ہم کو دے اے پالنے والے ایک وزیر دے جو میرے بوجھ کو اُٹھا سکے، تو کہہ دو کہہ دو یہ کہہ دو کہ علیؑ تمہارا بوجھ اُٹھانے والا تمہارا وزیر۔ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ○الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ○ (سورۂ الم نشرح آیت ۲ اور ۳) دعوتِ ذوالعشیرہ سے غدیر تک بوجھ اُٹھانے والا، وزیر جو بوجھ کو اُٹھائے تو اب پتہ چلا کمر سے وزیر کا تعلق ہوا کرتا ہے اور وزیر تاریخ میں بھائی ہوا کرتا ہے۔ اگر جعفرؑ بڑے بھائی تو موسیٰؑ کے ہارونؑ بڑے بھائی بڑا بھائی وزیر ہوسکتا ہے اگر قدرت نے تقدیر لکھی تھی کہ علیؑ کو خلافت ملے گی تو جعفرؑ وزیر ہوتے، دیکھئے یہ ایک بڑی عجیب بحث ہے بڑی عجیب بحث ہے اور مصائب کا حوالہ آجائے گا

لیکن میں چاہتا ہوں کہ سمجھا دوں کہ اگر حسینؑ یہ کہیں کہ اے عمر سعد تو نے میری نسل کو قطع کر دیا تو اس کا کیا مطلب ہے ایک بیٹا تو زندہ ہے بیٹا تو زندہ ہے زین العابدینؑ حیات ہیں۔ یہ جملہ کیوں کہا میری نسل قطع کر دی اس لئے کہ معصومینؑ نے کہا کہ اگر علی اکبرؑ زندہ رہتے تو جس طرح حسنؑ کے بعد حسینؑ امام بنے تھے زین العابدینؑ کے بعد علی اکبرؑ کو امامت ملتی دو بھائی پھر امام بنتے یہ جملہ اس لئے کہا کہ ایک بیٹا بچے گا تو لاکھوں سادات ہوں گے ایک سے لاکھوں دوسرا بھی زندہ رہتا تو اُس کو دوگنا کیجیے۔ نسل کا ایک حصہ کاٹ کر منقطع کر دیا لشکرِ یزید نے بالکل ایسا ہی جملہ جعفرؑ کی شہادت پر علیؑ نے کہا کہ اگر یہ میرا بھائی زندہ رہ جاتا تو آلِ ابو طالبؑ کتنی ہوتی، سمجھتے جائیں آپ۔ بڑی عجیب بحث ہے یہ ایک عظمت کی، علم کی وہ بحث ہے کہ جو منظر عام پر نہیں آتی۔ علیؑ نے کہا میری کمر ٹوٹ گئی یہ ہے جعفرؑ کی عظمت اور یہ جعفرؑ کے احسانات اسلام پر کہ پانچ بعثت، بعثت کا پانچواں سال عبادت کا اتنا شوق کہ ہاتھ باندھ کر کہا یا رسولؐ اللہ یہ کافر ہمیں نماز نہیں پڑھنے دیتے، ہم مکے میں نماز نہیں پڑھ سکتے ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم عبادت کریں کسی گوشہ تنہائی میں رسولؐ اللہ نے کہا: جعفرؑ ایسا کرو کہ تم حبشہ چلے جاؤ اور سنو خود بھی جاؤ اور کم سے کم ستاسی اٹھاسی آدمیوں کو ساتھ لے جاؤ جو جانے کو تیار ہوں۔ عورتیں بھی مرد بھی، ستاسی آدمیوں کا قافلہ جعفرؑ کی سرداری میں حبش آ گیا اور جب قافلہ جانے لگا تو ابو طالبؑ نے نجاشی شاہ حبش کو خط لکھا یعنی یہ دنیا کے ملک کے بادشاہوں میں ابو طالبؑ کا احترام ہے کہ اُس خط کو جب اُس نے پڑھا اے نجاشی میرا ایک بیٹا تیری طرف آ رہا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تُو اس کی حفاظت کر اس خط کا اثر یہ ہے کہ جب پہنچے جعفرؑ حبشہ نجاشی

نے بہت احترام کیا تعظیم کی اور جب دربار میں لایا گیا ادھر جعفرؑ آئے اپنے قافلے کو لے کر اُدھر عُمر بن عاص کفارِ مکّہ کا نمائندہ بن کر پہنچا اور اُس نے کہا یہ بھاگے ہوئے لوگ ہیں یہ ہمارے آدمی ہیں یہ ہمارے باغی ہیں انہیں واپس کیا جائے نجاشی نے کہا جب صبح کو دربار ہوگا اور ہم بلائیں گے اُن کو تم بھی آنا، سامنے بات ہوگی۔ سب بادشاہ کے دربار میں آئے جعفرؑ بھی آئے اب کسی میں ہمت نہیں کہ بات کر سکے، حضرت اُمِ سلمیٰؑ فرماتی ہیں کہ وہ رات ہم سب پر بڑی بھاری تھی، لیکن جعفرؑ نے ہم سب سے کہا گھبرانا مت، پریشان مت ہونا ہاں ہاں کیوں نہ کہتا وہ ولی کا بیٹا تھا نبیؐ کا بھائی تھا، ولی کا بھائی تھا اُس نے کہا گھبرانا مت پہنچے شاہانہ انداز سے اور جا کر تخت کے پاس کھڑے ہو گئے وزیر نے کہا دیکھا کتنے سرکش ہیں یہ سجدہ نہیں کیا۔ بادشاہ نے پلٹ کر کہا جعفرؑ تم نے سجدہ

کیوں نہیں کیا کہا ہم ایک معبود کا سجدہ کرتے ہیں سر اُٹھا کر فخر سے سینے کو تان کر کہا ہم ایک کا سجدہ کرتے ہیں ہم ہر ایک کے آگے سر نہیں جھکاتے۔ ہم ایک سے مانگتے ہیں، ایک ایک سے نہیں مانگتے، جعفرؑ کی گفتگو سے خاموش ہو گیا نجاشی۔ عَمر ابن عاص نے کہا یہ ہمارے باغی ہیں، جعفرؑ آگے بڑھے کہا بادشاہ اس سے پوچھ کیا ہم نے ان میں سے کسی کو قتل کیا ہے اُس نے کہا نہیں ہم نے ان کا مال چھینا کہا نہیں ہم نے ان کو پریشان کیا کہا نہیں پھر کونسا ہمارے اوپر جرم عائد کیا ہے، نجاشی لا جواب ہو گیا کہا جعفرؑ جاؤ تمہاری باپ کا خط پا کر ہمیں اطمینان ہے تم پر اعتماد ہے ہماری ریاست میں کوئی تم کو کچھ نہیں کہے گا جاؤ تمہارے ساتھی بھی آزاد تم بھی آزاد، جعفرؑ کی فصاحت بنی ہاشم کی فصاحت تھی جعفرؑ واپس آ گئے، عَمر ابن عاص نے دوسری چال چلی، اُس نے آ کر بادشاہ

سے کہا بادشاہ تجھے نہیں معلوم ان کی جو کتاب قرآن ہے تا اُس میں اِن لوگوں نے عیسیٰؑ کے بارے میں پتہ نہیں کیا کیا کہا ہے اب ظاہر ہے عقیدے کی بات تھی بادشاہ بگڑ گیا، کہا اچھا ہم کل بلائیں گے بھرے دربار میں پھر سب کو بلایا گیا بھرا دربار تھا سنکھ پھکنے لگے راہب بھی سارے اپنے خصوصی لباس میں کھڑے تھے جعفرؑ پھر شان سے آئے اب سنئے گا، ابوطالبؑ کے بیٹے کی فصاحت اور سب سے بڑا اسلام پر احسان کہ کیسے قرآن کی عظمت کو بچایا کیسے دین کو چند جملوں سے بچایا، جعفرؑ قریب آئے بادشاہ کے تو اُس نے کہا تم لوگ ہمارے نبی عیسیٰؑ کے بارے میں کیا کیا کہتے ہو، یہ لوگ بتاتے ہیں بتاؤ تمہاری کتاب عیسیٰؑ کے بارے میں کیا کہتی ہے جعفرِ طیار نے کہا نجاشی سن ''عیسیٰؑ اللہ کا ایک کلمہ تھے اللہ نے اُس کلمے کو کنواری مریمؑ پر اُلقا کیا تھا'' یہ جملہ سننا تھا کہ تنکے کو اُٹھایا اُٹھا کر کہا راہبوں سے کہا سنو یہی انجیل میں بھی لکھا ہے اس تنکے کے برابر بھی قرآن اور انجیل میں فرق نہیں جعفرؑ سچ بولتا ہے، صادق کا بیٹا صادق، قرآن کی تصدیق کرنے والا، نبوت کی تصدیق کرنے والا، تقریر کی تمہید خاتمے پر پہنچی اور تقریر اب اُس منزل پر آگئی کہ جہاں ہم آپ کو بتائیں کہ جعفرؑ کی عظمتیں کیا کیا ہیں اسلام میں۔ اب اور جعفرؑ کی عظمت اُبھرتی ہے، حبشہ میں اسما بنتِ عمیسؑ کے ساتھ اپنی زوجہ کے ساتھ چودہ برس رہے، تین بیٹے پیدا ہوئے سب سے پہلے عبداللہ ابن جعفرؑ پھر عون بن جعفرؑ، پھر محمد بن جعفرؑ تین بیٹے تینوں شجاع بیٹے سب سے بڑا بیٹا رسولؐ کے مشابہ اُس کے بعد عونؑ بن جعفرؑ، جعفرؑ سے مشابے، محمد علیؑ سے مشابہ، رسولؐ نے تینوں بیٹوں کی پرورش کی، عبداللہ ابن جعفرؑ حسن مجتبیٰؑ کے برابر، عون بن جعفرؑ حسینؑ کے برابر، ستاون سال

کی عمر ہے سن اکسٹھ ہجری میں عون بن جعفرؓ دو سال اُن سے چھوٹے، مولا علیؑ نے جوانی میں بڑی بیٹی زینبؑ کی شادی عبداللہ ابن جعفرؓ سے کی تو بارہ سال کی عمر میں اُمِ کلثومؑ کا عقد عون بن جعفرؓ سے کیا ایک ہی دن دونوں بیٹیاں بیاہ کر جعفرؓ کی بہودیں بن کر جعفرؓ کے گھر میں گئیں ایک کا شوہر عبداللہ ابنِ جعفرؓ ایک کا شوہر عون بن جعفرؓ کربلا میں عونؑ بھی تھے شوہر کے ساتھ کربلا میں اُمِ کلثومؑ آئی تھیں، نہ وہ بیوہ ہیں نہ کسی اور کی بیوی ہیں. جب بیوہ نہیں تو کسی اور کی بیوی کیسے اب دنیا پوچھتی ہے وہ اُمِ کلثومؑ کون ہے کہ جس کی نسبت جھوٹی نسبت علیؑ کی طرف دی جاتی ہے، بار بار چھیڑا ہے اس موضوع کو میں نے اپنی تقریروں میں اس لئے کہ ہوش میں آ جائیں مسلمان اس کو کوئی سہل بات نہ سمجھیں۔ سادات پر گالی ہے میں نہیں برداشت کر سکتا، میں بار بار کہوں گا جب تک یہ سلسلہ

اخبارات میں چھپنا بند نہیں ہوگا کہتا رہوں گا، بار بار کہوں گا، اس لئے کہ زہراؑ نے بتایا زہراؑ نے بتایا کہ حق مانگو ملے یا نہ ملے فدک لینے جاؤ، چاہے ظلم ہو، کچھ بھی ہو کلمہ حق ضرور کہو منبر پر۔ کیا ہے پھر یہ کون ہے وہ جس کے لئے کہا جاتا ہے، ایک بی بی اسماء انصاریہ ہیں جو جنابِ سیدہؑ کی کنیز ہیں، اُن کا عقد حضرت ابوبکر سے ہو گیا ساڑھے تین سال اُن کے گھر میں رہیں اسماء انصاریہ اس دوران میں ساڑھے تین برس میں دو بچے پیدا ہوئے پہلے بیٹا پیدا ہوا پھر بیٹی پیدا ہوئی، بیٹا محمد بن ابی بکر، جس کو علیؑ نے پالا، اور پال کر یہ کہا کہ ہے صُلب ابوبکر سے لیکن بیٹا میرا ہے۔ صلب ابی بکر سے لیکن بیٹا میرا ہے۔ بیٹی کا نام اُمِ کلثوم ہے، سمجھ رہے ہیں نا آپ۔ عرب کا دستور تھا کہ کنیزیں گھر میں پلیں یا غیر کے بچوں کو لے کر پالیں ولدیت وہی قرار پاتی تھی، خدیجہؑ کی

کنیزیں زینب رقیہؑ، کلثومؑ بعد میں بیٹیاں کہلائیں، خدیجہؑ کی کنیزیں تھیں زید بن حارثہ غلام خدیجہؑ کا لیکن مدینے والے ابن رسولؐ اللہ کہہ کر پکاریں مثالیں موجود ہیں، قرآن نے انکار کیا سورہ احزاب میں کہ محمدؐ تمہارے مردوں میں کسی کا باپ نہیں ہے اب زید بن حارثہ کو محمدؐ کا بیٹا نہ کہنا قرآن نے گواہی دی کہ ہاں غلاموں کو بیٹا کہا جاتا تھا تو اگر گھر میں پال لیا جائے غیر کے بچے کو تو اُس کو بھی اُسی کا بیٹا یا بیٹی کہا جاتا تھا اب علیؑ کی ایک بیٹی زینب ایک بیٹی اُم کلثومؑ لیکن ذرا سی بحث ہے، علمی اسے سمجھ لیجئے زینب کا نام زینب ہے، کنیت اُمِ کلثومؑ ہے جن کو آپ اُمِ کلثومؑ کہتے ہیں ان کا نام بھی زینب ہے کنیت اُمِ کلثومؑ ہے وہ زینب کبریٰ ہیں یہ زینب صغریٰ ہیں وہ اُمِ کلثومؑ کبریٰ ہیں یہ اُمِ کلثومؑ صغریٰ ہیں، دیکھئے اب تاریخ میں غلط فہمی پھیل رہی ہے، کیسے کیسے غلط فہمی پھیل رہی ہے۔ زینب صغریٰ ایک بیٹی اور اُمِ کلثوم کنیت بھی یہ آ گئی اور اس لئے زینب کی کنیت اُمِ کلثوم کہ بیٹی کا نام اُمِ کلثوم ہے، زینب کے چار بیٹے ایک بیٹی، دو بیٹے یا تین بیٹے کربلا میں شہید ہوئے ایک سے نسل چلی جتنے بھی عرب میں عراق میں ایران میں زینبی ہیں وہ سب جنابِ زینب کی نسل ہیں نسل باقی ہے جنابِ زینب کی یہ تاریخی گفتگو ہے حوالوں سے آپ بات کر سکتے ہیں، منبر سے یہ چیزیں نہیں آئیں اس لئے بچوں اور جوانوں کو سمجھا رہا ہوں، وہ اُمِ کلثوم جو صلبِ ابی بکر سے تھی جس کو علیؑ نے بیٹی بنا کر پالا اُس کی شادی عمر سے ہوئی یعنی حضرت عمر داماد علیؑ نہیں دامادِ ابوبکر ہیں۔

ایک صحابی دوسرے صحابی کا داماد ہے اگر داعلیؑ کی بیٹی کے لئے کہتی ہے تو جھوٹ بولتی ہے بے ادبی کرتی ہے، خاندانِ رسالت سے وہ دونوں بیٹیاں جعفرؑ

کی بہو ویں بنی ہیں کربلا میں اُم کلثومؑ شوہر کے ساتھ موجود ہیں، شوہر نے شہادت پائی ہے عونؑ نام کے چار شہید کربلا میں ہیں ایک عقیلؑ کا بیٹا عونؑ ہے ایک جعفرؑ کا بیٹا عونؑ ہے ایک علیؑ کا بیٹا عونؑ ہے ایک عبداللہ ابن جعفرؑ کا بیٹا عون ہے۔ ایک نام کے کربلا میں بہت سے شہید ہیں تو اُم کلثوم جعفرؑ کی بہو ہیں یہ جعفر طیارؑ سات ہجری تک حبشہ میں رہے جس دن چوبیس رجب کو علیؑ نے ذوالفقار سے مرحب وعنتر و حارث کو دو ٹکڑے کیا جس دن خیبر کے در کو اپنے ہاتھ پر اُٹھایا، جس دن مسلمانوں نے علیؑ کے صدقے میں مال غنیمت کو لوٹا علیؑ دیکھ رہے تھے، مسکرا رہے تھے مالِ غنیمت لُٹ رہا تھا فاتح خیبر خالی ہاتھ جا رہا تھا سواری آ رہی تھی اِدھر سے محمدؐ اور علیؑ چلے اُدھر سے حبشہ سے ابو طالبؑ کا بیٹا جعفرؑ چلا، بہت غور سے سنیں چوبیس رجب سات ہجری میں جعفرؑ مدینے آئے

پورے قافلے کو لئے ہوئے، تقریر قافے پر پہنچ رہی ہے، سات ہجری چوبیس رجب کو جعفرؑ مدینے پہنچے، رسولؐ اللہ خیبر میں تھے، جعفرؑ نے کہا میرا بھائی کہاں ہے، لوگوں نے کہا خیبر کے میدان میں خیبر کی لڑائی ہو رہی ہے، جعفرؑ نے کہا مدینہ مجھے نہیں اچھا لگتا، بغیر میرے بھائی کے میں بھی جاؤں گا خیبر بیٹوں کو لئے ہوئے عبداللہ ابن جعفر بھی ساتھ عونؑ ابن جعفرؑ بھی ساتھ، تمام صحابی بھی ساتھ، تمام عورتیں ساتھ ساتھ خیبر کا رُخ کیا قافلے نے اُدھر جا کر کسی نے اطلاع دی نبیؐ کو یہ اطلاع دی۔ آپ کا بچھڑا ہوا بھائی آپ کا بچھڑا ہوا بھائی حبش سے آ گیا، یہ سننا تھا پا پیادہ ہو گئے گھوڑے سے اُتر گئے جعفرؑ کا استقبال ہم کرینگے دیکھا ابو طالبؑ کے بیٹے کی عظمت محمدؐ کے ایک پہلو میں علیؑ ہیں آگے بڑھ رہے ہیں جعفرؑ کو پتہ چلا نبیؐ پیشوائی کو آ رہا ہے گھوڑے سے کود پڑے آگے بڑھے

ایک بار محمدؐ نے بھائی کو سینے سے لگایا بچھڑے ہوئے بھائی کو دیکھ کر آنکھ سے آنسو بہایا پیشانی پر بوسہ دیا۔ بہت غور سے اگلا جملہ سنئے گا، ایک بار ایک پہلو میں جعفرؑ کو لیا دوسرے پہلو میں علیؑ کو لیا دونوں باہیں دونوں کے گلے میں ڈالیں اور سینے سے لگا کر آواز دی مجھ کو نہیں معلوم کہ مجھے علیؑ کی خیبر کی فتح کی خوشی زیادہ ہوئی یا جعفرؑ کے حبش سے آنے کی خوشی زیادہ ہے۔ (نعرۂ حیدری) اب تاریخ سے پوچھوں کہ تاریخ کہتی ہے کہ پہلو میں بنی عدی اور بنی تیم کے دو بڈھے رہا کرتے تھے اب بتاؤ یہ آفتاب جیسے دو ابوطالبؑ کے جوان بیٹے خوبصورت نبی کے پہلو میں اچھے لگتے ہیں یا بنی عدی اور بنی تیم کے بوڑھے اچھے لگتے تھے۔ دو چاند پہلو میں آفتاب کے۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ○ (سورۂ البلد: ۱ تا ۳) عجیب قسم ہے باپ کی قسم بیٹے کی قسم اور رسولؐ اللہ نے حکم دیا ان سب کو مالِ غنیمت خیبر سے دو۔ جو لڑائی میں شریک نہیں ہوتے تھے انہیں مالِ غنیمت نہیں ملتا تھا، تاریخ اسلام نے کہا یہ پہلا موقع ہے کہ جو لڑائی میں شریک نہیں اُس کو بھی مال ملا اور جعفرؑ کی وجہ سے پورے قافلے کو مال ملا، خیبر کے مالِ غنیمت سے مال ملا رسولؐ اللہ جعفرؑ کو لئے ہوئے علیؑ کو لئے ہوئے مدینے آئے آٹھ ہجری اور واپسی کے بعد کل دس مہینے جعفرؑ حیات رہے دس مہینے گزرے تھے کہ موتہ کی لڑائی چھڑ گئی، پہلی لڑائی جو اسلام اور رومیوں سے ہوئی وہ لشکر جو موتہ گیا تین ہزار کا لشکر تھا ایک لاکھ کے مقابلے میں اُس کے سردار جعفر طیارؑ تھے، طیار لقب اسی لڑائی میں پایا اور جب لڑنے کے لئے چلے تو رسولؐ اللہ نے حکم دیا تمہارا سردار جعفرؑ ہے اور اگر وہ شہید ہو جائے تو اُس کے

بعد زید بن حارثہ کو سردار قرار دے لینا موتہ شام اور اُردن اور فلسطین کی سرحد پر لڑائی ہوئی اور اتنی شجاعت سے لڑائی ہوئی کہ عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں میں اُس لڑائی میں تھا اور جب میں نے بعد شہادت زخموں کو گنا جعفرؓ کے جسم پر نوے زخم تھے اور ایک بھی زخم پشت پر نہیں تھا یہ ہے ابو طالبؑ کا بیٹا شجاع بیٹا نوے زخم اور ایک بھی زخم پشت پر نہیں تھا لڑائی ہو رہی تھی لڑائی موتہ کے میدان میں تھی رسولؐ اللہ گھر سے نکلے منبر پر آئے مدینے والوں کو آواز دی آؤ ذرا میری بات سنو، لوگ آ گئے کہا سنو سنو میں دیکھ رہا ہوں موتہ کے میدان میں جعفرؑ لڑ رہے ہیں علم لئے ہوئے لڑ رہے ہیں جعفرؓ علمدار ہیں جعفرؓ سردار ہیں لڑ رہے ہیں اور دیکھو بڑی شجاعت سے لڑ رہے ہیں دیکھو اب جعفرؓ گھوڑے سے اترے ہیں اب پیدل لڑ رہے ہیں اور ایک بار آواز دی جعفرؓ کا سیدھا ہاتھ کٹ گیا علم کو

دوسرے ہاتھ میں لیا ہے تھوڑی دیر کے بعد کہا لو جعفرؓ کا دوسرا ہاتھ بھی کٹ گیا، علم گر گیا جعفرؓ کے لہو میں علم کا پھریرا رنگین ہو گیا، آنکھ سے آنسو بہتے جا رہے ہیں، اے اہلِ مدینہ دیکھو میرا بھائی شہید ہو کر گر گیا اور یہ کہہ کر آنسو پونچھے منبر سے اُترے منبر سے اترے لوگ منتشر ہو گئے لیکن اب رسولؐ کا رُخ اپنے گھر کی جانب نہیں اب جعفرؓ کے گھر کا رُخ ہے۔ بہت غور سے سنئے۔ چہلم کی شب ہے سیدھا رُخ کیا جعفرؓ کے گھر کی جانب دروازے کو کھولا۔ اسماء بنت عمیسؓ خود راوی ہیں کہتی ہیں میں آٹا گوندھ رہی تھی ایک بار میں نے دیکھا باحالِ پریشان پیغمبرؐ میرے گھر میں آئے میرے تینوں بچے صحن خانہ میں کھیل رہے تھے، آتے ہی ایک بار تینوں بچوں کو آواز دی، عبداللہؓ میرے پاس آؤ، عونؑ میرے پاس آؤ، محمدؐ میرے پاس آؤ، اسماء کہتی ہیں میں نے دیکھا یوں تو بچوں پر بہت

شفقت کرتے تھے لیکن آج تینوں بچوں کو ایک ساتھ سینے سے لپٹا لیا بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے آٹا گوندھتے گوندھتے میں نے گھبرا کر دیکھا دوڑ کر آئی میں نے کہا یا رسول اللہؐ میرے وارث کی خیر میرے والی کی خیر آنسو بہا کر کہا اسماء تیرا شوہر مارا گیا جعفرؑ شہید ہو گئے اسماءؑ کہتی ہیں میری چیخ نکل گئی۔ اگلے جملے سنیں گے، ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ باہر صحن خانہ کا دروازہ کھلا رسولؐ کی بیٹی فاطمہ زہراؑ نے ہائے چچا ہائے چچا کہہ کر اپنے آپ کو صحن خانہ میں گرا دیا، بھتیجی آئی ہے، چچا کو رونے آئی ہے بیٹی کا بازو پکڑ کر اُٹھایا، سینے سے لگایا کہا ہاں فاطمہ جعفرؑ پر رونے والیوں کو اس ہی طرح رونا چاہئے، مدینے کی عورتوں سے کہو میرے بھائی کا ماتم کریں، بلاؤ زہراؑ سب کو صفِ ماتم بچھاؤ جعفرؑ کا ماتم کرو، ،میرے مہاجر کا ماتم کرو میرے مجاہد کا ماتم کرو، میرے شجاع کا ماتم کرو میرے علمدار کا ماتم کرو، مدینے میں علمدار کا ماتم کر کے بتایا کہ علمدار کا ماتم کرنا سنّتِ نبیؐ ہے ایک ہفتے ماتم ہوا مدینے میں جعفرؑ کا اور ایک بنیاد رکھی کہا زہراؑ تین دن تک اپنے گھر سے کھانا پکا کر اسماءؑ کے گھر لے جانا اسماءؑ کے گھر میں چولھا نہ جلنے دینا گھر سے دھواں نہ اُٹھے اُنہیں روٹی نہ پکانا پڑے آپ نے دیکھا آج رسم بن گئی غمی کے گھر میں کھانا دوسرے گھر سے آتا ہے، رسولؐ نے بنیاد رکھوائی جعفرؑ کا ماتم کیا کوئی اور چچا یاد آیا آپ کو کوئی بھتیجی اور یاد آئی کیا کوئی اور علمدار یاد آیا چہلم کی رات ہے کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے آپ خود ہی روئیں گے کل میں نے تقریر کہاں پہ چھوڑی تھی، اسیر دربار میں آ گئے سب کے سر آئے شمر نے سروں کا نذرانہ دیا جب عباسؑ کا سر آیا سکینہؑ نے پکارا چچا بلوے میں سکینہؑ کھڑی ہے دیکھو پھوپھی کے سر پر چادر نہیں قیدی دربار میں آ گئے کل یہاں

تک پہنچا تھا کل یہاں تک پہنچا تھا ابھی علم آئیں گے، ابھی تابوت آئے گا ابھی ذوالجناح آئے گا ابھی اس کا حوالہ دے کر آپ کے سامنے عرض کروں گا قیدی آ گئے قید خانے میں ایک سال قید میں گزرا ایسی راتیں تاریک راتیں، قید خانے میں ہوا کا گزر نہیں پانی نہ آئے، کھانا نہ آئے، بی بی نمازِ شب بیٹھ کے پڑھتی ہے سیّد سجادؑ نے پوچھا تو فرمایا کچھ نہیں کھاتی کچھ نہیں پیتی اپنے حصے کا پانی بچوں کو پلاتی ہوں شام کی عورتوں نے رونے کی صدائیں سنیں قید خانے کے دروازے پر آئیں ملکِ شام کے، گھر گھر کی عورتوں کو جب معلوم ہونے لگا سر پر چادر ڈال کر بچوں کو گودیوں میں لے کر قید خانے کے دروازے پر آئیں اور جب بی بیاں شام کی عورتیں قید خانے کے دروازے پر آئیں تو سکینہؑ بی بی در پر آئیں اور آ کر کہا شام کی رہنے والیوں تمہاری گودیوں میں بچے ہیں تمہارے

وارث تمہارے گھر میں موجود ہیں، تمہارے بچوں کے سروں پر تمہارے شوہروں کا سایہ ہے، ہم بھی ایک وارث رکھتے تھے، ہمارا چاہنے والا چچا تھا آج کوئی وارث نہیں سکینہؑ بی بی کربلا کی کہانی سناتی تھیں بی بی مدینے سے کربلا تک کی داستانِ غم مسلسل سناتی تھیں، ایک دن اور آیا شام کی عورتیں آئیں آ کر آواز دی آؤ بی بی ہم کربلا کی کہانی سننے آئے ہیں آؤ ہم منتظر ہیں جواب نہ ملا بڑی دیر ہو گئی ایک بار زنجیروں کے جھنکاروں کی آواز آئی قیدی آیا کہا شام کی رہنے والیو جو کربلا کی کہانی سناتی تھی وہ مدات کو مر گئی وہ دیکھو ننھی سی قبر بن گئی اب وہ کہانی سنانے نہ آئے گی اب سکینہؑ نہ آئے گی۔ دو چار جملے۔ زہراؑ کو پرسہ دیا آپ نے آوازیں بلند ہو گئیں چہلم کی رات چہلم کی رات ہے، ہاں سکینہؑ کا مرنا شام میں انقلاب لایا یزید کا قصر گھیر لیا گیا۔ شام کے لوگوں نے پوچھا یزید

کون مر گیا قید خانے میں کونسی بچی مر گئی ارے یہ کیسا ظلم ہے، شام میں بغاوت کے آثار نظر آنے لگے اُس کو نیند نہیں آتی، آنکھ بند کرتا تو رسُولؐ کہتے یزید میرے بچوں نے کیا خطا کی تھی کب تک ان کو قید رکھے گا، کب تک انہیں قید رکھے گا، اُٹھ اُٹھ کر راتوں کو روتا ہے، تنہائی میں روتا ہے سر کے بالوں کو نوچتا ہے عاجز آ کر پریشان ہو کر حکم دیا ذرا سیّد سجادؑ کو بلاؤ حکم آیا پھوپھی نے کہا بیٹا میں تنہا نہ جانے دونگی بیٹا میں بھی ساتھ چلوں گی کہا پھوپھی اماں گھبرائیں نہ مجھے کچھ نہیں ہوگا مجھے جانے دیجیئے۔ دیکھوں حاکم نے کیوں بلایا ہے دربار میں آئے دربار بھرا تھا، سیّدِ سجادؑ جا کر بیٹھ گئے زنجیروں میں خار دار طوق میں، حداد بلایا گیا حکم دیا زنجیروں کو کاٹو، ہتھکڑیاں کاٹو بیڑیاں کاٹو، طوق خار دار کاٹو زنجیریں کٹیں مگر عمر بھر گلے کا نشان نہ گیا، گلے میں شالِ عزا لپیٹے ہوئے مدینے آئے تھے، محمد حنفیہؓ نے جب گلے لگایا تھا کہا چچا ذرا آہستہ چچا ذرا آہستہ گلے لگاؤ۔ زنجیریں کٹ گئیں بہت اطمینان سے سکون سے آپ بھی تھک گئے میں بھی تھک گیا لیکن آخری جملے پرسہ دے لیں چہلم کی رات ہے زنجیریں کٹ گئیں کہا کیوں بلایا ہے، اتنی دیر میں یزید نے غلاموں کو حکم دیا کچھ صندوق لا کر رکھے گئے صندوق کھول دیئے گئے زر و جواہر سے بھرے صندوق ہاتھ باندھ کر کہا یزید نے اے حسینؑ کے بیٹے اس کو قبول کیجئے، سیّد سجادؑ نے کہا کیا ہے، یزید نے کہا آپ کے بابا کا خون بہا سید سجادؑ کی آنکھ سے آنسو بہنے لگے، کہا یزید میں کون خون بہا لینے والا، محشر میں یہ زر و جواہر میرے جد رسولؐ کو دینا، میرے جد رسولؐ خدا کو دینا، کیوں بلایا ہے کہا ہم نے آزاد کیا چاہو تو مدینے جاؤ، چاہو تو کربلا جاؤ تو بے اختیار کہا یزید جب تک پھوپھی اماں سے نہیں

پوچھوں گا میں کچھ نہیں کہہ سکتا واپس آئے، پھوپھی اماں ہم کو یزید نے آزاد کر دیا ہم کو آزاد کر دیا، کہاں جائیں گی کربلا جائیں گی پھوپھی یا مدینے جائیں گی تو بے اختیار کہا بیٹا ابھی تو دل بھر کے میں بھائی کو روئی بھی نہیں، یزید سے کہو ایک مکان خالی کرے مکان خالی ہوا۔ تقریر کے آخری جملے۔ ایک بار کہا سیّدِ سجادؑ، یزید سے کہو اس گھر پر کالا پرچم لگے شام کی عورتوں کو اجازت ہو کہ تعزیت کو آئیں، بھائی کا ماتم ہوگا پہنچیں اُس گھر میں پہنچیں آخری جملہ سنیئے ایک بار صفِ عزا بچھوا دی شام کی عورتیں آنے لگیں کہا بیٹا سیّد سجادؑ اب یزید سے کہو جہاں اتنا کیا ہے لوٹا ہوا سامان واپس کرے ہمارے عزیزوں کے سر واپس کرے سر واپس آئے لٹا ہوا سامان واپس آیا سب کچھ ہٹا دیا ایک بار سامان میں سے ایک جلی ہوئی مسند نکالی تقریر کے آخری جملے۔ مسند کو ایک بلند جگہ پر بچھایا، بچھا کر بھتیجے کے سامنے آئیں کہا بیٹا اس پر بیٹھو کہا پھوپھی اماں کیا بات ہے کہا بیٹھو بیمار بیٹا جا کر بیٹھا ہاتھ باندھ کر سامنے آئیں کہا بیٹا عاشور کو ہاتھ بندھ گئے میں تمہاری یتیمی کا پُرسہ نہ دے سکی، آج ہاتھ کھُلے ہیں تو باپ کا پُرسہ لو باپ کا پُرسہ لو بیٹا تعزیت لو پھوپھی ماتم کرتی ہے تیرے باپ کا ماتم، میرے بھائی کا ماتم۔ ماتم حسینؑ!

نویں مجلس

محسنینِ اسلام

حضرت علیؑ اور علم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"تمام تعریفیں اللہ کے لیے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے"

عشرۂ چہلم کی نویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں، عشرہ کی الوداعی تقریر کل انشاء اللہ اپنے صحیح وقت پہ شروع ہوگی آج چہلم کا روز تھا اور ظاہر ہے کہ جلوس کے تھکے ہوئے ماتم دار سوز خوان اس لئے مجلس ذرا تاخیر سے شروع کی گئی ورنہ اپنے صحیح وقت پہ جس طرح مجلسیں شروع ہو رہی تھیں اُسی طرح کل شروع ہوگی۔ اپنے موضوع "محسنینؑ اسلام" کے ذیل میں آج نویں تقریر ہے، لیکن ہم اب تک آلِ ابوطالبؑ سے باہر نہیں آئے اُن کے احسانات کا ذکر ابھی تمام نہیں ہوا احسان کم ہوں جب محدود تقریریں ہوں نا! احسانات اتنے وسیع ہیں کہ ایک عشرے میں صرف آلِ ابوطالبؑ کو نہیں سمیٹا جا سکتا تا کہ اُس کے بعد ابھی سلمانِ فارسیؓ ہیں ابوذرؓ ہیں مقدادؓ ہیں عمارِ یاسرؓ ہیں کمیلؓ، حذیفہؓ ہیں بے شمار اصحاب نبیؐ ہیں اور اُس کے علاوہ ازواجِ نبیؐ ہیں جن کا ایک مختصر ذکر ہم نے ایک تقریر میں کر دیا تھا، صحابیات ہیں پھر اُس کے بعد اصحابِ علیؑ

ہیں، مالکِ اشترؒ ہیں محمد بن ابی بکرؒ ہیں، قنبرؒ ہیں پھر اُس کے بعد اولادِ علیؑ ہیں، عونؑ بن علیؑ ہیں، محمد حنفیہؒ ہیں، عمران بن علیؑ ہیں، عباس بن علیؑ ہیں اُن کے بھائی ہیں کل جعفر طیارؑ کا ذکر تھا اُن کے بیٹے عبداللہ ابن جعفرؑ ہیں، عون بن جعفرؑ ہیں، محمد ابن جعفرؑ ہیں پھر جناب عقیلؑ ہیں اُن کے بارہ بیٹے ہیں، موسیٰ بن عقیلؑ جعفر بن عقیلؑ عون بن عقیلؑ علی بن عقیلؑ، عبدالرحمن بن عقیلؑ، مسلم بن عقیلؑ، یہ سب وہ شخصیات ہیں کہ جن کا ذکر منبر پر تو کیا کتابوں میں بھی تلاش کریں تو ملنا ناممکن ہے، ہم نے طے کیا کہ ہم منظر عام پر ان چیزوں کو لائیں اور کل الوداعی تقریر ہے ہمیں کس طرح آگے بڑھنا ہے ہمارے لئے کتنی مشکلات ہیں اس موضوع میں آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا، محدود وقت اُسی میں سب کچھ کہنا پھر اہم چیز جو ہوتی ہے اِن ایام میں وہ مصائب ہوتے ہیں اُس کا بھی خیال رکھنا ہوتا ہے تو یہ جو نام میں نے گنوائے اور جو چیزیں رہ گئیں جو لوگ شائق ہوں گے جن کا ذوق اعلیٰ ہوگا جنہیں تجسس ہوگا جو سننا چاہیں گے انشاء اللہ اٹھائیس صفر سے سات ربیع الاوّل تک چہاردہ معصومین انچولی کے امام بارگاہ میں آٹھ بجے سے میں جو تقریریں جناب مختار پر کر رہا ہوں اُس کے ذیل میں آدھی تقریر ان شخصیات پر اور آدھا وقت ہمارا صَرف ہوگا جنابِ مختارؒ کے ذکر پر اور جناب مختارؒ پر بھی قاتلانِ حسینؑ کے عنوان پر پچھلے سال یہ عشرہ میں نے پڑھا تھا جو ریسرچ (Research) رہ گئی تھی پچھلے سال، اُس کو میں جدید انداز سے اس سال وہاں پیش کر رہا ہوں، (نعرہ صلوٰۃ) آج کی یہ نویں تقریر ہے اور میرے لئے اتنی شخصیات، میرے لئے بڑی مشکل ہے کہ میں کیا کروں ایک بچے نے اسٹوڈنٹ (Student) ہے اور روزانہ پابندی سے مجلس سن رہا ہے، آج اُس

نے ایک کتاب ہمیں لا کر دی جو اُس کے اسکول میں تقسیم کی گئی تو اس نے دو چیزوں پر ہماری توجہ مبذول کروائی جس میں ایک چیز تو یہ ہے کہ اس میں صاف صاف یہ لکھا ہوا ہے کہ جب جبریل امینؑ آئے پیغمبرؐ کے پاس اور کہا اقراء پڑھو تو آپ نے کہا میں کیا پڑھوں نہ مجھے پڑھنا آتا ہے نہ مجھے لکھنا آتا ہے۔ اس جملے کا جواب نہیں دینا ہے مجھے اس لئے کہ ایک تقریر اس موضوع پر پچھلے سال تیئس صفر کو غمخوارانِ عباسؑ کی شب بیداری میں کر چکا ہوں، اُس کا ریکارڈ موجود ہے ویڈیو بھی موجود ہے جو صاحب چاہیں اُس کو دیکھ لیں کہ رسولؐ کو پڑھنا آتا تھا یا نہیں آتا تھا، لکھنا آتا تھا یا نہیں آتا تھا اس سے پہلے بھی میں اس موضوع پر بول چکا ہوں اس وقت صرف بات یہ کہنا ہے کہ جب مسلمان فخر کے ساتھ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا کہ میں شہرِ علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں اس حدیث کی موجودگی میں بار بار یہ جملہ مسلمان اپنی کتابوں میں لکھ کر بچوں کے ذہنوں کو کیوں خراب کرتے ہیں کہ حضورؐ نے یہ کہا کہ مجھے نہ لکھنا آتا ہے نہ پڑھنا آتا ہے، اگر علم سے دو چیزوں کو مائنس (Minus) کر دیں آپ لکھنے اور پڑھنے کو تو علم کتنا رہا پھر علم کیا چیز ہے۔ (نعرۂ حیدری)

رسولؐ اللہ کہہ رہے ہیں کہ میں شہرِ علم ہوں تو شہرِ علم میں نہ لکھنا شامل نہ پڑھنا تو لکھنے پڑھنے کے دو ہی علم کے طریقے ہیں یہ علم جو ہے اس کا اظہار لکھنے سے ہوگا یا پڑھنے سے ہوگا جب وہ پڑھے گا نہیں لکھے گا نہیں تو پھر علم کیسا ایک ہی چیز بچی کہ وہ بول رہا ہے تو اُس کی جو قوتِ گویائی ہے جو اُس کی قوتِ نطق ہے کم از کم اُس سے اندازہ لگالیں مسلمان کہ جو کچھ بول رہا ہے کیا وہ اُس کو پڑھ نہیں سکتا تھا یا اسے لکھ نہیں سکتا تھا، تو ہم کیوں ختمیٔ مرتبت کی حیات کے اُن گوشوں کو تلاش

کریں کہ وہ لکھنا جانتے تھے کہ نہیں پڑھنا جانتے تھے یا نہیں اس پہلو پر میں تقریر کر چکا تحقیق کے ساتھ میں نے تقریر کی تھی، بات صرف اتنی ہے کہ اگر یہ کہہ دیتے کہ میں شہرِ علم ہوں تو آپ یقین کریں کہ پھر ہم جواب اس کا نہیں دے سکتے تھے کہ آیا اُنہیں لکھنا آتا تھا یا نہیں، پڑھنا آتا تھا یا نہیں، لیکن ایک قید لگا دی کہ اُس شہر کا دروازہ علیؑ ہے، اگر علیؑ کو لکھنا آتا ہے تو نبیؐ کو بھی لکھنا آتا ہے اگر علیؑ کو پڑھنا آتا ہے تو نبیؐ کو بھی پڑھنا آتا ہے۔ اس لئے کہ پہلے دروازے کو پہچانو، کیا کوئی مسلمان اس سے انکار کرے گا کہ علیؑ کو لکھنا نہیں آتا تھا علیؑ کو پڑھنا نہیں آتا تھا۔ اسی لئے کہا تھا اور جہاں کہیں بھی مالکِ کائنات نے قرآن میں اپنے حبیبؐ کا ذکر کیا تو اُس ذکر میں کوئی بھی آیت ہو اُس کی مدح میں علم ہے خالی نہیں ہے، سنا ہے کلام میں آیت تھی۔ یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ اور پہلے دن میں کہہ چکا کہ قرآن حکیم ہے حکیم یعنی جس کے مقابل دلیل نہ آسکے قرآن حکیم ہے تو حبیبؐ بھی حکیم ہے یعنی اُس کے مقابل بھی کوئی چیز نہیں آسکتی۔ غور کیا آپ نے یعنی قرآن کے مقابل کوئی نہیں آسکتا، حبیبؐ کے مقابل کوئی نہیں آسکتا، جس کو لکھنا آتا ہے وہ مقابل آسکتا ہے یا نہیں جسے پڑھنا آتا ہے وہ مقابل آسکتا ہے یا نہیں۔ اس لئے کہ لکھنے اور پڑھنے والا جب مقابل آئے گا تو حبیبؐ کہے گا کہ نہ مجھے لکھنا آتا ہے نہ پڑھنا وہ جیت گیا یہ ہار گیا۔ حالانکہ یہ حکیم ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ حکیم کو لکھنا بھی آئے گا پڑھنا بھی آئے گا، نبیؐ اکرم سے برتر کوئی نہیں ہوسکتا پھر آگے کی آیت اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ تم مرسلین میں سے ہو کیوں اصرار ہے اس لئے اصرار کہ سورہ رعد میں مالک کائنات نے کہا وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا

یعنی یہ تمام کافر یہ کہہ رہے ہیں کہ تو مرسل نہیں ہے تمام کافر یہ کہہ رہے ہیں۔ اب آپ دیکھیں یہاں اصرار تو مرسل نہیں ہے تو مرسلین میں سے نہیں ہے کیا کہہ رہے ھیں۔ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا یہ کافر یہ کہہ رہے ہیں کہ تو مرسل نہیں ہے اور اُس کے بعد کی آیت قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا امر بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ (سورہ الرعد، آیت ۴۳) ان سے کہو ان سے کہہ دو اگر یہ تمہیں مرسل نہیں مان رہے ہے تو نہ مانیں یہ کافر نہ مانیں اس لئے کہ تمہاری رسالت پر دو گواہ کافی ہیں ایک خدا دوسرا وہ جس کے پاس علمِ کتاب ہے (نعرۂ حیدری) یعنی وہاں اسرار إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ تو مرسل ہے، دوسری آیت جب آئی وہاں پر علم کا ذکر آ گیا یعنی نبی کی شان میں کوئی آیت ایسی نہیں جس میں علم کا ذکر نہ ہو تو جہاں علم کا ذکر ہوگا یہ کیسے کہہ سکتا ہے مسلمان کہ اُس کو لکھنا آتا تھا نہ پڑھنا آتا تھا۔ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا امر بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ (سورۂ الرعد، آیت ۴۳) وہ گواہ جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے۔ پوری کتاب کا علم ہے اُسے کیسے پہچانیں وہ کون ہے جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے اکثر تقریروں میں عرض کر چکا تمہیدی منزلوں سے گزر رہا ہوں اس لئے پھر وہ مثال دے رہا ہوں مجھے آگے جانا ہے۔ جنابِ سلیمانؑ کا دربار سجا ہوا تھا، جنّ اور عفریت سب موجود تھے ایسے میں اطلاع ملی کہ بلقیس کا تخت ملک صبا سے چل چکا ہے آواز دی سلیمانؑ نے کون ہے جو بلقیس کے تخت کو لائے جِنوں سے پوچھا وزرا سے پوچھا انہوں نے کہا ہم لائیں گے، نبیؑ نے کہا کتنی دیر میں کہا آپکا دربار برخواست نہیں ہوگا ہم لے آئیں گے، طبعِ نازک پر بار ہوا کہا اتنی دیر میں اتنی دیر میں تو اب قرآن یہ

کہتا ہے، سورہ نمل میں ارشاد ہوا کہ پہلو میں وہ موجود تھا جو وزیر اعظم بھی ہے اور چچا زاد بھائی بھی ہے اُس نے کہا قَالَ الَّذِی وہ بولا جو پہلو میں موجود تھا وہ بولا قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ (سورۂ نمل، آیت ۴۰) وہ گواہ جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے یہ گواہ جس کے پاس تھوڑا سا علم تھا اُس نے کہا میں لاؤں گا حضرت سلیمانؑ نے کہا کتنی دیر میں آصف بن برخیا نے کہا چشم زدن میں پلک جھپکے گی تخت آئے گا، پلک جھپکے گی تخت آئیگا، تفسیر میں مفسرین نے لکھا کہ سلیمانؑ کی پلک جھپکی تھی تخت سامنے تھا، صرف کہا تھا آصف بن برخیا نے کہ میں لاؤں گا تخت سامنے تھا، سلیمانؑ سے پوچھئے کہ نبی تم ہو پرندوں کی بولی تم جانتے ہو کائنات پر حکومت تمہاری ہے ملکِ عظیم تمہارے پاس ہے، کوئی پتّا ہلتا نہیں بغیر تمہارے حکم کے تم ملک سبا سے خود ایک تخت نہیں لا سکتے محتاج ہو گیا تو نبی کہے گا میں بتانا چاہتا ہوں دنیا کو کہ وزیر کو پہچانو۔ جب وزیر ایسا تو بادشاہ کیسا نبی کیسا یہ علم کا در ہے اور تھوڑا سا علم ہے تو جب سلیمانؑ کا وزیر ایسا کہ بیت المقدس تک یمن سے تخت لے آئے چشم زدن میں تو جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے وہ مدینے سے خیبر جائے پلک جھپکتے میں نادِ علی کی آواز پر۔ (نعرہ صلوٰۃ) تمہیدی منزلوں سے میں آگے بڑھ رہا ہوں، مجھے معلوم ہے آپ تھکے ہوئے ہیں میں بھی تھکا ہوا ہوں اور ظاہر ہے کہ آج عشرے کی نویں تقریر ہے فریضے کو ادا کرنا ہے علم کی منزل پر اس لئے باب علم کہہ کر بات صاف کر دی کہ کبھی شک نہ کرنا کہ مجھے لکھنا آتا تھا یا نہیں پڑھنا آتا تھا یا نہیں مثال میں نے اس لئے دی ہے کہ باب کو دیکھ کر شہر کو پہچاننا اور یہ نہیں کہ اگر علیؑ دنیا سے چلے جائیں تم یہ سمجھو کہ باب بند ہو گیا نہیں قیامت تک یہ دروازہ علم کا کھلا

رہے گا کھلا رہے گا یہ دروازہ۔

اوّلنا محمد و اخرنا محمد اوسطنا محمد و کلنا محمد

یہ سب محمدؐ ہیں، پہلا بھی محمدؐ آخر بھی محمدؐ درمیان میں بھی محمدؐ، یہ سب محمدؐ ہر عہد کا دروازہ دے کر جا رہا ہوں، ہر عہد کا دروازہ دے کر جا رہا ہوں اور میرا دروزہ کس عمر میں دیکھنا چاہتے ہو بارہ سال کی عمر میں دروازے کو پہچانو گے اُنیس سال کی عمر میں پہچانو گے، چوبیس سال کی عمر میں پہچانو گے، جاؤ ملکِ جابلقا جاؤ تنہا جاؤ جاؤ بتاؤ علم کا دروازہ کیا ہے عیسائیوں کو بتاؤ یہودیوں کو بتاؤ مسلمان تو سمجھیں گے جب چودہ صدیاں آہستہ آہستہ گزریں گی، کبھی تو بات سمجھ میں آئے گی، ابھی عیسائیوں کو سمجھاؤ، یہودیوں کو سمجھاؤ چوبیس سال کی عمر میں گئے علم کا دروازہ بتائے گا، پہنچے اب گئے تو تنہا گئے گھر سے نکلتے تو ذوالفقار لے کر نکلتے لیکن ذوالفقار لے کر نہیں گئے اُس دن پہنچے اُس ملک میں جس دن عیسائیوں کا جشن تھا، اُن کا سالانہ جشن میدان میں رعایا جمع تھی بادشاہ بھی آیا تھا اور سو سال پرانا راہب بھی آیا تھا پلکیں جھکی ہوئی سفید ریش بڑھی ہوئی، گردن جھکی ہوئی، کمر خم پہنچا ہوا، ریاضت کیا ہوا، راہب وہ آئے قوم کو درس دے اُس کے درس پر لوگ چیخ چیخ کر روئیں، سال بھر کے بعد راہب کی شکل قوم دیکھے بادشاہ کے پہلو میں تخت کے پاس بیٹھے، جشن شروع ہوا، بادشاہ کے پہلو میں راہب آیا سناٹا ہو گیا تقریر کا آغاز نہیں ہوتا بادشاہ نے مڑ کر کہا راہب آج تو نے بڑی دیر لگا دی آج تو نے بڑی دیر لگائی کبھی تو ایسا نہیں ہوا، کہ اتنی دیر ساکت بیٹھا رہے، تیرا درس نہ شروع ہو، جھکی ہوئی پلکوں کو اُٹھایا کہا بادشاہ کیا بتاؤں جب سے آیا ہوں اس مقام پر بار بار بولنا چاہتا ہوں زبان کو لکنت

ہے زبان کو لکنت ہے چپ ہو گیا بادشاہ نے کہا تو تو بڑا پہنچا ہوا ہے تیری عبادتوں پر تیری ریاضتوں پر قوم کو ناز ہے، تو تو بغیر دیکھے علمِ غیب کی باتیں بتاتا ہے، بتا یہ لکنت کیوں ہے تیری زبان میں جلال آیا راہب کو ایک بار مجمع پر نظر ڈالی اور ایک مقام پر نظر ٹھہر گئی کہا بادشاہ وہ سامنے جوان کھڑا مسکرا رہا ہے اس کی موجودگی میری زبان میں لکنت کا باعث ہے، بادشاہ نے کہا بلاؤ اس جوان کو بلاؤ، مسکراتا ہوا چوبیس سال کا جوان قریب آیا، ایک ایک لفظ پر غور کیجئے گا، قریب آیا جوان بادشاہ نے کہا کون ہو کیا نام ہے کہا میرا نام ایلیا ہے، مسکراہٹ برقرار جو علم کی شان ہے یعنی وہ علم جو مسکرا کر ادا ہو۔ جو سقراط نے کہا تھا وہ بہتر ہے اُس علم سے کہ جس پر غرور ہو، مسکراہٹ برقرار۔ میرا نام ایلیا ہے کیا پوچھوں پوچھوں اس جوان سے خیبر میں گئے مرحب نے پوچھا نام تو کہا حیدر کسی یہودی نے پوچھا کہا میرا نام شنشب، آج نام پوچھا عیسائیوں نے تو کہا ایلیا یہ بات کیا ہے مختلف جگہوں پر مختلف نام کیوں بتاتے ہو تو وہ جوان کہے گا تم کیا جانو سیاست الٰہیہ تم تو یہ کہتے ہو کہ علیؑ کا دور نا کامیاب، سیاست نہیں آتی تھی یہ ادنیٰ سا نمونہ ہے تم کیا سمجھو گے حیدرؑ نام اس لئے بتایا کہ جوانی میں مرحب نے خواب دیکھا تھا کہ حیدرؑ نے اس کے سینے کو پھاڑا ہے، اس لئے خیبر میں حیدر نام بتایا۔ (نعرہ حیدری) یہودیوں سے شنشب نام اس لئے بتاتا ہوں توریت میں میرا نام شنشب ہے، آج میں نے اپنا نام ایلیا اس لئے بتایا کہ انجیل میں میرا نام ایلیا ہے۔ ایلیا ہے میرا نام، نام سننا تھا کہ بادشاہ کو حیرت ہوئی ایک بار راہب چونکا پلکیں اُٹھائیں کہا تیرا نام ایلیا ہے کہا ہاں کون ایلیا ہم نے یہ نام اپنی انجیل میں پڑھا ہے کہا ضرور پڑھا ہوگا، ضرور پڑھا ہوگا کہا ہم نے انجیل

میں پڑھا ہے ایک نبی عرب میں آئے گا اُس کا نام احمدؐ ہوگا اُس کے جانشین وزیر کا نام ایلیا ہوگا کیا تم وہ ایلیا ہو، کہا ہاں وہی ایلیا ہوں وہی ایلیا، تو اُس نے کہا تم وہ ایلیا ہو کیا ظہور ہوگیا، کہا تیرے سامنے موجود ہوں کہا میں نے انجیل میں پڑھا ہے کہ اُس احمدؐ کا جانشین ایلیا جو آئے گا، دیکھئے آیت نہ بھولئے گا، پوری تقریر میں قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ (سورۃ الرعد آیت ۴۳) دو گواہ کافی ہیں ایک اللہ اور ایک وہ جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے، قدرت کا کمال دیکھئے اپنے نام سے جوڑ کر اُس کا نام رکھا ہے میں گواہ دوسرا گواہ دونوں برابر کے، اُس سے پوچھو ہم نہیں بڑھاتے، اُس سے پوچھو کہ اذان میں اپنے نام کے ساتھ حبیبؐ کا نام کیوں رکھا تو یہاں گواہی میں وزیر کا نام ساتھ رکھا پوری کتاب کا علم ہے یہ لفظ یاد رکھئے پوری کتاب کا علم اُس کے پاس ہے، راہب نے کہا ہم نے انجیل میں یہ پڑھا ہے کہ وہ ایلیا جو وزیر ہوگا نبیؐ کا۔ اُس کے پاس توریت، زبور، انجیل، قرآن چار کتابوں کا علم ہوگا، علم الکتاب، انجیل کی گواہی، علم الکتاب کہا ہاں ہاں، ہمارے پاس چاروں کتابوں کا علم ہے، کہا کچھ مسائل پوچھوں انجیل سے کہا پوچھ، انجیل سے پوچھ، کہا بتاؤ وہ ایک کیا جس کا دوسرا نہیں، وہ دو کیا جن کا تیسرا نہیں، وہ تین کیا جن کا چوتھا نہیں، وہ چار کیا جن کا پانچواں نہیں، وہ پانچ کیا جن کا چھٹا نہیں، وہ چھ کیا جن کا ساتواں نہیں، وہ سات کیا جن کا آٹھواں نہیں، وہ آٹھ کیا جن کا نواں نہیں، وہ نو کیا جن کا دسواں نہیں، وہ دس کیا جس کا گیارھواں نہیں، وہ گیارہ کیا جن کا بارھواں نہیں،، وہ بارھواں کیا جن کا تیرھواں نہیں، سو تک پوچھا میں رکا میں رُکا۔ آگے جاتا ہے سو تک اُس نے پوچھا بتاؤ، سو پر رکا،

مڑے کہا کونسے مشکل مسئلے پوچھ لئے تو نے تیری انجیل سے جواب دوں کہا ہاں ہاں جواب دو کہا وہ ایک ہمارا معبود ہے جس کا کوئی دوسرا نہیں، وہ دو رات اور دن جس کا تیسرا نہیں رات آئے دن جب جائے دن جائے، تو رات آئے، رات جائے تو دن آئے، کوئی تیسرا نہیں دو ہی ہیں، اور وہ تین جو تو نے پوچھا تو وہ ہر دین میں یہودی عیسائی اور مسلم تین طلاقیں ہیں چوتھی طلاق نہیں اور چار جو تو نے پوچھا تو وہ عناصر اربعہ ہیں جن سے مل کر انسان بنا آگ، مٹی، پانی، ہوا، پانچویں چیز نہیں اور پانچ جو تو نے پوچھا وہ دیکھنا، سونگھنا، چکھنا، محسوس کرنا، سننا پانچ حسیں ہیں چھٹی حس نہیں اور چھ جو تو نے پوچھا تو وہ شش جہت ہیں چھ سمتیں ہیں، شمال، جنوب، مشرق، مغرب، زمین، آسمان، ساتویں طرف نہیں جا سکتا انسان، چھ سمتیں ہیں اور تو نے سات جو پوچھا تو سات زمینیں ہیں آٹھویں زمین نہیں آٹھ جو تو نے پوچھا آٹھ آسمان ہیں نواں آسمان نہیں اور نو جو تو نے پوچھا نو جنتیں ہیں دسویں جنت نہیں، دس جو تو نے پوچھا دس روز حاجیوں کے ہیں، گیارھواں روز حاجیوں کے لئے نہیں۔ گیارہ جو تو نے پوچھے تو وہ یوسفؑ کے بھائی ہیں بارھواں بھائی نہیں، اور بارہ جو تو نے پوچھا کلمہ پڑھ تو بتاؤں کہ لا الٰہ کہے گا تو بارہ حروف تیرھواں حرف نہیں اور جب محمد رسولؐ اللہ کہہ لے گا تو بارہ حروف، تیرھواں حروف نہیں۔ صلوٰۃ پڑھیے۔ نعرہ حیدری۔ دن میں بارہ ساعتیں ہیں رات میں بارہ ساعتیں ہیں تیرھویں ساعت نہیں بارہ گھنٹے کی رات بارہ گھنٹے کا دن اور اگر ایمان لے آ کلمہ پڑھ لے تو پھر بتاؤں کہ جس کا تو نے نام لیا اُس نبی اُس کے بارہ جانشین ہوں گے تیرھواں نہیں ہوگا۔ جن کا پہلا میں آخری محمدؑ آئے گا، صلوٰۃ پڑھیے۔ یہ ہے علم الکتاب، یہ ہے شہر علم کا دروازہ اور

ہی دروازہ بتائے گا کہ اب میرے بعد دروازے کو کیسے پہچانو گے سات سال کا بیٹا حسنؑ مولا علیؑ کے پہلو میں چہرے پر نقاب ڈالے کوئی بزرگ آئے کیا بات ہے کہا کچھ سوال ہیں یہ سات آدمی ایک قبیلے کے میرے ساتھ آئے ہیں یہ ایمان لانا چاہتے ہیں اسلام پر یہ نبیؐ کے جانشین کو پہچاننا چاہتے ہیں کہا پوچھو کیا سوال ہے کہا ان کا سوال یہ ہے کہ سچ اور جھوٹ میں کیا فرق ہے، زمین اور آسمان میں کتنا فاصلہ ہے قوس قزح کسے کہتے ہیں، یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ دنیا کی دس چیزیں کون سی ہیں جو ایک دوسرے سے بھاری ہیں جو ایک دوسرے سے سخت ہیں مولا علیؑ نے کہا چہرے پر نقاب ہے لیکن ہم تمہیں پہچانتے ہیں یہ بتاؤ کہ اس سوال کا جواب ہم دیں یا ہمارا بیٹا سات سال کا حسنؑ دے یا چھ سال کا بیٹا حسینؑ جواب دے باب علم علم الکتاب یعنی علیؑ بتا ئیں میں اپنے وقت کا محمدؐ میرے بعد حسنؑ اپنے وقت کا محمدؐ حسنؑ کے بعد حسینؑ اپنے وقت کا محمدؐ علم کی منزل کو پہچانو جب نواسے ایسے تو نانا کیسا ہوگا، یہ بچپن ہے پہچانو کہ حبیبؐ بھی اپنے بچپن میں ایسا ہی ہوگا حلیمہ کی گود میں پہچانو اُس نے ہاتھ باندھ کر کہا جس کے چہرے پر نقاب تھی چاہے آپ جواب دیں یا آپ کے بچے جواب دیں اس قبیلے کو مطمئن کرنا ہے یہ صحرائے عرب کا ایک قبیلہ ہے جو علم سے بہت دور ہے، کہا سنو بچہ بولا سات سال کے حسنِ مجتبیٰؑ بولے کہا سچ اور جھوٹ میں چار انگل کا فاصلہ جو آنکھ سے دیکھا سچ جو کان سے سنا جھوٹ، کہا زمین اور آسمان کا فاصلہ اتنا کہ آنکھ کی روشنی، چشم زدن میں جاتی ہے اور آتی ہے۔ دیکھئے سائنس نے ''اسپیس اینڈ ٹائم'' (Space and Time) کی تھیوری آج دریافت کی امام حسنؑ نے کل بتایا تھا کہ بس اتنا فاصلہ کہ بس نگاہ جائے اور

آئے۔ راکٹ بنیں گے ایسے کہ جائیں اور آئیں امام حسنؑ نے بتایا فاصلہ زمین سے آسمان کا، ایک نگاہ کا فاصلہ ہے، پھر امام حسنؑ نے قوسِ قزح کے بارے میں فرمایا کہ قوسِ قزح، وہ کہ بارش نہ ہو اور سات رنگ آسمان پر ابھریں جسے ہندی میں دھنک کہتے ہیں۔ وہ اگر آسمان پر ابھرے سات رنگوں میں تو بارش ہوگی زمین والوں کے لئے امن و امان ہے اور اگر بارش ہو رہی ہے اور نکل آئے تو زمین والوں کے لئے پریشانی کا باعث ہے طوفان آئے گا بارش اور ہوگی یہ ہے قوسِ قزاح اور جو تو نے پوچھا دس چیزیں کیا ہیں، سات سال کا فاطمہؑ کا لختِ جگر بول رہا تھا وہ بنی ہاشم کی فصاحت اور بلاغت۔ کہا ہاں، سنو دنیا کی سب سے سخت ترین شے پتھر ہے لیکن پتھر سے سخت لوہا ہے، اس لئے کہ لوہا پتھر کو کاٹ کر ریزہ ریزہ کر دیتا ہے لیکن لوہے سے زیادہ سخت آگ ہے اس لئے کہ آگ لوہے کو گلا کر موم بناتی ہے آگ سے زیادہ سخت پانی ہے اس لئے کہ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، پانی سے زیادہ سخت بادل ہیں اس لئے کہ بادل پانی کو اپنے میں سموئے رہتے ہیں جب چاہتے ہیں برساتے ہیں جب چاہتے ہیں روک لیتے ہیں، بادل سے زیادہ سخت ہوا ہے اس لئے کہ ہوا اپنے دوش پر بادل کو اڑا لے جاتی ہے، ہوا سے زیادہ سخت وہ فرشتہ ہے جس کے قبضہ قدرت میں ہوا ہے اور اُس فرشتے سے زیادہ سخت ملک الموت ہے جو اُس ملک کی روح کو قبض کریگے۔ ملک الموت سے زیادہ سخت موت ہے جو ملک الموت کو بھی نہ چھوڑے گی، اور موت سے زیادہ سخت ہمارا پروردگار ہے جو موت کو مار دے گا، بات پتھر سے چلی تھی توحید تک گئی یہ ہے علم الکتاب یہ ہیں شہرِ علم کے دروازے، اب میں کس کس کا حال سناؤں کیسے بتاؤں کہ ان بچوں کو پہچانو نبیؐ

کو پہچانو اُس کے علم کو پہچانو، اُس کی علم کی منزلت کو سمجھو اسی لئے رسولؐ اللہ نے
کہا تھا یہ سب محمدؐ ہیں اپنے دور میں یہ محمدؐ ہیں جب میری سیرت کو بھولنے لگنا اس
محمدؐ کو پلٹ کر دیکھنا، اس محمد کو پلٹ کر دیکھنا یہ محمد بتائیے گا ابھی کل کی بات ہے
جب میں نے مکّہ میں آواز دی تھی **قولو لا الہ الّا اللہ** اور ایک دن ابوجہل
نے کہا تھا کہ یہ پتھر بولیں خانہ کعبہ کے پتھر بولیں تمہارے ہاتھ پر، میں نے
پتھر اُٹھائے تھے، میری ہتھیلی پر پتھر تھے مکّے کے پتھر لا الٰہ کی صدا دے رہے
تھے، گزر گیا زمانہ ستر برس گزر گئے تم بھول گئے تمہارے بزرگوں نے نہیں بتایا
کہ میرے ہاتھ پر پتھر بولے تھے ان ہاتھوں کو پہچانو یہ ہاتھ ہلتے تھے تو درخت
اُڑتا ہوا آتا تھا اس ہاتھ کی انگلی اُٹھتی تھی تو مہتاب کٹ کر رہ جاتا تھا اس کا اشارہ
ہوتا تھا تو آفتاب پلٹ کر آتا تھا اس ہاتھ کو پہچانو یہ ہاتھ بدلے گا نہیں ارے

اسی ہاتھ کو بچانے کے لئے حسینؑ سر کو کٹائے گا، یہ حسینؑ ہے جو ہاتھ کو بچا کر سر کو
کٹا کر بتا رہا تھا میں اپنے وقت کا محمدؐ ہوں اور اب سیّد الساجدینؑ نے بتایا اس
ہاتھ کو پہچانو اس ہاتھ کو پہچانو مکّے کے ذرّوں کو پہچانو وہ بلخ سے آنے والا صحابی
جو افغانستان سے ہر سال جناب سیّد سجادؑ کی خدمت میں آتا ہے اور ایک سال
بلخ سے چلا بیوی نے کہا جاتا ہے ہر سال کچھ لاتا نہیں امام تجھے کچھ دیتے نہیں
کہا ایسی بات نہ کر اُن کو خبر ہو جائے گی، اب جو امام کی خدمت میں پہنچا، دستر
خوان چنا ہوا تھا، کھانا تمام ہوا طشت آیا ہاتھ دھلانے کے لئے خادم آیا شیخِ بلخی
نے آگے بڑھ کر خادم سے کہا آج مولاؑ کا ہاتھ میں دھلاؤں گا، پانی ڈال رہا
تھا امامؑ کے ہاتھ دُھلا رہا تھا، امام نے کہا ذرا نیچے جھک کر دیکھ اب جو دیکھا تو ہاتھ
کا دُھوَن نہیں تھا قطرے یاقوت بن کے ٹپک رہے تھے، امام نے کہا طشت کو

دیکھ، شیخِ بلخی نے کہا یاقوت سے بھر گیا امام نے کہا پھر پانی ڈال پھر پانی ڈالا کہا اب دیکھ شیخِ بلخی نے کہا زمرد برس رہے ہیں، امام نے فرمایا لے جا اپنی بیوی کو دے دینا، وہ شکوہ کر رہی تھی، دنیا نے یہ نہیں سمجھا کہ یہ کیسا معجزہ ہے کہ ہاتھ کے قطرے یاقوت بنتے ہیں زمرد بنتے ہیں ہاتھ پہچانا نہیں اس ہاتھ پر پتھر بولتے ہیں یہ اُس کا ہاتھ ہے جو اپنے وقت کا محمدؐ ہے۔نہیں نہیں، یہ اپنے وقت کا محمدؐ ہے اور اگر یوں نہ سمجھ میں آئے سمجھ نہ سکو وراثت کی عظمت کو تو یوں سمجھو کہ یہ ہاتھ کتنے دن ہتھکڑیوں میں رہے اُس کا صلہ قدرت یہ دے گی کہ اس کے ہاتھ کا پانی جو گرے تو یاقوت بنے یاقوت کیا ہے زمرد کیا ہے، زنجیر کے وزن سے پوچھو کہ ان ہاتھوں نے کتنا ایثار کیا ہے اُن کا صلہ پایا ہے یہ اُس کا صلہ ہے کہ مکّے میں محمد حنفیہؒ کہیں کہ میں امام ہوں اور وہ کہیں میں امام کہا چچا اگر آپ امام ہیں تو حجرِ اسود گواہی دے دے آگے بڑھے دو رکعت نماز پڑھی پتھر سے کہا میری امامت پر گواہی دے دے پتھر خاموش رہا، اب معصوم بڑھا نماز ادا کی پتّھر سے کہا گواہی دے پتھر نے چٹک کر کہا کہ حسینؑ کے بعد زین العابدین ؑ امام ہیں۔ دنیا حیران رہ گئی یہ محمد حنفیہؒ نے علیؑ ابن الحسینؑ کے لئے غدیر بنایا تھا حاجی دیکھیں کہ کربلا کے بعد امام کون ہے چچا بھتیجے کو لے کر آیا تھا کہ میں غدیر بناؤں گا، میں اس عہد کے محمدؐ کا تعارف کراؤں گا، اس کے جد کے ہاتھ پر پتّھر بولتے ہیں اگر اس کے حکم سے حجر اسود بولا تو حیرت کیا ہے یہ اپنے وقت کا محمد ؐ ہے اب ہر دور کا محمدؐ بتائے گا اب جو آیا تو اُس کا نام بھی محمدؐ ہے لقب باقرؑ ہے، اب جو آیا وہ اپنے وقت کا محمدؐ ہے کون بچائے گا دین کو کون احسان کرے گا اسلام پر یہی تو محسنینِ اسلام تھے جو محمدؐ بنے ہوئے تھے ہر دور میں دین کو بچا

رہے تھے مسلمان بھی جا رہے تھے راہب سے متاثر تھے عیسائی ہوتے جا رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کیا درس دیتا ہے کیسا اس کا علم ہے لوگوں نے آ کر امام محمد باقرؑ سے کہا آپ کے نانا کا دین خطرے میں ہے لوگ اُس سے متاثر ہیں اُس کا درس سننے جاتے ہیں، امامؑ نے کہا اچھا اب جانا تو اُس بلند پہاڑی پر مجھے بھی لے کر چلنا، چلیے ضعیفی کا زمانہ ہے اصحاب کے ساتھ پہاڑ پر چڑھے دَیر میں پہنچے جا کر راہب کے سامنے بیٹھ گئے، لوگوں نے کہا دیکھو کون آیا ہے راہب نے آنکھیں اپنی بلند کیں کہا آپ کا نام امام نے کہا محمدؐ، راہب نے کہا کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں کہا اسلام، سوال جواب دیکھئے دو عالم سامنے آئے ایک عیسائی لیڈر ایک اسلام کا محسن ہے دونوں آمنے سامنے ہیں راہب نے کہا آپ اُمت مرحومہ سے ہیں کہا ہاں کہا اُس اُمت کے جاہلوں میں سے ہیں یا اُس اُمت کے عالموں میں سے ہیں۔ جملہ بہت غور سے سنئے گا، مشکل ترین جواب ہے راہب نے ایسا سوال کیا اگر آج کا کوئی علامہ ہوتا تو سینہ تان کر کہتا میں اس اُمت کا عالم ہوں، یہی کہتا نا، یہ تو کبھی نہ کہتا میں اُمت کا جاہل ہوں کہے گا کوئی۔ نہیں کہے گا، امام کی سیرت دیکھیں یہ ہے علم کا دروازہ اُس نے کہا آپ اس اُمت کے جاہلوں میں سے ہیں یا اِس اُمت کے عالموں میں سے، امامؑ نے بے اختیار کہا میں اس اُمت کے جاہلوں میں سے نہیں ہوں، بتایا شہرِ علم کا دروازہ ہوں لیکن زبان سے عالم نہیں کہتا اپنے کو۔ ٹیلی فون پر کوئی کہے میں علامہ بول رہا ہوں، سیرتیں اسی لئے بیان ہوتی ہیں کہ اپنی زندگیوں کو سنوارو، سمجھو پہچانو، اِنکساری اتنی ہو کہ غرور نہ ہو یہ سیرتیں ہیں راہب نے کہا اچھا آپ اِس اُمت کے جاہلوں میں سے نہیں ہیں، امام نے کہا ہاں، راہب نے کہا کچھ

سوالات پوچھوں بتائیں گے امام نے کہا پوچھ، راہب نے کہا ہم نے سنا ہے آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ جنّت میں نہ دن ہوگا نہ رات پھر کون سی ساعت ہوگی اور ہم نے سنا ہے کہ آپ کا عقیدہ ہے کہ جنّت میں رہیں گے انسان کھائیں گے تو لیکن بَول و بَراز نہیں کریں گے اور آپ کا عقیدہ ہے کہ جنّت میں ایسے درخت ہیں میوے دار کہ اُس میں سے کھائے گا انسان لیکن اُس میں کمی نہیں ہوگی آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ جنّت میں جتنے ظروف ہونگے اُس میں سے کھانے کی چیزیں ایک ہی برتن میں ہوں گی لیکن الگ الگ ہوں گی، آپس میں ملیں گی نہیں کہا ہاں صحیح ہے اور راہب نے کہا ایک مسئلہ یہ ہے کہ دو ایسے بھائی ہیں جو ایک ساتھ پیدا ہوئے اور ایک ساتھ مرے لیکن ایک کی عمر پچاس سال ایک کی عمر ڈیڑھ سو سال جبکہ ایک ہی دن پیدا ہوئے ایک ہی دن مرے، امامؑ نے کہا سوال تمام ہوئے اُس نے کہا ہاں۔ امامؑ نے کہا جواب دوں، اچھا سن تو نے جو کہا کہ جنّت میں کون سا لمحہ ہوگا جو رات میں ہے نہ دن میں کہ وہ صبح صادق ہے اُس وقت کی ساعت سانس لیتی ہے نہ وہ رات میں ہے نہ وہ دن میں ہے، رات جا رہی ہوتی ہے صبح آ رہی ہوتی ہے بس اُسی لمحہ پر جنّت میں وقت ٹھہر جائے گا، وہی لمحہ ہے کہ رات بھر کا جاگا ہوا مریض اُس وقت سو جاتا ہے وہ بادِ صبا کا چلنا، وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا، بس وہی لمحہ جنّت میں ٹھہرا ہوا ہوگا تو نے جو یہ پوچھا کہ انسان وہاں کھائے گا لیکن بَول و بَراز نہیں کرے گا کیا اس کی مثال دنیا میں دوں کہ شکمِ مادر میں بچہ ہوتا ہے اپنی غذا حاصل کرتا رہتا ہے لیکن پاخانہ پیشاب نہیں کرتا، اسی طرح جنّت میں انسان کھائے گا، پیئے گا لیکن اُس کو وہاں اس کی حاجت نہیں ہوگی یہ جو تو نے کہا کہ درختوں سے میوے کم ہوتے جائیں گے لیکن کمی محسوس نہ

ہوگی ایک شمع لے لو پھر اُس سے ایک ہزار شمعیں جلاؤ یہ بتاؤ شمع کی لَو میں کمی ہوئی اور یہ جو تو نے پوچھا کہ ایک ہی ظرف میں بہت سے کھانے ہوں گے آپس میں نہیں ملیں گے کبھی تو نے پرندے کے انڈے کو نہیں دیکھا اُس میں سفیدی بھی ہوتی ہے زردی بھی ہوتی ہے ایک ہی طشت میں دونوں چیزیں موجود ہیں ملتی نہیں الگ الگ رہتی ہیں اور جو تو نے پوچھا کہ وہ دو بھائی کون سے ہیں تو وہ ایک عزیز ہیں اور ایک عزیر ہیں، یہ موسیٰؑ کے بعد کے نبی ہیں ان کا ذکر قرآن میں بھی ہے زبور میں بھی ہے اور انجیل میں بھی ہے دونوں جڑواں پیدا ہوئے ایک ہی دن پیدا ہوئے اور عزیز گھر پر تھے عُزیر سفر پر چلے گئے دونوں کی عمر اُس وقت پچاس سال تھی ایک بھائی ایک بھائی سے رخصت ہو کر اپنے قافلے کے ساتھ چلے کچھ دور پہنچے تھے تھک گئے درخت کے نیچے بیٹھ گئے نیند آ گئی، صحابی بھی سو گئے نبی بھی سو گیا سواری کا گدھا بھی پہلو میں لیٹ کر سو گیا قدرت نے ملک الموت کو حکم دیا سب کی روحیں قبض کرلو سب پر موت طاری ہو گئی صحابی بھی مر گئے سواری کا گدھا بھی مر گیا نبی کو بھی موت آ گئی، سو سال گزر گئے ایک سو سال کے بعد قدرت نے پھر حکم دیا کہ یہ سب زندہ کر دیئے جائیں روح واپس آئی، نبی اُٹھ کر بیٹھا صحابی بیٹھے اللہ نے پوچھا کتنی دیر سوئے کہا چند لمحے سورج ڈوبنے والا تھا، اب ڈوب رہا ہے چند لمحے سویا کہا نہیں ذرا سواری کے گدھے کو پلٹ کر دیکھو ہڈیاں نظر آئیں، کہا دیکھو اب گدھے کی ہڈیوں پر گوشت آیا، اپنی مخصوص آواز میں بولتا ہوا اُٹھا اللہ نے کہا اس طرح زندہ کرتے ہیں، تم سو سال سوئے۔ عُزیر جب واپس آئے تو پچاس سال کے تھے، پچاس سال کے سوئے تھے، پچاس سال کے اُٹھے، وہ بھائی عزیز جو پچاس سال کا تھا

چھوڑ کر گئے تھے سو سال میں ڈیڑھ سو سال کا ہو گیا، دونوں کو ایک ہی دن موت آئی۔ ایک کی عمر پچاس سال ایک کی عمر ڈیڑھ سو سال کہا اُن ہی دونوں بھائیوں کو تو نے پوچھا، قرآن میں اُن کا ذکر ہے، انجیل میں اُن کا ذکر ہے، غور نہیں کیا آپ نے قدرت کیا بتانا چاہتی تھی اِن کو قدرت صرف اس لئے سلا رہی تھی تا کہ دنیا کو بتا دے کہ ہم اگر نبی پر موت کی نیند طاری کر دیں اُس کے صحابی بھی پہلو میں سو جائیں اُس کی سواری کا گدھا جو اُس کا ساتھی ہے وہ بھی پہلو میں سوئے لیکن جب ہم زندہ کریں گے نبی کو جب ہم اُٹھائیں گے نبیؑ نبیؑ رہے گا، سواری کا گدھا گدھا رہے گا، حد ہے وہ ساتھ رہتا ہو پہلو میں سونے والا جب محشر میں سب کو اُٹھائیں گے تو نبی نبی رہے گا، بتایا اس محمد نے بتایا میں اپنے وقت کا محمدؐ ہوں، دیکھو میں شہرِ علم کا دروازہ ہوں مجھے پہچانو علم کے شہر کا دروازہ بند نہیں

ہوا اور جب جانشین محمدؐ جو صادقِ آلِ محمدؐ ہے وہ آواز دے رہا تھا کہ دیکھو سلسلہٗ امامت میں سب سے زیادہ میری عمر اور میں بتاؤں گا کہ علم کیا ہے بنی امیہ لڑتے رہیں بنی عباس لڑتے رہیں، دہریے بھی آئیں عیسائی بھی آئیں یہودی بھی آئیں، کوئی سوال پوچھتے جائیں ہم آن کی آن میں جواب دیتے جائیں گے، امام جعفر صادقؑ سے ایک دہریئے ابنِ ابی العوجا نے سوالات کئے اللہ نے یہ انسان کے چہرے پر بھنویں کیوں بنائیں، ابرو کیوں بنائیں، پلکیں کیوں بنائیں، یہ تھوڑی کیوں بنائی، یہ پیشانی کے خم کیوں بنائے، یہ سیاہ رنگ کی بھوئیں کیوں بنائیں اور امام کہتے جائیں پیشانی کے خم اس لئے کہ پسینہ آئے اُن نالیوں میں ٹھہر جائے ٹھوری کا خم اس لئے کہ دانتوں کی اور چہرے کی نسیں جہاں آ کر ملیں اور اس کو ٹھنڈک کی ضرورت ہو تو پسینہ بہہ کر یہاں آئے یہاں

پر جسے وہ نسیں ٹھنڈک پسینے سے لیتی رہیں، یہ سائنس ہے غور کر رہے ہیں آپ، اب امام کہیں ابرو اس لئے بنائے کہ انسان سورج کی روشنی سے دیکھتا ہے، سورج کی کرنیں جب آئیں تو کالے رنگ میں یہ طاقت ہے کہ نور کو کھینچ لیں۔ پلکیں بنا کر ایک پردہ بنا دیا تا کہ آنکھوں میں گرد نہ آئے تو علم کا مظاہرہ کر کے بتا دیا میں اپنے وقت کا محمدؐ ہوں، میں اپنے وقت کا محمدؐ ہوں، میں اس دور کا شہرِ علم کا دروازہ ہوں اُن کے بعد اب ساتویں جانشین امام موسیٰ کاظمؑ آئے زندگی قید میں گزری تو اب کیسے بتائیں، دنیا کو کیسے بتائیں کہ میں شہر علم کا دروازہ ہوں، قدرت نے انتظام کیا کہ قید میں رکھو گے علم نہ چھپ سکے گا، اب غور سے سنئے گا، تقریر خاتمے پر آ گئی۔ تم قید میں رکھو گے علم نہ چھپ سکے گا، سازشیں ہیں کیسے بدنام کر دیں کیسے قتل کر دیں کیا کریں قید سے چھوٹتے نہیں

پیغام باہر جاتا نہیں ہارون الرشید نے اس طرح سازش کی، ایک خوبصورت کنیز کو بلایا گیا تو جا کر قید خانے میں پہلو میں بیٹھ جانا میرے سپاہی قید خانے کے دروازے پر کھڑے ہوں گے جب تو شور کرے گی وہ آ کر اُن کو پکڑ لیں گے وہ ذرا تماشہ دیکھیں گے تو گواہی دینا کہ تیری طرف راغب ہوئے تھے، کنیز بھیج دی گئی دروازے پر سارے وزراء کھڑے ہیں سپاہی کھڑے ہیں ہارون رشید انتظار میں ہے کنیز اندر گئی جا کر منظر یہ دیکھا کہ ایک لاغر انسان ہے وہ سجدے میں پڑا ہے وہ تکبیر کہتا ہے تو درو دیوار سے تکبیر کی صدائیں آتی ہیں اور سامنے اُس کو ایک باغ نظر آیا اُس میں کچھ خوبصورت عورتیں نظر آئیں انہوں نے پکار کر کہا تو کیوں آئی ہے ہم جنّت کی حوریں اس کی خدمت کے لئے ہیں یہ سر اُٹھا کر ہم کو نہیں دیکھتا تو کیوں آئی اب جو یہ مناظر دیکھے ایک بار سجدے میں گر گئی

امام کے ساتھ تکبیر کی آواز پہ تکبیر کہتی آنکھ سے آنسو جاری تھے، آنکھ سے آنسو جاری تھے، بڑی دیر گزر گئی آواز نہ آئی جو سکھایا تھا جو بتایا تھا ویسا نہ ہوا اب سپاہی پہنچے جا کر دیکھا وہ سجدے میں پڑی ہے بازو سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے لائے ہارون رشید کے سامنے پیش کیا گیا تجھ سے کیا کہا گیا تھا اور تو نے کیا کیا، کہا کیا بتاؤں کبھی زندگی میں نہ سجدہ کیا نہ نماز پڑھی، میں پہنچی تو عبادت کی لذت کو میں نے دیکھا، میں سجدے میں گر گئی۔ آج وہ کیف ملا عبادت میں کہ میں بتا نہیں سکتی۔ میں تائب ہو گئی میں نے توبہ کر لیا وہ تو بے گناہ ہیں اُن کے لئے تو جنت کی حوریں موجود ہیں تو نے ہمیں کہاں بھیج دیا ہارون نے کنیز کی بات مان لی یا یہ کہیں اس کی گواہی کو خلافت نے قبول کر لیا۔ کل زہراؑ فدک کے موقع پر اُمِ ایمنؑ کو پیش کر رہی تھیں یا یہ میری گواہ ہے خلافت نے کہا کنیز کی گواہی قبول نہیں اس کی گواہی قبول نہیں، آج خلافت نے معصوم کے لئے گواہی مانگ لی اور کیوں آگے بڑھوں آپ نے غور نہیں کیا زلیخا نے یوسفؑ کا دامن پکڑ لیا قرآن کہتا ہے سورہ یوسف کہتا ہے دامن کو تھاما یوسفؑ بھاگے بھاگ کر اپنے کو بچا لیا زلیخا نے الزام رکھ دیا، یوسفؑ یہ نبوت ہے تم دامن کو بچا سکتے ہو لیکن زلیخا کو اپنے جیسا نہیں بنا سکتے یہ امامت ہے دامن بھی بچاتی ہے سجدے میں بھی جھکاتی ہے۔ (صلوٰۃ پڑھیئے) یہ ساتواں معصومؑ ہے جو کہہ رہا ہے میں شہرِ علم ہوں، میں شہرِ علم ہوں "علم الکتاب" یہ کتاب کا علم رکھتے ہیں میں اپنے وقت کا محمدؐ ہوں تم محمدؐ پر الزام نہ رکھ سکے تم اُس کے شہر کے دروازے پر کیا الزام رکھ سکتے ہو، پھر حضرت امام علی رضاؑ کا عہد آیا، یہ آٹھواں امامؑ ہے بھرے دربار میں مامون کے دربار میں تین ہزار سوال پوچھے گئے اور ایک ایک سوال کا

جواب دیا اور اگر کوئی طویل سوال پوچھا جائے تو مختصر جواب دے کر بتائیں کہ میرے جد نے کہا ہے سوال کتنا ہی طویل کیوں نہ ہو جواب خوبصورت ترین وہ ہے جو مختصر ہو مامون رشید نے کہا میں بھول جاتا ہوں کہ ہابیل اور قابیل میں کس نے کس کو قتل کیا میری سمجھ میں نہیں آتا، امامؑ نے کہا ساری حیات نہ بھولے گا "ق" سے قابیل، "ق" سے قاتل ہے۔ "ہ" سے ہابیل "ہ" سے ہلاکت جب "ق" آئے سمجھنا قاتل ہے جہاں "ہ" آئے سمجھنا یہ ہلاک ہوا۔ اُس کی شہادت ہوئی یہ آٹھواں امام جو بھرے دربار میں بتائے مامون بتادے دنیا کو شہر علم کا دروازہ میں ہوں جب میں ایسا تو میرا جد کیسا اور یہ نواں امامؑ ہے، حضرت محمد تقیؑ کا بچپنا ہے سات سال کی عمر ہے اور مامون یہ کہے کہ میری بیٹی سے عقد کر لیجئے تو جواب یہی دیں کہ میرے جد رسولؐ خدا سے بھی یہ کہا گیا تھا کہ کنیزیں لے لیجئے بیٹیاں لے لیجئے۔ قولو لا الہ کہنا چھوڑ دیجئے، تو ختمی مرتبتؐ نے جواب یہ دیا چچا ابوطالبؑ کافروں سے کہئے کہ آفتاب ایک ہاتھ پر رکھیں ماہتاب دوسرے ہاتھ پر رکھیں کلمہ کہنا نہیں چھوڑوں گا، تو اب نویں جانشین نے بتایا کہ تیرا بھرا دربار ہے بیٹی بیاہ دے کہوں گا وہی جو جد کہتا تھا وہی کہوں گا، ایک دن حضرت امام محمد تقی علیہ السلام شاہراہ پر بچوں کے ساتھ کھڑے ہیں، بادشاہ کی سواری آ رہی ہے سارے بچے ڈر کر بھاگ گئے یہ اپنی جگہ کھڑے رہے اُس نے اُتر کر پوچھا تم نہیں بھاگے کہا کیوں بھاگتا راستہ تنگ نہیں تو جا سکتا ہے کہا ڈرے نہیں، کہا بس خدا سے ڈرتا ہوں، تُو تو میرے جیسا انسان ہے تجھ سے کیا ڈرنا، حیران ہو گیا، شکار کھیلنے گیا تھا واپس آیا شکار کھیل کر بچے پھر ڈر کر بھاگ گئے یہ کھڑے رہے آگے آیا بند مٹھی آگے کر دی کہا بتاؤ اس مٹھی میں کیا ہے، کہا ہاں ہاں بادشاہوں کا

قرینہ ہے شکار پر جاتے ہیں ہاتھ پر باز کو بٹھاتے ہیں باز کو فضا میں چھوڑتے ہیں باز اُڑتا ہوا جاتا ہے، بادل میں اکثر مچھلیاں سمندر کی ہوتی ہیں باز بادل میں گھستا ہے مچھلیاں اپنی منقار میں لاتا ہے بادشاہ کے ہاتھ پر رکھتا ہے بادشاہ اُس کو مٹھی میں رکھ کے مٹھی کو بند کر کے امامت کا امتحان کرتا ہے مٹھی کھول دی، مُٹھی میں چھوٹی سی مچھلی تھی، سات سال کا جانشینِ محمد صلعم غیب سمجھا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میں اپنے وقت کا محمدؐ ہوں میں شہرِ علم کا دروازہ ہوں اور یہ دسواں امامؑ ہے، پہلو میں ابو ہاشم صحابی بیٹھے ہوئے تھے ہندوستان کا ایک صحابی آ گیا ملنے آیا زیارت کرنے آیا گفتگو شروع ہوئی ہندی میں باتیں ہو رہی ہیں، تفصیل سے باتیں ہو رہی ہیں وہ چلا گیا ابو ہاشم نے کہا آپ کو ہندی بھی آتی ہے امام علی نقیؑ نے کہا یہ ٹھیکری اُٹھاؤ جو پاس پڑی ہے، ابو ہاشم نے اُٹھا کر دی امام نے زبان پر رکھی کہا ابو ہاشم اب اس کو اپنی زبان پر رکھو ابو ہاشم کہتے ہیں وہ ٹھیکری میں نے زبان پر رکھی ہندی تو ہندی دنیا کی ہر زبان بولنے لگا، سمجھنے لگا ایک ذرا سا لعابِ دہن کا اثر معجزہ بن گیا، دسویں امام نے بتایا جب میری زبان میں یہ اثر ہے کہ صحابیوں کو دنیا کی ساری زبانیں سکھا دوں تو میرا جد کتنی زبانیں جانتا تھا، تقریر خاتمے پر آ گئی میں نے آپ کو زحمت دی، یہ گیارہویں جانشینِ محمدؐ حضرت امام حسن عسکریؑ ہیں، قید میں زندگی گزر جائے تم قید سے بلاؤ گے وہ دیکھو راہب آیا ہے وہ ہاتھ بلند کر رہا ہے وہ بارش ہو رہی ہے وہ بارش ہو رہی ہے جب چاہتا ہے بارش کو روک دیتا ہے مسلمان، عیسائی ہونے لگے اب بادشاہ کیا کرے کہاں جائے کس سے کہے، وزراء سے کہا جاؤ اُس چوکھٹ پر جاؤ، جاؤ اُس چوکھٹ پر جاؤ قید خانے سے بلایا، آپ کے گیارہویں امام کو کیا بات

ہے کیا چاہتے ہو کہا راہب آیا ہے اس کے اشارے پر بادل آتے ہیں بارش ہوتی ہے، کہا کیا چاہتے ہو کہا آپ کے نانا کی اُمت کے ماننے والے عیسائی ہو گئے ہیں کہا پہلے کیوں نہیں سوچا تھا یعنی میرے بغیر نانا کا دین نہیں بچ سکتا چلو آئے کہا اُس کو بلاؤ راہب سے کہو دعا کرے اُس نے ہاتھ اُٹھائے بادل آئے کسی کو اشارہ کیا کہا اس کی مُٹھی میں جو چیز ہے جا کر نکال لو، ایک شخص گیا اُس کے ہاتھ سے کوئی چیز چھین لی، لا کر امام کو دی امام نے کہا یہ ایک نبی کی ہڈی قبر سے چرا کر لایا ہے، نبی کی ہڈی میں یہ اثر ہے کہ زیرِ آسمان آئے تو بارش ہونے لگے اُس سے کہو اب پانی برسائے ہاتھ بلند کئے بادل جو آئے پھر واپس گئے جو بادل آئے تھے واپس گئے، اب امام حسن عسکریؑ نے دو رکعت نماز پڑھی ہاتھ بلند ہوئے، بادل آئے لوگوں نے چاہا بھاگ جائیں کہا گھبراؤ نہ یہ بادل بغداد میں برسیں گے، پھر ہاتھوں کو بلند کیا، پھر بادل آئے کہا گھبراؤ نہ یہ بادل خراسان میں برسیں گے، پھر ہاتھوں کو بلند کیا، بادل آئے کہا گھبراؤ نہ یہ بادل دوسرے مقام پر برسیں گے، اب جو سیاہ بادل آئے تو کہا جاؤ اپنے اپنے گھروں کو جاؤ لیکن گھبرانا نہیں جب تک کہ اس مجمعے کا آخری آدمی اپنے گھر میں قدم نہ رکھ لے بارش کا پہلا قطرہ نہیں گرے گا، میں اپنے وقت کا محمدؐ ہوں، مجھے پہچانو میں اپنے وقت کا محمدؐ ہوں، آخری امام حضرت حجّت کا زمانہ آ گیا، آنے والا آیا پردے میں گیا پردے میں رہ کر بتایا نام بھی محمدؐ کنیت بھی ابوالقاسم، مجھے پہچانو پردے میں ہوں لیکن بابِ علم ہوں مجھے پہچانو شہرِ علم کا دروازہ ہوں، چھپا ہوا ہوں، پھر بھی ظاہر ہوں۔ چھپا ہوا ہوں پھر بھی ظاہر وہ ملک بحرین میں آفت ایسی آفت۔ ایسی آفت کہ بلا کر بادشاہ شیعوں سے یہ کہے دیکھو نہ حق ہیں

چاروں یہ چار یار حق ہیں دیکھو درخت سے انار نکلے ہیں اناروں پر سب کے نام لکھے ہوئے ہیں یہ تو قدرت نے اناروں پر نام لکھے ہیں، علماء پریشان عقیدے بدل گئے لوگوں کے ذرا سا جھٹکا لگا عقیدے بدل گئے، ذرا سا جھٹکا لگا اس ہی دن کے لئے تو رکھا تھا کہ ایک حجت تو رہے، تا کہ ذرا ذرا سے جھٹکوں پر عقیدے نہ بدلیں اسی لئے پردے میں رکھا ہے کہ کہیں ذرا سے انقلاب کو دیکھ کر عقیدہ نہ بدل دینا، ایک بار علماء نے نمازیں پڑھیں آواز دی استغاثہ بلند کیا۔ مولا آیئے آپ کا دین خطرے میں ہے پکار پر امام زمانہؑ آئے کہا سنو جا کر یہ بتا دو بادشاہ کو کہ وزیر نے ایک سانچا بنایا مٹی کا اُس پر نام لکھے خلفاء کے اُس سانچے کو جب انار چھوٹے چھوٹے تھے اُس پر اُس خول کو چڑھا دیا، انار بڑھتے چلے بڑھتے چلے جب سانچے کے قریب آئے تو وہ نام انار پر نقش ہو گئے سانچے مٹی کے توڑ دیئے گئے، انار بادشاہ کو لا کر پیش کئے گئے ہیں کہ معجزہ ہے خلفاء کا۔ اب بادشاہ کے سامنے کہنا کہ یہ اُن کا معجزہ ہے۔ اب ہمارا معجزہ بادشاہ کو بتا دو وہ انار آئیں وزیر لائے بادشاہ کے سامنے توڑے جائیں، تم نے تو اوپر سے انار دیکھے ہیں پھر دیکھنا تمہارا دین کیسے بچے گا، یہ آپ کا آخری امام پیغام پہنچا رہا ہے میں شہرِ علم کا دروازہ ہوں میں آخری محمدؐ ہوں مجھے پہچانو، انار آئے بادشاہ کے سامنے، حکم بادشاہ سے وزیر نے انار توڑے ایسا دھواں اُٹھا کہ وزیر کا چہرہ خاک ہو گیا، اناروں میں کچھ نہیں تھا، اب پتہ چلا کہ اگر اوپر نام نقش نظر آ جائیں تو اندر جھانک کر بھی دیکھ لینا کبھی رعب میں نہ آ جانا کہ کوئی شیر کر دِگار بن گیا کوئی صدیق بن گیا کوئی غنی بن گیا اُس کے اندر بھی دیکھنا کیا ہے اُس کے اندر سے بھی دیکھنا، غور سے دیکھنا گہرائی سے دیکھنا اور پھر شہر علم پر نظر کرنا، میں

نے زحمت دی، تقریر تمام ہوگئی یہی تو بتایا تھا، بعدِ کربلا قیدیوں نے یہ مت سمجھنا کہ ہم علم سے دور ہیں ہم بتائیں گے تمہیں ہم بتائیں گے کہ ہمارے بابا نے کربلا میں جان کیوں دی، ہم بتائیں گے اسی لئے بھرے دربار میں سیّد سجادؑ نے کہا تھا یہ بتا یہ جو نام لیا ہے موذن نے یہ تیرے جد کا نام ہے یا میرے جد کا نام ہے اگر تو نے یہ کہا کہ تیرے جد کا نام ہے تو تو جھوٹا ہے اور اگر تو نے یہ کہا کہ یہ میرا جد ہے تو یہ بتا کیوں ہم کو قیدی بنا کر بلایا ہے اس طرح بھرے دربار میں سلسلہ یہ قائم کیا تھا، تقریر تمام ہوگئی کل تقریر کو میں نے یہاں پر ختم کیا تھا۔ شہزادی زینبؑ نے کہا مکان خالی کراؤ شام کی عورتوں کو اجازت دے دو وہ تعزیت میں آئیں وہ پُرسے میں آئیں وہ ہمارے پاس آئیں سات دن ایسا ماتم ہوا کہ دمشق کی زمین لرزنے لگی۔ بہن نے بتایا دشمن کے دارالحکومت میں بھائی کی حکومت کا سکّہ دلوں پر بٹھا کر جاؤں گی دیکھو زینبؑ کی فتح دیکھو یہ کالا پرچم میں نے اس لئے لگوایا ہے تاکہ میرے بھائی کا نشان دیکھو ابھی میں بتاؤں گی غمِ حسینؑ کیا ہے، سب سواریاں تیار ہوگئیں سات دن گزر گئے ماتم ہو چکا ایک بار شہزادی کو آ کر امامؑ نے بتایا ناقے آ گئے عماریاں آ گئیں پھوپھی اماں اب چلیں گے باہر آئیں مکان کے در پر آئیں ایک بار عماریوں کو دیکھا واپس چلی گئیں بیٹا یہ مخمل اور دیبا کے پردے اُتر وا دو یزید سے کہو سیاہ پردے عماریوں پر ڈالے جائیں، میں بھائی کی سوگوار بہن ہوں، میں کربلا جا رہی ہوں، سیاہ پردے ڈالے جائیں، عماریوں کے پردے بدل دیئے گئے، کالے پردے عماریوں پر ڈالے گئے، سیاہ پردے عماریوں پر پڑ گئے، نعمان بن بشیر کو بلایا گیا وہ محبِ اہلِ بیتؑ ہے قافلہ لے کر جا رہا ہے، حفاظت کے لئے چار پانچ سو

سپاہی ساتھ چلے، مگر جب کہیں قافلہ ٹھہرتا تو چار پانچ سو سپاہی دور دور نکل جاتے کہ شہزادیوں کے رونے کی آواز سپاہی نہ سنیں ہائے ابھی جب آئے تھے ایک سال پہلے تماشہ دیکھنے والوں کا کتنا مجمع تھا، واپس جا رہے ہیں پردے بھی عماری میں پڑے ہوئے ہیں، سنئے بس دو چار جملے سنئے اور جہاں سے مصائب آج چھوڑوں گا، کل الوداعی تقریر میں وہیں سے تمام کروں گا اور اس واقعہ کو یہاں پر تمام کروں گا روئیں گے آپ چہلم کا روز ہے شہر کی آخری مجلس آپ کر رہے ہیں یہ چہلم کا روز ہے، چہلم کے دن بھائی کی قبر پر بہن پہنچی اس غلط فہمی میں نہ آپ رہ جائیں کہ آج شامِ وطن ہے، شامِ وطن نہیں یہ سازش ہے کہ آج ہی ایامِ عزا تمام ہو گئے یہ سازشیں کی جا رہی ہیں شامِ وطن ربیع الاوّل میں ہے، مدینے واپسی کا حال میں ابھی نہیں پڑھوں گا ایامِ عزا ابھی ختم نہیں ہوئے، کوشش ہے گورنمنٹ کی کہ ایامِ عزا آج ختم ہو جائیں، اس لئے جگہ جگہ عنوان دیا جاتا ہے شامِ وطن شامِ وطن نہیں۔ بے کس بہن بھائی کی قبر پر آئی ہے چہلم کے معنی ہیں بیس صفر کو کربلا آئی ہیں، کیسے آئیں، قافلہ چلا ایک بار بہن نے کہا سیّدِ سجادؑ قافلہ قید خانے کی طرف جائے گا، قید خانے کی طرف سے جائے گا، قافلہ چلا قید خانے کی جانب دروازے پر سواری پہنچی عماری کے پردے کو اُٹھا کر کہا اے شام کی رہنے والیو! تمہاری گودیاں سلامت رہیں تمہاری گودیوں میں بچے سلامت رہیں ایک بچی لے کر ہم بھی آئے تھے دیکھو قید خانے میں سو رہی ہے۔ کاروبارِ دنیا سے جب فرصت پانا میری بچی کی قبر پر ایک شمع جلانا، قبر اکیلی نہ رہے اور ایک بار دروازے پر آ کر آواز دی بی بی جلدی آئے گی پھوپھی تنہا نہیں رہنے دے گی، زینبؑ آئے گی تیرے پہلو میں قیامت تک

پھوپھی سوئے گی سکینہؑ گھبرانا نہ بی بی گھبرانا نہ پھوپھی جلدی آئے گی، سواریاں چلیں اس شان سے چلیں سیاہ پردے پڑے ہوئے، بی بیاں ماتم کرتی ہوئی چلیں، آخری جملے سنیں، بیس صفر کا دن تھا، مدینے سے رسولؐ کے صحابی جابر بن عبداللہ انصاری بھی کربلا آئے تھے وہ نابینا تھے، حسینؑ کو گودیوں میں کھلایا تھا گود میں پالا تھا، بہت پیار کرتے تھے، رسولؐ کے بوڑھے صحابی مدینے سے کوفے آئے کوفے میں سنا حسینؑ مارے گئے غلام سے کہا مجھے لے کر کربلا چل آخری جملے تقریر کے۔ جب یاد کریں گے روئیں گے راتوں کو روئیں گے، جب جملے یاد آئیں گے روئیں گے، مجھے کربلا لے کر چل غلام نابینا صحابی کو لے کر کربلا آیا سب سے پہلے کہا مجھے فرات کا راستہ بتا فرات کا راستہ بتا، فرات کے کنارے آئے غسل کیا، کپڑے بدلے، لہروں کو آواز دی اے نہرِ علقمہ میرا بچّہ مارا گیا میرے نبیؐ کا نواسہ مارا گیا، میرے حبیبؐ کا پیارا نواسہ پیاسا تھا تو نے پانی نہیں پلایا اے بے وفا نہر میرے نبیؐ کا نواسہ پیاسا تھا نہر سے باہر نکلے اگلا جملہ سنیں گے۔ غلام نے سامنے نعلین رکھ دیں تو بے اختیار کہا نہیں اب میں نعلین نہیں پہنوں گا میں ننگے پیر چلوں گا، نہ معلوم شیر زہراؑ کہاں کہاں گرا ہے کہاں کہاں خونِ زہراؑ گرا ہے مجھے بتا قبر کا رستہ بتا غلام بازو کو تھامے ہوئے لایا کہا آقا قبر آ گئی، ایک بار قبر کا پتہ پایا اپنے کو قبر پر گرا دیا، بس آخری جملہ سننے کو تیار ہو جائیں ایک بار رخسار کو قبر پر رکھا آواز دی تمہارے نانا کا بوڑھا صحابی آیا ہے، گود میں کھلایا ہے کاندھے پر بٹھایا ہے میرے لعل بولو جواب دو میں سلام کر رہا ہوں بولو حسینؑ بولو، ایک بار آواز آئی جابر اُٹھو بہن آ رہی ہے جابر جاؤ میری بہن آ رہی ہے، دُور ہٹو قبر سے دُور ہٹو زینبؑ آ رہی ہے۔

❀❀❀

دسویں مجلس

محسنینِ اسلام

حج کا سفر نامہ، مصائبِ فاطمہ زہراؑ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے

عشرۂ چہلم کی آج الوداعی مجلس ہے اور بانیِ مجلس کی جانب سے آج تمام حضرات کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ پابندی کے ساتھ آپ حضرات نے مجالس میں شرکت فرمائی اور تمام سوز خواں حضرات کا بھی بانی مجلس کی جانب سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے اور تمام انجمن ہائے ماتمی کا بھی شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ میری جانب سے صرف اتنا شکریہ کہ جو باتیں کہی گئیں انہیں آپ نے توجہ سے سنا اور ان کی اہمیت کو سمجھا اور یہی بس بڑی بات ہے کہ جو کچھ کہا جائے اُس کو اس لئے بہ غور سنا جائے سمجھا جائے کہ یہ ایک ایسا پیغام ہے کہ جو صدیوں سے ہمارے پاس نسل در نسل ہوتا ہوا پہنچا ہے اور ہم کو بھی فریضے کے تحت آگے تک پہچانا ہے۔ ہم نے محسنینِ اسلامؑ کے ذیل میں جو تقریریں کیں اُن پر تبصرے بھی ہوئے تنقید بھی ہوئی اور ہم اسے بہت پسند کرتے ہیں کہ تبصرے ہوں تنقید ہو تا کہ آگے کے لئے ایک راہ ملے اور ہمیں بھی سوچنے کا موقع ملے، لیکن اکثر میں نے اس بات کی

وضاحت کی ہے کہ تبصرہ اور ہے تنقید اور ہے تعریف اور ہے یہ تمام باتیں الگ الگ ہیں لوگوں کو اس کی تعریف نہیں معلوم، تبصرہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے تاثرات مجلس میں جاتے ہوئے چند الفاظ میں بیان کر دیئے یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو مجلس میں صرف ذکرِ حسینؑ سننے آتے ہیں اور اُنہیں اس سے واسطہ نہیں ہوتا کہ کیا پڑھا گیا یا کیا نہیں پڑھا گیا، سنا پسند کیا، تعریف یہ ہے جو چیز جسے پسند آئی اُس نے کہا ہاں ہم نے پہلی بار سنا اس کو ہم نے قبول کیا ہمارے ذہن نے اپیل (Appeal) کی بہت اچھی بات ہے، تنقید یہ ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ کسی تقریر یا کسی بھی چیز کے عیب کو بیان کرنا تنقید ہے نہیں ایسا نہیں ہے تنقید کی تعریف یہ نہیں ہے کہ آپ کسی چیز کے عیب کو بیان کریں، اُس کو اُردو میں کہتے ہیں تنقیص، یعنی کسی چیز کو آپ ناقص قرار دینا چاہتے ہیں، برا کہنا چاہتے ہیں کہ بالکل مجھے یہ بات پسند نہیں آئی، اُس کو تنقیص کہتے ہیں، ناقص ہے مجھے نہیں پسند آئی، تنقید یعنی نقد، نقد کے معنی اُردو ادب میں یہ ہیں کہ جو چیز ہم نے سنی اُس کو ہم نے سننے کے بعد برابر برابر اچھائی اور برائی میں تقسیم کر دیا، جتنی اچھائی، اتنی برائی تھی اسے کہتے ہیں تنقید (نعرہ صلوٰۃ) تنقیص تو آپ کر نہیں سکتے، اس لئے کہ یہ ذکر آلِ محمدؐ ہے ناقص نہیں قرار دے سکتے تنقید کا آپ کو حق ہے لیکن تنقید کی تعریف جو میں نے بتائی کہ اگر برائی بیان کریں تو اتنی اچھائی بھی بیان کریں جتنی آپ نے اچھائی بیان کی ہے اتنی خامیاں بھی دکھایئے یہ ہے تنقید تو یہ میں نے سمجھا دیا اس لحاظ سے اِن دس دِنوں میں آج کی تقریر ملا کر جو کچھ آپ نے سنا۔ خاص طور پر ہمارے جوانوں نے اور بچوں نے کہ ہم کئی موضوع لے کر ساتھ چل رہے تھے محسنین اسلام میں شخصیات کا ذکر لیکن ہم کیا کریں کہ اتنا عظیم گھرانا کہ

صرف ابو طالبؑ کے گھرانے پر عشرہ تمام ہو گیا یعنی کل ہم نے بارہ امام کی خدمات اور اسلام پر احسان بتائے اور اُن محسنینِ اسلامؑ تک بات پہنچائی یعنی آخری امام کی خدمات اور اسلام پر احسان کی گفتگو ہوئی، اور یہ پورا گھرانا ابوطالبؑ کا گھرانا ہے اور ابوطالبؑ ابوالائمہؑ ہیں، تمام آئمہؑ جن کا ذکر تھا اُن کے باپ ہیں ابوطالبؑ جن کا میں نے کل ذکر کیا اور میں نے صرف ایک پہلو لیا تھا احسان کو سمجھانے کے لئے ہر امام کی سیرت سے ایک ایک واقعہ علم کا لیا اگر صرف ساری زندگی کا علم لے لوں تو عمر تمام ہو جائے نہ کہ سخاوت کا ذکر، عبادت کا ذکر، اُن کی سیرت کا ذکر، اُن کے خاندان کا ذکر، اُن کی عظمتوں کا ذکر، اُن کی شجاعت کا ذکر، ختم نہیں ہو سکتا، سارے سمندر روشنائی بنیں، سارے درخت قلم بنیں اور تمام جن وانس اور تمام ملائکہ مل کر قلم اور روشنائی سے لکھنے بیٹھیں تب بھی فضائل آلِ محمدؐ نہیں لکھے جا سکتے۔ (نعرہ حیدری) یہ کس نے کہا یہ رسولؐ نے کہا یا علیؑ سارے سمندر روشنائی بن جائیں دنیا کے سارے درخت قلم بن جائیں اور تمام جن وانس اور تمام ملائکہ تمہارے فضائل لکھنے بیٹھیں تو فضائل نہیں لکھ سکتے فضائل کا احاطہ نہیں کر سکتے تو ہماری کیا مجال ہے۔

قرآں میں جس کا وصف مکرر خدا کرے
کس کی زباں سے پھر بشر اُس کی ثنا کرے

پہلی تقریر شائد آپ کو یاد ہو گی شعر میں نے بند کے ساتھ پڑھا تھا، آغاز اس سے کیا تھا تو اب سب کا ذکر ہوا، عبدالمطلبؑ سے بات شروع ہوئی، اُن کے اجداد، جناب عبدمنافؑ، جناب ہاشمؑ، جناب کلابؑ، جناب قصیؑ، جنابِ زہرہؑ، جناب عبداللہؑ، جناب آمنہؑ، جناب ابوطالبؑ، اُن کے بیٹے جناب عقیلؑ، جناب

جعفر طیارؑ، سب کا ذکر کیا ہم نے پھر اولاد میں ہم نے بارہ آئمہؑ کا ذکر کیا ابھی ان دس دنوں میں ایک شخصیت ابوطالبؑ کے گھرانے کی بچ گئی، معصومین میں۔ آج کی تقریر اُس کی نذر ہے۔ یعنی حضرت سیّدہ فاطمہ زہراؑ۔ (صلوٰۃ)

وہ محسنۂ اسلامؑ جس کی مادرِ گرامی کا ذکر ہم پانچویں تقریر میں کر چکے آج کی تقریر یعنی آخری تقریر اُن کی نذر ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ شخصیت کا اسٹیٹس کیا ہے کہ آج جب ہم اپنے عشرے کو مکمل کر رہے ہیں تو اُن کے ذکر سے تقریر کا آغاز کر رہے ہیں لیکن آپ کو یاد ہوگا اس سے پہلے کہ ہم اس نذر کو پیش کریں، آپ کو یاد ہوگا کہ اعلان یہ تھا کہ حج کا سفرنامہ مکے اور مدینے کا ذکر بھی آتا رہے گا، میری کوئی تقریر اُس ذکر سے خالی نہیں جہاں جہاں ذکر میں نے کیا آپ نے اُسے سنا ہوگا اور ایک ہی موضوع وہ بھی ساتھ ہی چل رہا تھا آج کی حد تک میں تلخیص کر کے سنا دوں اُن لوگوں کے لئے جو حج کر چکے یا وہ لوگ جو نیت رکھتے ہیں ارادہ رکھتے ہیں، حج کے معنی ہی ہیں قصد کرنے کے۔ حج کے معنی ہیں قصد کرنا ارادہ کرنا اب ایک غلط فہمی یہ ہے پورے عالمِ اسلام میں پوری دنیا میں کہ شیعہ حضرات حج نہیں کرتے اُن کا حج یہ ہے کہ وہ خراسان چلے جائیں کربلا چلے جائیں لیکن اب ایسا نہیں ہے، بات مشہور ہے لیکن کئی لاکھ شیعہ حج کرتے ہیں ڈیڑھ لاکھ تو صرف ایرانی شیعہ ہوتے ہیں کسی اور جگہوں کے تو کتنے ہوں گے ہندوستان کے پاکستان کے عراق کے لبنان کے ڈیڑھ لاکھ تو صرف اس سال ستائیس لاکھ حاجیوں میں سب سے زیادہ حاجی ایران کے تھے، ڈیڑھ لاکھ، اور سب سے اوپر فہرست میں لسٹ میں گورنمنٹ نے انہیں کا نام دیا تھا تو اب پتہ چلا دنیا کو کہ شیعہ کتنا حج کرتے ہیں، تو کم از کم وہ لوگ جو ایرانی فکر رکھتے ہیں،

ایران کو بہت پسند کرتے ہیں وہاں کے انقلاب کو بہت پسند کرتے ہیں، خمینی صاحب کا نام بار بار لیتے ہیں تو اُن کی فکر کم از کم یہ ہونی چاہئے کہ ہم حج کرنے ضرور جائیں گے، بہت غور سے آج کی تقریر سنئے گا۔ آپ کے کام کی ہے عام طور پر ایک خیال یہ ہے کہ حج بڑھاپے میں ہوتا ہے، یہ بھی غلط ہے۔ حج جو ہے وہ جوانی ہی میں کرنا چاہئے حج کرنے کے بعد مجھے اندازہ ہوا اس لئے کہ جب میں نے حج کیا اور آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ شاید تصور میں لوگوں کے یہ ہو کہ ستائیس لاکھ بوڑھے ایک جگہ جمع ہوتے ہوں گے تو کیسا لگتا ہوگا۔ آج یقین کیجئے ستائیس لاکھ میں آدھے سے زیادہ جوان تھے جو میں نے دیکھے، مصر کے انڈونیشیا کے ملائشیا کے تو پتہ چلا ہر عمر کے حاجی اور انہیں تو جانے دیں چھوٹی چھوٹی گاڑیوں میں چھوٹے چھوٹے بچّے بھی حج کرنے آرہے ہیں اُنہیں گاڑیوں میں بیٹھا کے

طواف کرایا جاتا ہے پتہ چلا عمر مقرر نہیں ہے حج کے لئے میں نے ایک بات عرض کی تھی کہ شیعوں کو تو پہلے نیت کرنی چاہئے کہ ہم حج کرینگے، اس لئے کہ یہاں حج مراد نہیں ہے ابھی بات آئے گی۔ صرف حج مراد نہیں ہے بلکہ چھ معصومؑ آواز دے رہے ہیں خراسان گئے ایک معصوم سے ملے عراق گئے چھ معصوموں سے ملے مدینے گئے چھ معصومونؑ سے ملے، اور ہر معصومؑ گیارہ آئمہ کی ماں کی زیارت کی، زہراؑ آواز دیتی ہیں کہ کیا میری قبر کو تنہا چھوڑ دیا تو نے، انہوں نے گرا دیا مسمار کر دیا تم یہ ظلم کر رہے ہو کہ کہتے ہو کہ حج بڑھاپے میں ہوتا ہے، تو حج کی نیت اس لئے کرے قوم کا ہر فرد کہ ہمیں حج بھی کرنا ہے اور وہاں بھی جانا ہے اور اس لئے لازمی ہے کہ کربلا جانا اور ہے خراسان جانا اور ہے وہاں پابندیاں نہیں کسی کا روضہ نہیں گرایا جا رہا، کسی کی قبر کو مسمار نہیں کیا جا رہا ہے جہاں جانا لازمی ہے جا کر

بتاؤ کہ یہ لاوارث لوگ نہیں ہیں، اِن کے ماننے والے ہیں اس لئے جاؤ اور جوانی میں جاؤ جوانی میں اس لئے جاؤ کہ بڑھاپے کا حج بہت مشکل ہوتا ہے دیکھا ہے میں نے گاڑیاں ہوتی ہیں بلکہ چھوٹے چھوٹے کھٹولے ہوتے ہیں، اور وہ کاندھوں پر حبشی اُٹھائے ہوئے ہوتے ہیں اور بے چارے بڈھے بس وہ تماشا دیکھ رہے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ نہ کچھ پڑھ سکتے ہیں نہ اُن کو کچھ معلوم کون اعمال کروائے اُس گاڑی میں چڑھ کے۔ اُس کھٹولے پر کون چڑھے گا، اُن کو اعمال کرانے آئے بس طواف کیا، گاڑی چلی وہ حبشی پہنچا گیا لے جا کر پھینک دیا اُن کو۔ تو ایسا حج بھی کس کام کا کہ اپنے پیروں سے بھی نہ چل سکیں تو مجھے یہ اندازہ ہوا کہ جوانی کا حج جو ہے اُس میں یہ آرام ہے کہ ہر چیز دیکھنے کو آرام کے ساتھ جہاں چاہا پہنچ گئے۔ جس پہاڑی پہ چاہا چڑھ گئے جس طرف چاہا نکل گئے۔

دھوپ کتنی بھی تیز ہو، شدت جتنی بھی ہو حدت جتنی بھی ہو آرام سے زیارتیں کیں تو اب میں آپ کے لئے آسان کر دوں کہ جتنی بھی کتابیں حج پر لکھی گئی ہیں اور جتنے بھی علماء نے لکھی ہیں جب تک میں نے اس فریضے کو ادا نہیں کیا تھا اُس وقت یہ بات مجھے نہیں معلوم تھی حج کرنے کے بعد اندازہ ہوا کہ حج پر جتنی کتابیں علماء نے لکھی ہیں سب ناقص ہیں۔ جب ایسا موضوع میں چھیڑتا ہوں تو بعض حضرات کہتے ہیں یہ نہ کہا کیجئے علماء کو کچھ نہ کہا کیجئے بھئی کہاں سے کہوں؟ باہر کھڑے ہو کر کہوں گا تو آپ کہیں گے کہ غیبت کر رہا ہے اُن کے منہ پر کہوں گا آپ کہیں گے بدتمیزی کر رہا ہے تو منبر سے کہوں نہ جہاں سے غیبت ہو سکتی ہے نہ جنگ ہو سکتی ہے، یہ جگہ ہے ہی اس لئے کہ تنقید کی جائے۔ سمجھ رہے ہیں آپ۔ یعنی یہاں غیبت نہیں ہے منبر سے اگر کسی کے بارے میں کچھ کہوں تو غیبت نہیں ہے

ہزاروں آدمی سن رہے ہیں یہ غیبت نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ چھپ کر کونے میں کچھ کہہ دیا شر پھیلا دیا یہ ہے غیبت یہ غیبت نہیں ہے، اسے غیبت نہیں کہتے اسے اصلاح کہتے ہیں سدھر جاؤ سنبھل جاؤ، دین کو سنبھالو تمہاری ذمہ داریاں کیا ہیں اگر یہ غیبت ہوتی تو یہ ریکارڈ میں نہ آتی ویڈیو میں نہ آتی سب سنیں سب سمجھیں وہ خود بھی سنیں کہ انہوں نے کیا کیا، انہوں نے کیا خدمت کی ہے، اوّل نماز دوسرے روزہ تیسرے حج لیکن اب یہ عجیب بات ہے اگر میں کسی قوم کے فرد سے پوچھوں نوجوان سے کہ مجھے کھڑے ہو کر پورے اعمالِ حج ذرا سمجھا دو کیسے شروع ہوا کیسے تمام ہوا کوئی بتانے کو تیار نہیں ہوگا۔ کہا ہمیں نہیں پتہ زبانی نہیں یاد، اچھا جب آپ کو معلوم نہیں اعمالِ حج آپ سمجھا نہیں سکتے آپ کو کیا حق ہے کہ پھر آپ کسی حج کرنے والے کے نام کے ساتھ اگر الحاج لکھا ہے تو اُس پر تنقید کریں یعنی فائق حسین صاحب لیجئے آ گئے انہوں نے پہلی مجلس کی واپسی کے بعد انہوں نے کہا عنوان بتا دیجئے میں نے کہا شہرِ مدینہ اور فاطمہ زہراؑ پہلا پرچہ چھپا حج سے میری واپسی کے بعد انہوں نے لکھا الحاج ضمیر اختر نقوی کہنے لگے صاحب میری تو جان مصیبت میں ہو گئی جس کو دیکھئے وہ کہہ رہا ہے کیوں لکھا آپ نے الحاج پوچھئے بیٹھے ہوئے ہیں بھائی جب آپ کو اعمال حج نہیں معلوم فتوے نہیں معلوم آپ کو تنقید کا کیا حق ہے کسی نے کہا صاحب پہلے حج پر الحاج نہیں ہوتا تیسرے پر ہوتا ہے یہ مسئلہ آپ کو کہاں سے معلوم ہوا، کس کتاب میں دیکھا کس تقریر میں سنا حوالہ یہ، اس پر تبصرہ کیوں ہوا، کیسے پتہ آپ کو، انہوں نے کہا صاحب حوالہ وغیرہ نہیں معلوم۔ بس آپ لکھئے نہیں الحاج آپ حاجی کہئے اپنے کو۔ اچھا جو حج کر کے آیا ایک ایک چیز کو جس نے غور سے دیکھا اُس کو یہ نہیں

پتہ کہ الحاج لکھا جائے یا نہ لکھا جائے آپ کو پتہ ہے۔ یعنی ہم غلطی پہ تو یہ بات کہاں سے شروع ہوئی جس نے بنایا اُس کو نہیں معلوم کہ آگ افضل کہ خاک افضل شیطان کہے تجھ کو نہیں معلوم۔ نعرہ حیدری! دیکھا آپ نے یہ فکر وہاں سے چلی یہ شیطانی فکر ہے یعنی ہمیں نہیں معلوم کہ الحاج لکھا جائے گا یا نہیں لکھا جائے گا آپ کو معلوم ہے تیسرے حج پر الحاج۔ الحاج کے معنی معلوم ہیں آپ نے اعتراض تو کر لیا کہا حاج چھوڑیئے ال کے معنی بتا دیجئے یعنی بعض نے کہا یعنی اچھے پڑھے لکھے اب کیا میں نام لوں لفظ علامہ استعمال کروں گا آپ برا مان جائیں گے انہوں نے بھی یہی بات کہی کہ صاحب کیا لفظ کی عزت اور کیا لفظ کا احترام ہو رہا ہے کہ انہوں نے بھی کہا قرآن کو آپ نے کہا الکتاب، کیا مطلب ہوا تین کتابیں آپ نے اپنے مکان کا نام رکھا الشمس تین مکان تین سورج کا مکان القمر کیا مطلب ہوا المیزان تین میزانیں کس معنی سے آپ کہہ رہے ہیں کہ تین حج پر الحاج تو بات کیا ہے، حج کے لئے ایسے لوگ زیادہ جاتے ہیں واپس آئے تو ہو گئے حاجی، حاجی لفظ خود ہی بنایا، یہ لفظ نہ عربی میں نہ اُردو میں اصل لفظ ہے حاج چھوٹی ''ی'' لگا کے حاجی بنا دیا آپ کہیں گے دلیل۔ دلیل بھی لغت میں نہیں ہے عربی لغت میں لفظ حاجی نہیں ہے یہ لفظ ہندوستانیوں نے بنایا ہے اصل لفظ ہے ''حاج'' حاجی نہیں آپ کہیں گے دلیل اچھا تو دلیل لیجئے عورت آئی حج کر کے اُنہوں نے کہا حجن ہے، یہ لفظ عربی میں نہیں ہے۔ آپ نے بنایا نا۔ مرد آیا تو حاجی عورت آئی تو حجن تو یہ حاجن اور یہ حاجی صاحب، پتہ چلا کہ ہندوستان اور پاکستان نے ترکیب بنائی اب صاحب انہوں نے کہا یہ تو دو دو تین تین کرنے جاتے ہیں حاجی صاحب انہوں نے کہا جب بڑا والا حج ہو گیا تو انہوں نے کہا

الحاج۔ الحاج یعنی چار پانچ حج کیئے ہیں ہر سال کرتے ہیں یہ الحاج تو شرفاء کے یہاں عربی لغت میں ہر حاجی کو الحاج ہی کہتے ہیں لغتوں سے رجوع کریں۔ اب ال کے کیا معنی ال کے معنی یہ حاجی یہ حج کرآیا ہے یہ ال احترام کا ہے کہ اس نے حج کرلیا حاج کے معنی حاجی ڈبل حج نہیں۔ اب دلیل آپ مانگیں گے فقہ سے عقلی دلیل آپ نے پانچ وقت کی نماز پڑھی کیا کہلائے آپ نمازی تو پانچ وقت کی آپ پڑھتے ہی نہیں، رات کو اُٹھے دو بجے آپ نے ڈیڑھ ہزار رکعت پڑھ لی صبح اُٹھے آپ نے کہا رات ہم نے ڈیڑھ ہزار رکعت پڑھی آپ کو کوئی نمازی کہے گا، کہے گا واجبات تو ادا نہیں کئے۔ کیسے نمازی تم تو اور بدتر ہو گئے۔ تمہارے پاس تو تقویٰ ہی نہیں ہے۔ واجبات تو ادا نہیں کئے۔ پتہ چلا جو واجب ادا کرے تب قدرت انہیں ایوارڈ (Award) دے نمازی کا غیر واجب ادا کرو گے تو ایوارڈ نہیں ملے گا، ایک مہینے کے رمضان کے روزے رکھے روزے دار رمضان کے روزے رکھے نہیں پورے سال روزے رکھ رہے ہیں روزے دار ہو گئے واجب ادا کرو تب روزے دار پہلا حج واجب دوسرا حج غیر واجب واجب پر الحاج مستحب پر بھی الحاج واجب پر ایوارڈ ملے گا غیر واجب پر نہیں ملے گا وہ غیر واجب میں تو اسراف آ جائے گا، گئے کیوں تم دوسرے کو حج کراتے، بھئی تیسرے پر کیوں گئے دوسرے کو کراتے عمر میں ایک حج واجب ایک واجب کرلیا تو اب جس نے واجب کرلیا وہ بے چارہ بھٹکتا رہے کہ اُس کو کچھ نہ کہا جائے ملے تو وہی شیخ صاحب کا حاجی ہندوستانی لقب تو یہ بھی اُس وقت تک کے لئے ساری زندگی تھوڑی الحاج ہی لکھنا ہے آپ کو اب یہ بھی شرح کا مسئلہ۔ یہ ایسی عبادت کہ آ کر اعلان کرو کہ تم نے حج کیا۔ نماز پڑھ کر نہ کہتے پھرو کہ نماز پڑھی روزہ رکھ کر مت

کہو کہ روزہ رکھا، حج کر کے آؤ تو ولیمہ کرو بتاؤ بلا کر حج کیا کیوں؟ (نعرۂ حیدری) اعلان کرو کہ ہاں ہم حج کر کے آئے، تاکہ دوسرے بھی جائیں حج سے محبت پیدا ہو اس لئے اعلان کرو۔ ولیمہ کر دوں گا پھر نہیں لکھاؤں گا الحاج تو جب خود ہی لوگ سمجھ گئے۔ صلوٰۃ پڑھیے! تو ایک بات تو صاف ہوگئی الحاج اب جنہوں نے سن لیا ہے اُن کے سامنے اگر کوئی کہے تو انہیں ذرا سا سمجھا دیجئے گا بعض لوگ تو بدتمیزی پر آ گئے وہ بے چارہ ایک بچّہ ہے وہ کہنے لگا میں پرچہ بانٹ رہا تھا آج کی مجلس کا تو انہوں نے کہا یہ مردود کمبخت کیا تین حج کر آیا ہے جو الحاج لکھ رہا ہے گالیوں پہ آ گئے لوگ تو اب آپ دیکھئے اگر میں کچھ تنقید کر دوں تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ نہ کیا کیجئے اور میرے اوپر جو گالیاں پڑتی ہیں تو پھر اس کا کیا ہوگا بھئی اُس کا بھی تو دفاع کریں آپ تو میں اگر یہاں بیٹھ کر دفاع کر لیتا ہوں تو آپ کو اعتراض کیا ہے اور پھر میرا حج صرف حج نہیں تھا بلکہ حج کے ساتھ، عبادت کے ساتھ ساتھ ایک ریسرچ Research بھی تھی جدے پہنچا، اب یہاں پہ ثروت صاحب بھی تشریف فرما ہیں ایک پورا سفر نامہ مجھے اپنا سنا دیا بڑا دلچسپ سفر نامہ سنایا ثروت صاحب نے کہ کیا کیا ہوتا ہے اور سب سے زیادہ ثروت صاحب نے مجھے ڈرایا بچئے گا صاحب حبشیوں کی کہنیوں سے بچئے گا اور ظاہر ہے بے چارے مجھے اس لئے سمجھا رہے تھے کہ آپ کو تو بچنا ہی ہے، تو بتایئے میں کتنا خوف زدہ تھا کتنا ڈرا ہوا جاتے جاتے صاحب ایک صاحب ملے انہوں نے کہا صاحب مفاتیح الجنان آپ نہیں لے جا سکتے حج کی کوئی شیعوں کی کتاب نہیں لے جا سکتے، سب پھاڑ پھوڑ کر پھینک دی جاتی ہے، خمینی صاحب کی کوئی تصویر، کتاب یہ نہ ہو وہ نہ لے جایئے گا ورنہ پکڑے جائیں گے آپ اب دس

طرح کی باتیں ظاہر ہے اتنا بڑا سفر سب کی سن رہے ہیں ڈائری (Dairy) میں نوٹ (Note) کر رہے ہیں کچھ علماء نے بتایا تو یہاں سے ایئرپورٹ (Airport) سے میں شیروانی پہنے ہوئے تھا اور لوگوں نے بازو پر بہت سے امام ضامن باندھ دیئے میں نے ایک بھی نہیں کھولا اب جس جہاز میں مجھے جانا تھا، اُس میں ساڑھے چار سو حاجی پنجاب کے آئے ہوئے تھے، سب یہیں سے احرام باندھ لیتے ہیں اندر گیا میں نے دیکھا کہ سب نے احرام باندھ رکھے ہیں، میں آرام سے شیروانی پہنے بیٹھا رہا، امام ضامن ویسے ہی بندھے ہوئے تھے، اب جب جانے لگے جہاز کی طرف تو سب مجھ ہی کو دیکھ رہے ہیں ساڑھے چار سو حاجی کوئی کسی کو نہیں دیکھ رہا ہے PIA والے بھی اور اسکاؤٹ (Scout) بھی جو پنجاب سے آئے تھے استقبال کے لوگ مجھ ہی کو دیکھے جا رہے ہیں کیا مصیبت ہے یہی شیروانی پہنے ہوئے تھا اور امام ضامن بندھے ہوئے تھے کوئی شکل بدلی نہیں تھی بس یہی شکل تھی مگر سب مجھ ہی کو دیکھ رہے تھے اب ایک صاحب کو برداشت نہیں ہوا وہ قریب آئے اور کہا آپ کیا جعفری فقہ سے ہیں؟ میں نے کہا آپ کیا پاکستانی ہیں؟ پینتیس سال ہو گئے پاکستان میں آئے ہوئے آپ کو پاکستانی بنے ہوئے ابھی آپ کو پتہ نہیں کہ جعفری ہوتا کیسا ہے۔ آج دیکھا ہے پہلی بار جعفری کو کیا، پھر آگے بڑھا پھر گیٹ پر پوچھا گیا آپ شیعہ ہیں، آپ شیعہ ہیں تو کیا پہلی بار آپ نے دیکھا شیعہ لیکن اب تک آپ کو نہیں معلوم کہ شیعہ لوگ کہاں سے احرام باندھتے ہیں، یعنی ایک ساتھ رہ رہے ہیں مل کر پاکستان بنایا ہماری فقہ کو ہماری عادات واطوار کو اب تک آپ نہیں سمجھے جب کہ ہم آپ کی رگ رگ سے واقف ہیں (نعرہ حیدری) اب بتایئے علم سے کون قریب ہے ہم

سے پوچھو شافعی فقہ کے بارے میں حنفی فقہ کے بارے میں حنبلی فقہ کے بارے میں، مالکی فقہ کے بارے میں ہم بتائیں گے، خیر تو چلا جہاز صاحب چل دیا پورے جہاز میں اللہ ھُمَّ لبیک پڑھا جا رہا تھا ٹیپ لگا ہوا تھا اور اعلان ہوا تھوڑی دیر میں آپ ساڑھے تین گھنٹے کے بعد حجاز کی پاک سرزمین پر اترنے والے ہیں، اُتر گیا جہاز اُس کے بعد اندر نیچے گیا تو ٹی وی چل رہے تھے ایئر پورٹ میں ٹیلی ویژن پر خانہ کعبہ وغیرہ دکھایا جا رہا تھا اب صاحب مصری جہاز بھی آئے ہوئے تھے، ایرانی جہاز بھی آئے ہوئے تھے، میں سوچنے لگا کہ مفاتیح بھی لایا ہوں اور تقریباً پچیس شیعہ علماء کی حج کی کتابیں بھی لے کر گیا تھا سب نے منع کیا تھا پتہ نہیں کیوں لے گیا، ساری کتابیں لے کر گیا اور سب سے اوپر رضی جعفر صاحب کی کتاب جس پہ تنظیم المکاتب لکھا ہوا جعفریہ فقہ لکھا ہوا سب کچھ لے کر گیا ہینڈ بیگ میں کتابیں رکھی ہوئی تھیں، ایک صاحب آئے میرے پاس کہنے لگے پشاور کا ہوں میرا نام انیس آغا ہے اور آپ ہمارے آدمی لگتے ہیں، ہم نے کہا ہوسکتا ہے کہنے لگے آپ سب سے آگے لائن میں کھڑے ہو جائیں اب دیکھئے یہاں سے میراج شروع ہو رہا ہے یہ پاکستان کا نام پہچاننے میں ذرا دقتیں ہو رہی تھیں سب سے آگے کھڑا ہو گیا سب سے پہلے میرا نمبر سب سے پہلے میں داخل ہوا اور سامان کی اب تلاشی ہونے لگی پاسپورٹ اُس نے دیکھا پہلا سوال اُس نے یہ کیا کہ ''سیّد'' میں نے یہ طے کر لیا کہ میں منہ سے نہیں بولوں گا، اور یہاں عربی شروع ہو رہی تھی تو میں اب اشاروں سے باتیں کروں گا تاکہ پھنسوں نہیں اُس نے کہا سیّد وہ مسکرایا پاسپورٹ واپس کر دیا لیجئے پیچھے مڑ کر دیکھا تو گھنٹوں چیکنگ ہو رہی ہے آگے بڑھے ہم نے اپنا سوٹ کیس اُٹھا لیا، لڑکا

تھا تقریباً سترہ اٹھارہ برس کا نوجوان لڑکے کام کر رہے تھے، چیکنگ میں، کسٹم میں، میں نے کہا یہ سوٹ کیس کہنے لگا بس بس! میں نے کہا ہاں میں نے چاہا کھولوں اُس نے کہا شکراً شکراً چلئے صاحب شکراً شکراً ہو گیا میں نے کہا اس نے تو کچھ دیکھا ہی نہیں، اب اُس کے بعد جب گیٹ پر پہنچا تو اُس نے کہا کر اس لگواؤ اس ہینڈ بیگ پہ میں نے کہا اب پھنس گیا اس میں مفاتیح اور اس میں ہیں کتابیں پھر میں واپس گیا تو میں نے اشارہ کیا تو صاحب مفاتیح بھی دیکھی ساری کتابیں اُس نے دیکھیں پڑھا رکھ دیا ایک دس منٹ میں میں باہر تھا، جب میں نے وہاں والوں کو سنایا کہنے لگے آپ کے ساتھ معجزہ ہوا ساری مفاتیح رکھ لی گئیں ساری کتابیں رکھ لی گئیں، تو میں بڑا خوش ہوا میں نے کہا معجزات کا آغاز ہو گیا ہے، اب جو شوت صاحب نے ڈرایا تھا کہ کہنا ں لگتی ہیں تو اب ذرا ہمت میری جوان ہو گئی گھر پہنچ گیا، اب حج کا زمانہ آ گیا اب مجھے احرام باندھنے کے لئے میقات پر جانا ہے جہاں سے احرام باندھتے ہیں جا کے بازار سے تولیے کا احرام خرید لیا اور اب پتہ چلا کہ صرف حج نہیں کرنا ہے یہ جو بلایا گیا ہے مجھے حج کروانا ہے دو سو پینتالیس آدمیوں کو میرا دم نکل گیا تقریباً دو سو پینتالیس آدمی کے قافلے کو حج کروانا ہے بتایئے اب صاحب میں تو بڑا پریشان کہ مجھے حج خود کرنا ہے آج تک کیا نہیں کیسے کیا کرنا ہے لیکن بہر حال اطمینان تھا کہ معجزات شروع ہو گئے تو کچھ نہ کچھ ہوگا پتہ چلا کہ رات کو ساڑھے نو بجے آپ کو میقات پر جانا ہے، تو اب دیکھئے کہ سب احرام باندھتے ہیں کراچی سے جو قافلے جاتے ہیں زیادہ تر یا تو مولانا یہاں سے بندھوا دیتے ہیں اپنے قافلے کو شیعہ حضرات احرام باندھنے کے بعد چھت کے نیچے نہیں بیٹھ سکتے چھت کے نیچے بیٹھے بکرا گیا،

اور میں نے طے کیا ہوا تھا کہ کوئی بکرا وغیرہ نہیں دینا سیدھا سیدھا حج کرنا ہے۔ بکرے بس وہی ہو جائیں گے ویسے کے کفارے کا کوئی بکرا نہیں دینا تو پتہ چلا کہ یا تو نیت کریں آپ اور وہاں تجدید احرام کریں پہنچ کر جدے میں اور یا پھر اگر وہاں پہنچ سکیں حضرت عائشہ کی مسجد پر تو وہاں سے احرام باندھیں، تو میں نے یہ طے کیا کہ اپنے پہلے حج کا احرام میں وہاں سے نہیں باندھوں گا اب مولا نے معجزہ دِکھایا قافلے کا پروگرام بنا جُعفہ جانا ہے، کہنے لگے وادی غدیرِ خُم سے احرام باندھنا ہے، (صلوٰۃ) اب میرا دل اچھلنے لگا اب جو نو ٹرکوں کا قافلہ چلا رات کو جدے کی سڑکوں سے ہوتا ہوا جیسے جیسے منزل قریب آ رہی تھی میری نگاہوں میں منظر تھا ڈیڑھ لاکھ حاجی جا رہے ہیں دھوپ تیز ہے ایک بار میں اُس منزل پر پہنچا لوگوں نے کہا یہ آ گئی وادی غدیر یہ ہے وادی غدیر اترتے ہی میں نے وہاں کی خاک کو اُٹھایا وہ زمین جہاں **من کنت مولا فھٰذا علی مولا** کی صدا بلند ہوئی۔ (نعرۂ حیدری)

میر انیسؔ نے کہا تھا:-

چھلکتے جام رہیں ، میکدہ رہے آباد
خُمِ غدیر کی دے ساقیا شراب مجھے

میں نے وضو کیا، وضو کر کے میں نے احرام باندھا دو رکعت نماز احرام کی پڑھی اُس کے بعد سب کو جمع کر کے میں نے آواز دی یہ وہ وادی ہے جہاں قافلہ چلتے چلتے ٹھہرا تھا، رسولؐ اللہ نے اپنی زندگی میں ایک حج کیا پہلا اور آخری حج، ڈیڑھ لاکھ حاجیوں کے ساتھ مکّے سے واپسی تھی مدینہ دور مکہ دور قافلہ ٹھہر گیا کیوں ٹھہرا جانے والوں سے کہو واپس آئیں جو پیچھے رہ گئے اُن کا انتظار کرو، کیا چاہتے ہو

اعلان کر دو جانے والوں کو واپس کیوں بلایا آنے والوں کا انتظار کیوں ہے، تو نبیؐ کہے گا کہ ولایت کا مسئلہ ہے میں ولایت کے مسئلے میں یہ چاہتا ہوں، وہ اس مسئلے میں کوئی آگے بڑھ جائے نہ کوئی پیچھے رہ جائے جو آگے بڑھا وہ نُصیری بنا جو پیچھے رہا اُس نے چوتھا مانا، یہاں آؤ پہلا مانو، نعرہ حیدری...... پہلا مانو پیچھے رہنا پسند نہیں چوتھا ماننے والے پیچھے رہ گئے آگے بڑھ جانے والے خدا ماننے لگے منزلِ اعتدال پر آؤ یہ ہے منزل اعتدال کہ جہاں میں علیؑ کو مان رہا ہوں وہاں سے مانو ٹھہرو قافلے کو روکو قافلہ رُکا دھوپ بہت تیز تھی اتنی تیز کہ عماموں کو اتار کر پیروں میں باندھا تھا سب نے پیروں میں باندھا تھا۔ ابوذرؓ، سلمانؓ جاؤ وہ کھجور کے درخت تھے دو ان کے نیچے جا کر زمین کو صاف کرو کانٹوں کو راہ کے ہٹاؤ یہ کیا عمل ہے اُس پر کوئی فکر ہے صدیوں صدیوں کی فکر دیکھو ڈیڑھ لاکھ صحابی تھے لیکن علیؑ کی راہ سے کانٹے ہٹانے کو صرف سلمانؓ و ابوذرؓ کو بھیجا ہے، اب میرے بعد علیؑ کی راہ سے کانٹے یہی ہٹایا کریں گے جاؤ کانٹوں کو صاف کرو کانٹوں کو صاف کیا کہا وہاں کوئی جائے نہ اُس طرف کوئی مت جائے چادر تان دی جائے چادر تان لی گئی دھوپ بڑھتی چلی سورج بالکل نصف النہار پر تھا، سر پہ آفتاب چمک رہا تھا چترِ زرّیں لگا ہوا تھا چمک رہا تھا سروں پر اتنی تیز دھوپ ذی الحجہ کی اٹھارہ تاریخ ایسے میں رسولؐ اللہ نے بلایا سترہ اصحاب کو اور کہا سنو ایک کام کرو میرے اپنے مشورے سے ایک کام کرو سرکار حضورؐ بتائیے کہا سنو ایک منبر لاؤ مجھے ایک منبر چاہیے دیکھا آپ نے شوریٰ کمیٹی الگ بیٹھی مقصد کیا جمہوریت پسند مسلم مزاج کو ایک جھٹکا دیا تھا جاؤ اپنے شورے سے شوریٰ کمیٹی کے حوالے ایک کام کیا ہے چھوٹا سا ایک منبر لانا ہے صحابہ گئے مشورہ کیا واپس آئے کہا مکہ دور

مدینہ دور مسجد کوئی نہیں منبر کہاں سے لائیں کہا اب شوریٰ پر ناز نہ کرنا جمہوریت پر ناز نہ کرنا ایک لکڑی کا منبر نہیں لا سکتے تو صاحب منبر کیسے بناؤ گے بتاؤ کیا کریں کہا اچھا جاؤ لا نہیں سکتے تو ایک منبر بناؤ، پھر شوریٰ کمیٹی بیٹھی نبیؐ کے مقابل شوریٰ ہارتا جارہا ہے غور کرتے جائیں (صلوٰۃ پڑھیں) منبر بناؤ پھر سب گئے سر جوڑ کے بیٹے منبر بنانا ہے واپس آئے حضور منبر نہیں بن سکتا کہا کیوں کہا لکڑی نہیں لکڑی کے تختے نہیں کیلیں نہیں ہتھوڑی نہیں اوزار نہیں، آری نہیں ظاہر ہے یہی سب اوزار رہے ہوں گے بڑھئی کے وہ کہاں ہوں گے صحابہ نے کہا منبر نہیں بن سکتا تو اب بتایا کہ آج گر منبر نہ بنا سکے تو میرے بعد صاحب منبر مت بنانا شوریٰ کو حق نہیں کہ صاحب منبر بنائے جو منبر بنائے وہ صاحب منبر بنائے ناکامیاب شوریٰ اب دیکھو میں بتاتا ہوں تو منبر بنا اُسی کمیٹی سے کہا تم منبر بناؤ سرکار کیسے بنائیں اونٹوں کے کجاوے اُتارو جیسے میں کہتا ہوں ترتیب سے منبر بناتے جاؤ عماریوں کا منبر تیار ہوا منبر بنا اعلان ہوا پھر کہا اب اسے توڑ دو مقصد کیا نبیؐ بتانا چاہتا تھا تمہارے ہاتھ سے منبر بنوائیں گے تمہارے ہاتھ سے تڑوائیں گے تاکہ مولا یت کے منبر پر تم نہ بیٹھ سکو، نعرہ حیدری......!

تم نہیں بیٹھ سکتے اس منبر پر میں جاؤں یا وہ جائے جس کا اعلان ہو مدینے کے منبر پر بیٹھنا اور ہے، اس منبر پر بیٹھنا اور ہے، قیامت تک اب اس منبر پر نہ بیٹھ سکو گے آئے شان سے آئے وادی جُحفہ کی نگاہوں میں یہ منظر تھا کہ وہ کجاوؤں پر چڑھتے چلے علیؑ کو لے کر چلے اور خطبہ دیا کہا شاید میں اس سال تم میں نہ رہوں میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں، خطبے کو یہاں پر تمام کیا تھا ایک قرآن اور ایک میرے اہلِ بیتؑ، خطبے کے آخری جملے طویل خطبہ اور اُس کے

بعد اب تاریخ لکھتی ہے کہ بازو پکڑ کر اتنا بلند کیا، اتنا بلند کیا کہ سفیدیٔ بغل نمودار ہوگئی اور جب بلند کر چکے تب کہا تب کہا آواز دی۔ مَن کنتُ مولاہُ فھٰذا علیؑ مولا زیدؓ شہید نے زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا تھا کہ جہاں بیٹھے تھے اشارہ کر کے بتا دیتے کہ یہ تمہارا مولا ہے بلند کر کے انگلی سے اشارہ کر کے کیوں کہا۔ امامؑ نے کہا اس لئے کہ بعد میں اشارہ کسی اور طرف نہ ہو جائے یہ علیؑ یہ والا علیؑ یہ علیؑ مولا ہے کوئی اور علیؑ مولا نہیں بعد میں کہتے ہیں علیؑ اللہ کا نام ہے اللہ مولا یہ علیؑ مولا۔ من کُنتُ مولاہُ فھٰذا علیؑ مولا، آپ نے غور کیا نبیؐ نے تین چیزیں چھوڑیں اگر ہنگامی حالات میں کوئی واقعہ ہو تو کوئی کبھی نہیں بھول سکتا، تین چیزیں چھوڑیں، آفتاب کی حدت، گرمی کی شدّت، منبر کی جدّت، تین چیزیں چھوڑیں، یہ گرمی یہ آفتاب کی حدت یہ منبر کا بننا کم از کم تین چیزیں تو نہ بھول سکو گے جب پڑھو گے قرآن میں اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (صلوٰۃ پڑھیئے) احرام باندھا میں نے احرام باندھ کر چلا اب جو احرام باندھا تو ایک دم سارے فتوے یاد آ گئے شکار نہیں کھیل سکتے، احرام باندھ لیا جھوٹی قسم نہیں کھا سکتے، سچی قسم بھی نہیں کھا سکتے، غصہ نہیں کر سکتے، حرم کی پتیاں نہیں توڑ سکتے، نکاح نہیں کر سکتے، نکاح نہیں پڑھ سکتے کسی پر غلط نظر نہیں ڈال سکتے، اب پتہ چلا فضول کی باتیں نہیں کر سکتے اب پتہ چلا حج کا مقصد کیا ہے عمر میں ایک بار جا کر اس کی پریکٹس (Practice) تو کر لو کہ غیبت سے کیسے بچا جا سکتا ہے برائی سے کیسے بچا جا سکتا ہے زنا سے کیسے بچا جا سکتا ہے اب پتہ چلا یہ احرام کیوں ہے امامؑ نے فرمایا جب احرام باندھو تصور میں یہ ہو کہ کفن پہن لیا محشر کے میدان میں جانا ہے یہ تصور ہو تو خدا کی قسم احرام باندھنے کے بعد یہی احساس ہوا کہ میں کفن

پوش ہوں اور میرے ساتھ کفن پوش میتیں چل رہی ہیں ہاں کسی کی زبان پر کوئی برائی نہیں کم از کم دس دن کے لئے انسان ایسا بن جاتا ہے اِسی لئے امامؑ نے فرمایا کہ حج کر کے جب حاجی آتا ہے تو گویا ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے، سارے گناہ دھل کر جھڑ جاتے ہیں کورا انسان ظاہر ہو جاتا ہے، تو کم از کم اس لئے توجہ کرو کہ ساری زندگی کے گناہ دھل جائیں پاک و پاکیزہ آؤ۔ ایک نظریہ اگر یہی ذہن میں رہے، وہاں سے چلا اب مکّے کا سفر تھا، ایک صاحب نے کہا پاسپورٹ چیک ہوگا، اور آپ مقامی لوگوں کے ساتھ حج کرنے جا رہے ہیں ہم نے کہا کوئی گھبرانے کی بات نہیں معجزے تو بار بار ہو رہے ہیں نو ٹرک رُکے پولیس والے آئے سب کے پاسپورٹ گئے، میرا پاسپورٹ اُنہیں نظر نہیں آیا، میں مکّے پہنچ گیا۔ اب صاحب چلے پیدل اب ایک تجسّس ہے اُس گھر کی جانب جا رہے ہیں جہاں کبھی فاطمہؑ بنت اسد آئی تھیں، اُس گھر کی جانب جا رہے ہیں جس کی حفاظت عبدالمطلبؑ نے کی تھی اُس گھر کی جانب جا رہے ہیں جس کی حفاظت میں حسینؑ نے اپنی جان دی تھی اُس گھر کی طرف بڑھتے جا رہے تھے، حرم کی سرزمین قریب آ رہی تھی مکّہ کی سرزمین اپنی مسافت کو کم کرتی جا رہی تھی ایک بار میری نظر پڑی یہ ہیں حرم کی دیواریں لیکن کہیں سے خانہ کعبہ نظر نہ آیا میں نے پوچھا کدھر سے جانا ہے اذن لے کر دعا پڑھ کر سارے حاجی میرے ساتھ تھے۔ انہوں نے کہا بہت سے دروازے ہیں، جس دروازے سے آپ جانا چاہیں ہم نے کہا نام بتاؤ انہوں نے کہا باب السّلام سے جاتے ہیں ویسے پہلے جو دروازہ پڑے گا وہ بابِ ابراہیمؑ ہے میں نے کہا اُسی طرف سے جاؤں گا اُسی نے تو کعبے کی بنیادیں رکھی تھیں علیؑ کے جد نے ان دیواروں کو اُٹھایا تھا پہلا حق ابراہیمؑ

کا اُسی دَر سے میں داخل ہوا حضرت ابراہیمؑ کے دروازے سے اندر داخل ہوا تو میں سوچ رہا تھا کون اس منزل تک پہنچائے گا کہ جہاں سے حج کا طواف شروع ہوتا ہے تو بڑی عجیب بات ہے اب دیکھئے کیسے مولا مدد کرواتے ہیں تو میں اُس منزل تک پہنچنا چاہتا تھا اور میرے پیچھے سب تھے کہ لائق صاحب جو یہاں موجود ہیں اُن کا لڑکا طائف شہر میں رہتا ہے جاوید وہ ایک ہفتے پہلے سے آیا ہوا تھا، اُس کے والد نے لکھا تھا کہ میں آ رہا ہوں، تو پورے ایک ہفتے سے اُسی دروازۂ ابراہیمؑ پر بیٹھ کر میری راہ دیکھتا تھا، اندر داخل ہوا تو پہلی نظر اُس پر پڑی، اُسے کیسے پتہ کہ میں بابِ ابراہیمؑ سے آؤں گا میں نے کہا بیٹا لے چلو مجھے اُس کالی لائن پر لے چلو ابھی میں نظر نہیں ڈالنا چاہتا معصومینؑ کے ارشادات میں یہ ہے کہ پہلی نظر اگر خانہ کعبہ پر پڑے تو اُس وقت جو دعا مانگو گے اُسی وقت قبول ہوتی ہے میں نے کہا میں کسی کا چہرہ نہیں دیکھنا چاہتا میں تو کعبے پر نظر ڈالنا چاہتا ہوں جب اُس مقام پر اُس نے کہا آ گیا وہ مقام تو میں نے نگاہ ڈالی۔ وہ اللہ کا گھر میرے سامنے تھا۔ (صلوٰۃ)

وہ گھر میری نگاہوں کے سامنے تھا اور میں نے طواف شروع کیا سات چکر میں نے لگائے سات طواف میں نے کیئے آپ کو معلوم ہے پہلی دعا میں نے یہ مانگی معبود صرف ایک دعا مانگتا ہوں پہلی دعا کہ فاطمہ زہرؑا کی قبر تو بنوا دے مالک میں نے کچھ نہیں مانگا مولا تم خود دو گے جو کچھ تمہیں دینا ہے ہم کیا مانگیں گے اپنی ذات کے لئے تم دو گے قبر زہرؑا بن جائے شہزادی کا روضہ بن جائے یہ دعا مانگی ہم نے مولاؑ ہماری دعا سنیں گے ہماری زندگی میں آپ کی حیات میں آپ خود دیکھیں گے انشاء اللہ ہم دیکھ کے مریں گے، کہ شہزادی کی قبر پر سایہ ہو گیا امام

حسنؑ چوتھے امامؑ، پانچویں امامؑ، چھٹے امامؑ پہلو میں دفن ہیں سب کی قبر پر سایہ ہوگا انشاء اللہ ضرور سایہ ہوگا، تقریر کو میں نے یہاں پر ختم کیا اس لئے کہ پورا سفرنامہ میں آج نہیں سنا سکتا، اب آنے والے عشرے میں وہ چیزیں پیش کروں گا اب مکے میں حج کو تمام کیا عرفات پہنچا نو ذالحجہ شہادتِ مسلمؑ کا دن تھا اور میری نگاہوں میں وہ منظر تھا کہ آج کے دن حسینؑ عباسؑ و علی اکبرؑ کے ساتھ اسی جبلِ رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر دعائے عرفہ پڑھ رہے تھے عرفات کے میدان میں میں نے مجلس پڑھی جناب خدیجہؑ پر مجلس پڑھی حضرت ابراہیمؑ کا ذکر کیا وہاں سے میں منیٰ آیا، پھر منیٰ میں سارے اعمالِ حج کرنے کے بعد شیطانوں کو مارنے کے بعد قربانی دینے کے بعد شام کو میری مجلس ہوئی پھر میں نے قربانیٔ ابراہیمؑ پر تقریر کی اور سب کچھ کہا میں نے اور وہاں جب دوسری تقریر میں نے کی وہ تھی شیطانوں کے مارنے پر تو وہاں سوال مجھ سے بار بار ہوا یہ تین شیطان کیوں ہیں میں نے کہا خدا نے بنوائے ہیں میں کیا جانوں، تین شیطان کیوں چار کیوں نہیں، چھ کیوں نہیں دو کیوں نہیں تین شیطان اب میں نے کہا ہوں گے بھئی تین شیطان اس لئے ہوں گے کہ اللہ میاں کے مقابل میں تین خدا آئے تھے، ٹکرائے تھے، اللہ میاں کے مقابل تین خدا آئے تھے پہلا خدا نمرود، دوسرا خدا فرعون، تیسرا خدا شداد، شیطانوں نے حلول کر کے تین انسانوں کو بہکا کر خدا کے مقابل تین آدمی لائے اللہ نے کہا تین شیطان بنا دو اب جو اللہ کا ہم نام تھا علیؑ اس کے مقابل بھی تین آئے، یہ بات ہے، ہم کیا کریں عجیب بات ہے تو تاریخ نے کہا تین شیطان کیوں؟ یہ بات تو پانچ ہزار برس پہلے کی ہے حضرت ابراہیمؑ کے دور میں تین بھیس بدل کر شیطان آیا تھا تو تاریخ میں تین کی گنتی باطل نے یاد کر لی جب بھی باطل آیا تین کے روپ میں آیا بھئی رسولؐ کے مقابل تین ابو آئے، ابوا بو سمجھتے ہو

نا تین باپ ابوجہل ابولہب ابوسفیان،، تین رسولؐ کے مقابل تین خدا کے مقابل تین علیؑ کے مقابل تو ہونا ہی تھا تین شیطانوں کو ابراہیمؑ کے مقابل بھی تین روپ تھے اب سوال اس میں یہ ہوا کہ پہلے روز بڑے شیطان کو ماریئے دو کو تو چھوڑ یئے جمرۂ اولیٰ، جمرۂ وسطیٰ، جمرۂ عقبیٰ، جو سب سے بڑا ہے بقرہ عید کے دن صبح صبح جا کر مارنا ہے جب تک آپ اُسے مار نہیں لیں گے آپ جا کر نہ قربانی دے سکتے ہیں نہ بال کٹوا سکتے ہیں حج پورا نہیں ہوگا احرام کھلے گا نہیں، جب تک کہ بال نہیں کٹیں گے، تکسیر نہیں ہوگی، احرام کھل نہیں سکتا تو سوال یہ ہے کہ حاجیوں نے یہ پوچھا کہ دوسرے دن پھر تینوں کو لائن سے مارنا ہے پہلے چھوٹے کو پھر منجھلے یعنی پھر بڑے کو اور پھر تیسرے کو لیکن پہلے دن صرف بڑے کو کیوں میں نے کہا بھئی ایک ہی بات میری سمجھ میں آ رہی ہے کہ روزانہ تینوں کو مارو پہلے دن بڑے کو

زیادہ کنکر مارے جائیں کیوں بڑے کو زیادہ اس لئے مارے جائیں کہ بڑے کو بیٹی کے حصے کے کنکر پہلے مار لو بس اتنی سی بات سمجھ گئے آپ اس لئے پہلے دن بڑے کو مارو یہ سزا شیطان کو اُس کی بیٹی کی بداعمالیوں کی ملی ہے، شیطان کی ایک بیٹی بھی ہے، گھبرائیں نہ آپ شیطان کی بیٹیاں بھی ہیں جو عورتوں کو بہکاتی ہیں، مردوں کو شیطان بہکاتے ہیں عورتوں کو عورتیں بہکاتی ہیں۔ مردوں کو مرد شیطان بہکاتے ہیں، عورتوں کو عورتیں شیطان بہکاتی ہیں جنوں میں بھی عورتیں ہیں شیطانوں میں بھی عورتیں ہیں گھبرایئے گا نہ اس جملے سے کہ شیطان کی بیٹی کہاں سے آ گئی۔ ابھی بھی موجود ہے تاریخ میں موجود ہے کتابوں میں شیطان کی بیٹیاں بھی ہیں تو شیطان کی بیٹی کے حصے کا بڑے والے شیطان کو کنکر پہلے دن آپ کو مارنا ہے۔ اب یہ چلا آ رہا ہے اس کو نہ بدلا جا سکتا ہے نہ اس کو آپ تبرّا کہہ سکتے ہیں وہاں تو سب جا کے دیوانے ہو جاتے ہیں وہاں کوئی نہیں سوچتا کہ کس کو

مار رہے ہیں چپلیں ہوائیاں چل رہی ہیں کوٹ رہے ہیں سب مار رہے ہیں۔ چاہے شافعی ہو، چاہے حنبلی ہو، چاہے وہابی ہو چاہے سوادِ اعظم کا ہو، پیٹ رہے ہیں اُس کو پاگل ہو رہے ہیں مارنے کے پیچھے، ثروت صاحب سے پوچھئے کیسے دیوانے ہو جاتے ہیں، سوچو کس کو مار رہے ہو نسلوں کو تو پلٹ کر دیکھو (صلوٰۃ پڑھئے گا) مار رہے ہیں۔ بہر حال حج تمام ہوا اُس کے بعد قربانی دے دی تکسیر ہو گئی آ گیا بہت سی چیزیں بیان کرنے سے رہ گئیں مدینے آیا اب ظاہر ہے کہ مدینے آنا روضۂ رُسول پر جانا اور عجیب بات یہ کہ چاہتا تو جہاں ٹھہرا تھا وہاں جاتا روضہ رُسول پر پہنچ جاتا بھٹک کر، اکیلا رستے سے واقف نہیں، عجیب بات یہ کہ جہاں جا کر رُکا اور لینے والا جہاں آیا وہ جنّت البقیع کا دروازہ تھا، عجیب اتفاق وہ جنّت البقیع کا دروازہ تھا وہاں سے روضۂ رسولؐ نظر آ رہا تھا میں جب وہاں پہنچا سامنے گنبد خضریٰ تھا بس یہ سمجھ لیجئے کہ جہاں پر یہ عزا خانہ ختم ہو رہا ہے سڑک کے پار وہ روضہ رسولؐ ہے جنّت البقیع کا، مختصر فاصلہ ہے اس لئے کہ راستے میں محلہ بنی ہاشم توڑ کر ختم کر دیا گیا سارے مکان اس سال توڑ دیئے گئے جو نشانات بنے ہوئے تھے کہ کس کس امام کے مکانات ہیں، اب کچھ نہیں رہا، بس اُس میدان میں جب آپ جائیں گے، چلیں گے تو خود بخود آپ کو احساس ہوگا کہ ہم اُس مقام پر چل رہے ہیں جہاں کبھی حسنؑ اور حسینؑ چلتے تھے، جہاں کبھی مولائے کائنات چلتے تھے، اور جب روضۂ رسولؐ میں داخل ہوا اُس دروازے سے کہ جو جناب فاطمہ زہراؑ کے گھر کا دروازہ ہے کہیں اور سے آپ جا ہی نہیں سکتے روضے کے اندر جب آپ جائیں گے تو روضے کے اندر ضریح کے اندر جانے کا دروازہ جو ہے وہ فاطمہ زہراؑ کے گھر کا دروازہ ہے، بابِ جبریلؑ وہی دروازہ ہے جس دروازے پر رسولؐ آ کر سلام کرتے تھے، زہراؑ کو۔ یہاں آیت تطہیر کی تلاوت

ہوتی تھی آج بھی دروازہ عظمتِ زہراؑ کو بتا رہا ہے آج بھی وہ دروازہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ نبی کی بیٹی آج بھی اس مدینے کی شہزادی ہے آپ یقین کیجئے کہ آج بھی مدینے پر شہزادیؑ کی حکومت لگتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہاں ایک رُعب ایک دبدبہ ہے۔ بیت الحزن جائیں ایک کیفیت طاری ہوتی ہے مسجدِ مباہلہ جائیں وہ نگاہوں میں منظر آتا ہے کہ وہ عصمتِ کبریٰ آ رہی ہے امامت اور نبوت کے حصار میں آ رہی ہے۔ اگر میدانِ حج جائیں تو فاطمہ زہراؑ کا تصور ختم نہیں ہوتا احزاب کے میدان میں جائیں تو مسجدِ فاطمہؑ سامنے ہے جس مقام پر مدینے میں جائیں گے ہر طرف شہزادی کی حکومت نظر آتی ہے۔ وہ مقام اگر عیدگاہ پہنچ جائیں تو وہاں منظر نظر آئے گا کہ یہی مقام ہے کہ جہاں عید کے دن بچوں کے لئے رسولؐ اللہ ناقہ بنے تھے زلفیں ہاتھ میں دی تھیں، زہراؑ کے بچے یہ زہراؑ کے بچے ہیں زہراؑ کا ذکر مدینے میں ہو جہاں جائیں گے دل پکار پکار کر آپ سے کہے گا۔ پھر جب روضہ رسولؐ میں گیا اُس مقام کو دیکھا کہاں دربار لگتا ہوگا۔ کہاں خلیفہ وقت بیٹھتا ہوگا یہ زہراؑ کا مکان بی بی پردے میں آ رہی ہے بھرے دربار میں آ رہی ہے شہزادیوں کے حلقے میں آ رہی ہے لاؤ میرے بابا کا حق مجھے دے دو، مسجدِ نبوی میں یہ منظر بھی دیکھا بازارِ مدینہ کو دیکھا شہزادی کی سواری ادھر سے گزر کر گئی ہوگی۔ ادھر سے سواری گزری ہوگی، ادھر سے شہزادی آئی ہوں گی، مسجد نبویؐ میں ہر مقام پر شہزادی کی بیکسی اور مظلومیت کا تصور تھا۔ تقریر تمام ہو گئی ہاں ہاں اب ذہن میں میرے صرف ایک بات تھی اور وہ بات یہ تھی کہ میرے تصور میں یہ تھا کہ صبح ہو اور مدینے کی عورتیں زہراؑ کے صحن خانہ میں آ کر بھر جائیں کیوں تعزیت باپ کی ادا کرنے آئیں، چھوٹے بچوں کو لئے ہوئے سیاہ چادریں اوڑھے ہوئے گھروں میں کھانا نہیں پکتا تھا، گھروں سے دھواں

نہیں اُٹھتا تھا مرد پریشان آ کر علیؑ سے کہیں شہزادیؑ کونینؑ سے کہو بنتِ رسولؐ سے کہو یا رات کو روئیں یا دن کو روئیں ہمارے گھر کی عورتیں ہر وقت اُن کے گھر میں رہتی ہیں گئے علیؑ کہا کہ زہراؑ مدینے والے آئے تھے کہتے تھے یا دن کو رویا کیجئے یا رات کو رویا کیجئے ابوالحسنؑ ان سے جا کر کہہ دیجئے کہ زہراؑ اب تم میں زیادہ دن نہیں رہے گی چند دنوں کی مہمان ہے چند دنوں کی مہمان ہے اب جو دوسری صبح آئی تو مسجدِ نبویؐ سے بہت دور نکل گئیں سیاہ موزے پہنے ہوئے سیاہ چادر اُوڑھے ہوئے بچوں کی انگلی پکڑی زینبؑ واُمِ کلثومؑ کو گود میں لیا ایک ویرانے میں جا کر بیٹھ گئیں آج اُسی مقام کا نام بیت الحزن ہے، علیؑ نے وہاں ایک مسجد بنوا دی تھی، جاتیں بیٹھ کر باپ کو وہیں رولیتیں شام ہوتی علیؑ زہراؑ کو لے کر گھر آ جاتے زہراؑ کو لے کر گھر آ جاتے وہ دن بھی آیا کہ جب جنت البقیع کی سرزمین میں پیوندِ خاک ہو گئیں بی بی سو گئیں، علی قرآن پڑھتے شام ہو جاتی ایک دن آواز آئی ابوالحسن بہت دیر ہو گئی میری بچیاں زینبؑ اور اُمِ کلثومؑ گھر کے صحن میں اپنے سر کو پیٹ رہی ہیں، جایئے بچیوں کی خبر لیجئے، زہراؑ کو بچیوں کا اتنا خیال تھا۔ کل تقریر میں نے کہاں چھوڑی تھی، جابرؓ نے آواز دی اپنے غلام کو آواز دی کیا نظر آیا غلام نے کہا قافلہ آ رہا ہے، گرد اُٹھ رہی ہے کہا جا کر پوچھ کیسا قافلہ ہے، مجھے حسینؑ نے خبر دی ہے نعمان بن بشیر آگے بڑھا جابرؓ کو آواز دی کہ کوئی اگر نامحرم ہے تو ہٹے بے کس بہن بھائی کی قبر پر آئی ہے، قافلہ آیا تھا عماریاں بٹھائی جانے لگیں لیکن ابھی ناقہ بیٹھا نہیں تھا کہ زینبؑ نے اپنے آپ کو بھائی کی قبر پر گرا لیا شب داری بھائی کی قبر پر ہوئی رخسار کو قبر پر رکھ دیا آواز دی۔ آواز دی۔ تقریر اسی ذکر پر جنت البقیع کے ذکر پر تمام ہوگی۔ دو چار جملے آخری مجلس ہے روئے آپ بہت روئے، مجلس ہوگئی لیکن موضوع کو تمام کرنا ضروری ہے عشرے کی الوداعی مجلس ہے، زینبؑ نے

رخسار کو قبر پر رکھا آواز دی بھیا بہن آئی ہے کوفے کے بازاروں سے ہو کر آئی ہے شام کے بازاروں سے ہو کر آئی ہے، رسن بستہ وہیں دربار میں کھڑی رہی اور ایک بار عجیب جملہ کہا کہ بھیا سکینہؑ کو میرے سپرد کیا تھا تمہاری امانت لے کر نہ آ سکی خالی ہاتھ آئی ہے زینبؑ، سات دن بہن نے بھائی کی قبر پر ماتم کیا ایسا ماتم کیا کہ کربلا کی زمین ہلنے لگی، کربلا کی زمین لرزنے لگی ہر بی بی نے اپنے وارثوں کا ماتم کیا، سات دن گزرے زین العابدینؑ نے کہا پھوپھی اماں مدینے چلئے صغراؑ کو انتظار ہوگا، مادرِ گرامی اُم البنینؑ انتظار کر رہی ہوں گی، پھوپھی اماں مدینے چلئے سواریاں تیار ہوئیں عماریاں پھر ناقوں پر رکھ دی گئیں بی بیاں بیٹھنے لگیں ایک بار سواریاں چلنے والی تھیں کہ رونے کی صدا آئی مڑ کر کہا فضہ یہ حسینؑ کی قبر سے کون بی بی لپٹی ہوئی ہے آواز دی کہا شہزادی مادرِ علی اصغرؑ ہے اُمِ ربابؑ ہے ناقہ پھر بٹھایا گیا، تقریر کی آخری منزل ہے ناقہ پھر بٹھایا گیا بی بی قریب آئی، بازو کو تھاما کہا بھابی مدینے نہ چلو گی، بھابھی کیا مدینے نہ چلو گی، تو بے اختیار کہا شہزادی جب میں قید خانے میں رُکنا چاہتی تھی تم نے کہا تھا کہ سکینہؑ کی قبر کو چھوڑ دو علی اصغرؑ کی قبر پر چلو، والی وارث کا ماتم کرو، میں مدینے جا کر کیا کروں میرا والی میرا وارث میرا بچّہ یہاں ہے، شہزادی مجھے یہیں چھوڑ دو، میں یہیں اپنے وارث کا ماتم کروں گی میرے وارث کی قبر دھوپ میں ہے میں دھوپ میں بیٹھ کر اپنے والی و وارث کا ماتم کروں گی۔ بارِالٰہی اس عبادت کو قبول کر جتنے مومن و مومنات ہیں ان کی دلی تمناؤں کو پورا کر۔ (ماتم حسین)

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی کی کتابیں

نمبر	کتاب کا نام	صفحات	قیمت
	......﴿سوانح حیات﴾......		
۱۔	سوانح حضرت فاطمہؑ (انڈونیشیا پیپر)	1040	700/=
۲۔	ایران کی شہزادی جناب شہربانوؑ	472	400/=
۳۔	شہزادہ قاسم ابنِ حسنؑ (جلد اوّل)	640	500/=
۴۔	شہزادہ قاسمؑ ابنِ حسنؑ (جلد دوم)	400	500/=
۵۔	سوانح حیات شہزادہ علی اصغرؑ	960	800/=
۶۔	اُمّ البنینؑ	400	300/=
۷۔	سوانح حیات حضرت اُمِّ کلثومؑ	544	600/=
	......﴿تاریخ﴾......		
۸۔	شہزادۂ قاسمؑ کی مہندی	400	500/=
۹۔	شہزادی زینبؑ اور تاریخ ملکِ شام	224	200/=
۱۰۔	امام حسنؑ کی فتح اور دشمنِ خدا کی شکست	144	200/=

۱۱۔	غمِ حسینؑ اور عزاداروں کی شفاعت	224	200/=
۱۲۔	ذوالجناح	720	600/=
۱۳۔	شہید علمائے حق	144	200/=
	......《ادبیات》......		
۱۴۔	معصوموں کا ستارہ شہزادہ علی اصغر (فرنچ سے ترجمہ)	288	300/=
۱۵۔	اردو غزل اور کربلا	240	200/=
۱۶۔	احساس (علمی، ادبی مضامین)	384	300/=
۱۷۔	نوادراتِ مرثیہ نگاری (جلد اوّل)	338	300/=
۱۸۔	نوادراتِ مرثیہ نگاری (جلد دوم)	368	300/=
۱۹۔	کلامِ ضمیر (مرثیے، نوحے، سلام)	304	200/=
۲۰۔	شعرائے اُردو اور عشقِ علیؑ	912	500/=
۲۱۔	شاعرِ اعظم (میر انیس)	720	500/=
۲۲۔	میر انیس کی شاعری میں رنگوں کا استعمال	416	300/=
۲۳۔	میر انیس بحیثیت ماہرِ حیوانات	408	400/=
۲۴۔	میر انیس (انگلش)	366	500/=
۲۵۔	اُردو مرثیہ پاکستان میں	544	500/=
۲۶۔	خاندانِ میر انیس کے نامور شعرا	992	500/=
۲۷۔	ضمیرِ حیات	1232	1000/=

۲۸۔	دبستانِ ناسخ	968	700/=

﴿عشرہ مجالس﴾

۲۹۔	عظمتِ حضرت زینبؑ (۱۵ مجالس)	368	300/=
۳۰۔	حضرت علیؑ میدانِ جنگ میں	224	200/=
۳۱۔	معراجِ خطابت (۵ جلدیں)	(مکمل سیٹ)	1400/=
۳۲۔	حضرت علیؑ کی آسمانی تلوار ذوالفقار	368	300/=
۳۳۔	امام اور امت (اُردو)	272	200/=
۳۴۔	امام اور اُمت (انگریزی ترجمہ)	307	200/=
۳۵۔	احسان اور ایمان	336	200/=
۳۶۔	ولایتِ علیؑ	336	200/=
۳۷۔	مجالس محسنہ (جلد اوّل)	400	200/=
۳۸۔	مجالس محسنہ (جلد دوم)	368	200/=
۳۹۔	معجزہ اور قرآن	320	200/=
۴۰۔	ظہورِ امام مہدیؑ	272	200/=
۴۱۔	عظمتِ صحابہ	288	200/=
۴۲۔	تاریخِ شیعیت	304	200/=
۴۳۔	قاتلانِ حسینؑ کا انجام	352	250/=
۴۴۔	علم زندگی ہے	352	300/=

۴۵۔	عظمت حضرت ابوطالبؑ	296	250/=
۴۶۔	اسلام پر حضرت علیؑ کے احسانات	257	250/=
۴۷۔	قرآن کی قسمیں	344	250/=
۴۸۔	معرفتِ الٰہی اور سیرتِ معصومینؑ	256	300/=
۴۹۔	بُت شکن اور بُت تراش	304	300/=
۵۰۔	انسان اور حیوان	272	300/=
۵۱۔	اقوامِ عالم اور عزاداریٔ حسینؑ	304	300/=
۵۲۔	علیؑ وارثِ انبیاءؑ	328	300/=
۵۳۔	محسنینِ اسلام	312	300/=
۵۴۔	عورت اور اسلام	256	300/=
۵۵۔	حیاتِ حضرتِ عباس علمدارؑ	312	300/=
۵۶۔	علی وسیلۂ نجات	288	300/=